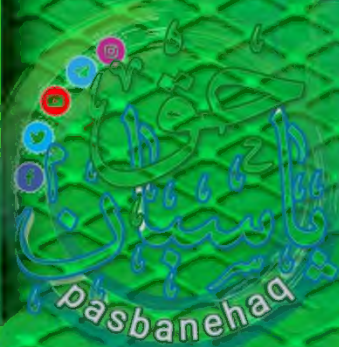




أَعْلَامُ الْمُفَرَّقِينَ

يَا
وَرَأَى شَخْصَتَيْنِ



تأليف
عبدالله بن عبد الوهاب
طابع آفندة (الطبعة الأولى) للبرصدا كسنة

مجلس نشریات اسلام
کے 3-10 بابہ پیش
74600 بابہ 1-10 بابہ

اعلام القرآن

یا قرآنی شخصیتیں

تصنیف:

مولانا عبد الماجد دریا بادی

صاحب تفسیر قرآن انگریزی اردو مدیر صدق لکھنؤ

مجلس نشریات اسلام آباد

۱۔ کے۔ ۳۔ ناظم آڈویشن، ناظم آباد، کراچی ۷۴۶۰۰

پاکستان میں جملہ حقوق طباعت و اشاعت
بجق فضل ربی ندوی محفوظ ہیں

نام کتاب	اعلام القرآن
تصنیف	مولانا عبد المجید دریا بادی
طباعت	مولائی پرنٹنگ پریس کراچی
اشاعت	۲۰۰۳ء
ضامات	۱۷۶ صفحات
ٹیلیفون	
۴۶۰۱۸۱۷	

اسٹاکٹ: مکتبہ ندوۃ قاسم سینٹر اردو بازار کراچی

فون ۲۶۳۸۹۱۷

ناشر

فضل ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام ۱۰۷-۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد کراچی ۷۴۶۰۰۰

فهرست مضامین

نمبر صفحه	عنوان	نمبر صفحه	عنوان	نمبر صفحه
۲۷	ابنه	۱۳	۸	دییاجه
۲۸	ابوك	۱۴	۱۰	الف ممدوده
۲۸	ابی لهب	۱۵	۱۰	۱ آدم
۳۰	احمد	۱۶	۱۳	۲ اذر
۳۱	اختك	۱۷	۱۵	۳ ال ابراهيم
۳۲	اخته	۱۸	۱۶	۴ ال داؤد
۳۳	اخت هارون	۱۹	۱۶	۵ ال عمران
۳۳	اخوان لوط	۲۰	۱۷	۶ ال فرعون
۳۴	ادریس	۲۱	۱۸	۷ ال لوط
۳۵	ازواجك (اللاتی)	۲۲	۱۸	۸ ال موسى
۳۵	ازواجك	۲۳	۱۸	ال هارون
۳۵	ازواجه	۲۳	۱۹	۹ ال یعقوب
۳۶	اسباط	۲۵	۲۰	۱۰ الف مقصوره
۳۶	اسحق	۲۶	۲۰	۱۰ ابراهيم
۳۹	اسرائیل	۲۷	۲۳	۱۱ ابليس
۴۰	اسماعيل	۲۸	۲۶	۱۲ ابن مريم

ترتيب	عنوان	صفحة	ترتيب	عنوان	صفحة
٢٩	اصحاب الأخدود	٢٢	٢٩	الياس	٥٤
٣٠	اصحاب الأيكة	٢٣		الياسين	
٣١	اصحاب الحجر	٢٣	٥٠	اليسع	٥٨
٣٢	اصحاب الرّس	٢٣	٥١	امراة (تملكهم)	٥٩
٣٣	اصحاب السّبت	٢٥	٥٢	امراة العزيز	٦٠
٣٣	اصحاب الفيل	٢٥	٥٣	امراة عمران	٦١
٣٥	اصحاب القرية	٢٦	٥٣	امراة فرعون	٦١
٣٦	اصحاب الكهف والّزّيم	٢٤	٥٥	امراة نك	٦٢
٣٤	اصحاب مدين	٢٨	٥٦	امراة لوط	٦٢
٣٨	اصحاب موسى	٢٨	٥٤	امراة نوح	٦٣
٣٩	(ال) اعلى	٢٩	٥٨	امراة (١)	٦٣
٤٠	الله	٢٩	٥٩	امراة (٢)	٦٣
٤١	التي (احصنت فرجا)	٥٠	٦٠	امراة (٣)	٦٥
٤٢	التي (موفى بيتها)	٥١	٦١	امراة (٤)	٦٦
٤٣	الذى (اتينه اياتنا)	٥١	٦٢	امراة	٦٦
٤٣	الذى (انعم الله وانعمت عليه)	٥٣	٦٣	امك	٦٤
٤٥	الذى (تولى كبره منهم)	٥٣	٦٣	امك	٦٤
٤٦	الذى (حاجر ابراهيم في ربه)	٥٣	٦٥	ام موسى	٦٤
٤٤	الذى (عندة علم من كتب)	٥٥	٦٦	امه	٦٨
٤٨	(ك) الفى (مر على قرية)	٥٦	٦٤	امه	٦٨

مُبرِّئاً	عنوان	صُور	مُبرِّئاً	عنوان	مُبرِّئاً
٦٨	أُمِّي	٤٩	٨٢	جبرئيل	٨١
٦٩	أهل البيت (١)	٤٩	٨٣	حرف ح	٨٣
٤٠	أهل البيت (٢)	٤٩	٨٣	حَمَالَة الحطب	٨٣
٤١	أهل مَدِين	٤٠	٨٣	حواريُّون	٨٣
٤٢	أيُّوب	٤٠	٨٦	حواريُّين	٨٣
	حرف ب	٤٢	٨٢	حرف د	٨٢
٤٣	يُشر	٤٢	٨٤	داؤد	٨٢
٤٣	بعض أزواجه	٤٢	٨٤	حرف ذ	٨٤
٤٥	بعلاً	٤٢	٨٨	ذوالقرنين	٨٤
٤٦	بناق	٤٣		ذِي القرنين	
٤٤	بنو إسرائيل	٤٣	٨٩	ذِي الكفل	٨٩
٤٨	بنى آدم	٤٣	٩٠	ذاللتون	٩٠
٤٩	بنى إسرائيل	٤٥	٩٠	حرف ر	٩٠
٨٠	بنيته	٤٦	٩١	رجلٌ مؤمنٌ	٩٠
	حرف ت	٤٤	٩٢	رسولٌ (النَّبِيّ الأُمِّي)	٩١
٨١	تُبَّع	٤٤	٩٣	رسول (يأتى من بعدى)	٩٢
	حرف ث	٤٤	٩٣	رُوحُ الأمين	٩٢
٨٢	ثمود	٤٤	٩٥	روحُ القدُس	٩٣
	حرف ج	٨١	٩٦	رُوم	٩٣
٨٣	جالوت	٨١	٩٣	حرف ز	٩٣

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر شمار
۹۷	زکریّا	۹۴	طالوت	۱۰۹
۹۸	ذیدّا	۹۶	حرف ع	۱۱۰
	حرف س	۹۷	عَاد / عَادَا	۱۱۰
۹۹	سَامِرِی	۹۷	عِبَادًا (لَنَا اُولٰٓئِیْ بِاَسْ شَدِیْدًا)	۱۱۳
۱۰۰	سُلَیْمَان	۹۹	عِبَادًا مِّنْ عِبَادِنَا	۱۱۳
۱۰۱	سَوَاعَا	۱۰۱	عِبْدَانَا	۱۱۵
	حرف ش	۱۰۱	عِبْدَاة	۱۱۵
۱۰۲	شَاهِدَا (مِّنْ اَهْلِهَآ)	۱۰۱	عَجُوْزَا	۱۱۶
۱۰۳	شَاهِدَا (مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل)	۱۰۲	عِزّٰی	۱۱۶
۱۰۴	شَدِیْدُ الْقُوّٰی	۱۰۲	عَزِیْرُ	۱۱۷
۱۰۵	شَعِیْب	۱۰۳	تَعَزِیْزُ	۱۱۸
	حرف ص	۱۰۵	عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ	۱۱۸
۱۰۶	صَاحِبُ الْحَوْتَ	۱۰۵	عِیْسٰی	۱۱۹
۱۰۷	صَاحِبُكُمْ	۱۰۶	حرف غ	۱۲۳
۱۰۸	صَاحِبِهٖ	۱۰۷	غَلَامٌ	۱۲۳
۱۰۹	صَاحِبُهُمْ	۱۰۷	حرف ف	۱۲۳
۱۱۰	صَالِح / صَالِحًا	۱۰۷	فَتَاه	۱۲۳
	حرف ض	۱۰۹	فَتِیة	۱۲۳
۱۱۱	ضَیْفُ اِبْرَآهَیْم	۱۰۹	فِرْعَوْن	۱۲۵
	حرف ط	۱۰۹	حرف ق	۱۲۸
		۱۲۸	قَابُوْن	۱۲۸

نمبر	عنوان	نمبر	عنوان	نمبر	عنوان
۱۲۹	قریش	۱۲۹	نسرًا	۱۵۴	
۱۳۰	قومًا (جبارین)	۱۳۱	نوح	۱۵۵	
۱۳۱	قومًا (غضب الله علیهم)	۱۳۲	نوحًا		
۱۳۲	قومًا (قد ضلوا من قبل)	۱۳۲	حرف واؤ	۱۶۱	
	حرف ل	۱۳۳	ودًا	۱۶۱	
۱۳۳	لات	۱۳۳	حرف ه	۱۶۲	
۱۳۴	لقمان	۱۳۴	هاروت	۱۶۲	
۱۳۵	لوط	۱۳۵	هارون	۱۶۲	
	لوطًا	۱۵۰	هامان	۱۶۵	
	حرف میم	۱۵۱	هودًا	۱۶۶	
۱۳۶	ماجوج	۱۵۱	هودًا		
۱۳۷	ماروت	۱۵۲	حرف ی	۱۶۷	
۱۳۸	محمد	۱۵۲	یا جوج	۱۶۷	
۱۳۹	مریم	۱۵۳	یحییٰ	۱۶۷	
۱۴۰	مسیح	۱۵۴	یعقوب	۱۶۹	
۱۴۱	منواعة	۱۵۵	یعوق	۱۷۰	
۱۴۲	موسیٰ	۱۵۶	یغوث	۱۷۱	
۱۴۳	میکال	۱۵۷	یوسف	۱۷۱	
	حرف ن	۱۵۸	یونس	۱۷۵	
۱۴۴	نساء النبی	۱۵۳			

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

دیباچہ

خدمتِ قرآن مجید کے تعلق سے انگریزی و اردو تفسیر کے بعد جو متفرق رسالوں کا سلسلہ جاری ہے، اس میں تیسرے نمبر پر یہ رسالہ پیش ہو رہا ہے، اس کے قبل حیواناتِ قرآنی اور جغرافیہ قرآنی شائع ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید میں شخصیتوں کا ذکر کثرت سے آیا ہے اور شخصیتیں انسانی ہی ہیں جیسے آدم، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ (علیہم السلام)، فرعون، قارون وغیرہ اور غیر انسانی بھی مثلاً جبریل، میکال، ابلیس، لات، منات، یغوث، یعوق وغیرہ، آئندہ صفحات میں اسی قسم کے اسماء کی فہرست حروفِ تہجی کے حساب سے ملے گی، ذیل کے التزامات کے ساتھ۔

- ۱۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے اس کا حوالہ بعیدِ سورت و رکوع
- ۲۔ اُس شخصیت سے متعلق قرآن میں جو کچھ ہے وہ اور قرآن سے باہر جو معلومات مل سکے خصوصاً بائبل کے صحیفوں میں، تاریخ کی کتابوں میں، وہ یکجا کر دیئے گئے ہیں۔
- ۳۔ انبیاء علیہم السلام اور دوسری شخصیتوں سے متعلق قرآن مجید کے بیان کئے ہوئے قصے پورے کے پورے نقل نہیں کئے گئے ہیں بلکہ قصص القرآن کے لئے اٹھائے گئے ہیں، غالباً ما بعد قصص القرآن کی تسوید کا آغاز نہ کر سکے۔

ان معروف و واضح اعلام قرآنی کے علاوہ بھی قرآن مجید کے صفحات میں متعدد

شخصیتوں کا ذکر آیا ہے، اُن کے نام اور لقب کے بغیر لیکن قرآن مجید نے ان کی نشاندہی ایسے متعین طریقہ پر کر دی ہے کہ وہاں مُراد کسی فردِ واحد یا کسی مخصوص مجموعہ افراد ہی ہے ہو سکتی ہے مثلاً :-

اصحابِ الفیل، الاعلیٰ (اَن جَاءَ الْاَعْلٰی میں) الّٰتِیْ اَحْصٰتْ فَرْجَهَا
الَّذِیْ حَاجَّ فِیْ اِبْرٰهیمَ - الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ - صَاحِبِ الْوَحْیِ
رَسُوْلَ السَّعٰی الدُّرْمِیِّ - عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا وَغَیْرُہُمْ۔ کوشش کی گئی ہے کہ ایسے تمام
الفاظ اور فقرے بھی اس مجموعے میں آجائیں بعض شخصیتیں ایسی بھی ملیں جن کے وصفِ
نقد کا بھی ذکر ہے، مثلاً ابْنِ اٰدَمَ (آدم کے دو بیٹے) اِبْنَتِیْ (میری دو بیٹیاں) او
اس طرح کے سارے الفاظ انشاء اللہ تعالیٰ "الأعداد فی القرآن" میں جبکہ
پائیں گے۔

مُبْہُول چوک لازمۂ بشریت ہے اور پھر اس قسم کے مجموعہ میں تو انتخاب عنوانات
میں اختلافِ خیال و اختلافِ ذوق کی بڑی گنجائش ہے، بہر حال جس خدائے برحق نے
اپنے کلام کی کسی خدمت کی توفیق کسی حیثیت سے بھی عطا کی ہے، اسی سے یہ دُعا بھی ہے
کہ غلطیوں اور خطاؤں سے درگزر فرمائے۔

عبد الماجد

دریا آباد - بارہ بنکی

محرم ۱۳۷۹ھ - جولائی ۱۹۵۹ء

الف ممدوده

① آدم (آدم) | البقرہ : ع ۳، ۵ بار۔ آل عمران : ع ۴، ۶۔ الاعراف : ع ۲ (۲ بار)
بنی اسرائیل ع ۵۔ الکہف ع ۷۔ مریم ع ۴، طہ ع ۶ (۴ بار)

ذکر سترہ بار آیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں پہلی جگہ ذکر یوں ہے کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کے آگے جھکو۔ دوسری جگہ یوں کہ اللہ نے آدمؑ کو اسماء سارے کے سارے سکھا دیتے۔ تیسری باریوں کہ آدمؑ کو حکم ملا کہ فرشتوں کے ان اسماء کو بیان کر دو۔ چوتھی بار یہ کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری بی بی اس جنت میں رہو۔ اور پانچویں باریہ کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے توبہ کے کلمات سیکھ لیتے۔ آل عمران میں پہلی باریوں کہ اللہ نے برگزیدہ کیا اور نوحؑ کو۔ اور دوسری باریوں کہ عیسیٰؑ کی پیدائش بھی آدمؑ ہی کی طرح مٹی سے ہوتی ہے۔ الاعراف میں ایک جگہ یوں ہے کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے آگے جھکو اور دوسری جگہ یوں ہے کہ اے آدمؑ! تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو۔ بنی اسرائیل میں یہ کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے آگے جھکو، اور یہی ذکر سورۃ الکہف میں بھی ہے مریم میں انبیاء کے تذکرہ میں ہے کہ نسل آدمؑ سے تھے۔ سورۃ طہ میں ایک جگہ یہ کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ علیہ السلام کے آگے جھکو۔ دوسری جگہ یہ کہ آدمؑ سے عہد ہم اس سے قبل لے چکے تھے۔ تیسری باریہ کہ ہم نے آدمؑ سے کہہ دیا کہ یہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ چوتھی باریہ کہ شیطان نے آدمؑ سے کہا کہ میں تمہیں حیاتِ جاودانی کا دہشت بتاتے دیتا ہوں۔ پانچویں مرتبہ یہ کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار کا قصور کیا، سو وہ غلطی میں پڑ گئے۔

آدمؑ کے ضمن میں اشتقاقی تحقیق | نام کے اشتقاق کے بارے میں اہل لغت کے اقوال مختلف ہیں ایک

عمران کو دنیا جہاں والوں سے (افضلیت کے لئے) چُن لیا۔ اور دوسری جگہ یہ کہ ہم نے خاندانِ ابراہیم کو کتاب (آسمانی) دی اور حکمت دی اور اُن کو بڑی سلطنت بھی دی۔ خاندانِ ابراہیم کی یہ ساری فضیلتیں بالکل ظاہر ہیں، اس خاندان کی دو اہم اور بڑی شاخیں بنی اسرائیل اور بنی اسمعیل ہیں اور ایک طرف نبوت اور علوم روحانی اور دوسری طرف مملکت و سلطنت جس حد تک انہیں خاندانوں میں رہیں۔ اس کی مثال کسی دوسرے خاندان میں مشکل ہی سے ملے گی۔

فرزندانِ ابراہیم کی تعداد توریت سے حسبِ ذیل معلوم ہوتی ہے۔

بی بی ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمعیلؑ

بی بی سارہ کے بطن سے حضرت اسحقؑ

بی بی قتورہ کے بطن سے نمران، یقتان، مدان، ہدیان، اسباق، سوخ

آل داؤد (خاندانِ داؤد ولے) (سبا: : رکوع ۳)

④ **ال داؤد** | ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو نعمتیں عطا ہوتی تھیں، ان کے تذکرے کے بعد ارشاد ہوا ہے، اے خاندانِ داؤد والو! شکریہ میں (نیک کام) کرو۔

خاندانِ داؤد یہود میں خاص طور پر بزرگ و متقدّم سمجھا جاتا تھا اور اُن کے ہاں پیشگوئیاں تھیں کہ مسیح موعود اسی نسل سے پیدا ہوں گے۔ دنیوی جاہ و جلال کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہود یہ (جنوبی فلسطین) میں یہ خاندان ۴۰۰ سال تک حکمران رہا۔ شاید انہی برکتوں اور نعمتوں کی بنا پر انہیں توحید الہی اختیار کرنے کا حکم خصوصیت کے ساتھ ملا ہے۔

آل عمران (عمران کے خاندان ولے)

⑤ **ال عمران** | سورہ ال عمران : رکوع ۴

ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے، یوں کہ اللہ نے آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو دنیا جہان والوں پر برگزیدہ کیا، اور یہ برگزیدگی بہ لحاظ علمبردار توحید ہونے کے ہے۔

عمران کے نام کی تاریخی شخصیتیں دو گزری ہیں۔

(۱) ایک حضرت موسیٰؑ کے والد ماجد عمران بن یصہر

(۲) دوسرے اُن کے کئی صدی بعد حضرت مریم کے والد ماجد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جدِ مادری، عمران بن مانان۔

مُراد دونوں سے ہو سکتی ہے لیکن جس سیاق میں یہ آیت آئی ہے، اس لحاظ سے ترجیح عمران ثانی ہے اور حسنؑ اور وہبؑ تابعین سے یہی منقول ہے۔

ال فرعون (فرعون کے خاندان ولے)

⑥ اَلْ فِرْعَوْن

(البقرہ : رکوع ۶ (دوبار) آل عمران : رکوع ۳، الاعراف

رکوع ۱۶، الانفال : رکوع ۷ (دوبار) ابراہیم : رکوع ۱، القصص : رکوع ۱، المؤمن : رکوع ۱ و رکوع ۵ (دوبار) القمر : رکوع ۳۔

آل لغت میں اہل کے مُرادف ہے اور اس سے مُراد علاوہ اہل مِیال کے رفیق اور پیرو بھی ہوتے ہیں اہل الرّجُل و عیالہ و اتباعہ و اولیاءہ (تاج العروس)

فرعون کے ساتھ یہ لفظ آل قرآن مجید میں ۱۳ بار آیا ہے اور اس سے ہر جگہ مُراد فرعون کے ماننے والے اور اس کے رفیق و شکری ہیں۔ ہر جگہ اُن کا ذکر بھی فرعون ہی کے ضمن میں آیا ہے کہ وہ اس کے مل کر ظلم برپا کرتے تھے یا یہ کہ وہ اس کے ساتھ غرق و مبتلا تے عذاب ہوتے، یا یہ کہ وہ آخرت میں شدید ترین عذاب کے مستحق قرار پاتے۔ صرف ایک جگہ (سُورۃ المؤمن رکوع ۵)

یہ مضمون ہے کہ فرعون والوں میں سے ایک شخص نے جو درپردہ ایمان لاچکا تھا۔
نے آکر یہ کہا۔ انھ

⑤ اِل لُوْط

خاندان لوط (الحجر: رکوع ۴، ۵) النمل: رکوع ۴) (القمر: رکوع ۲)
ذکر کل چار جگہ آیا ہے، پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے
کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، بجز خاندان لوط کے کہ ان سب کو ہم
بچالیں گے، یہ استثناء۔ اُن کی بیوی کے۔ دوسری جگہ اُس کے معا بعد ہے کہ
وہ فرستائے، جب لوط کے گھرانے میں آتے۔ تیسری جگہ قوم لوط کی زبان سے
ہے کہ لوط کے خاندان کو اپنی بستی سے نکال دو، چوتھی جگہ معذب قوم لوط کے
سلسلے میں ہے کہ ہم نے ان پر پتھر برساتے، بجز خاندان لوط کے، انہیں صبح
ترک کے ہم نے بچالیا۔

قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گرد و پیش کی بدکاریوں
اور بد اعتقادیوں سے حضرت لوطؑ کے خاندان والے محفوظ تھے، اس لئے
نزولِ عذاب کے وقت وہ بچا لیتے گئے، باقی آپ کی بی بی چونکہ مجرموں کی
شریک تھیں، عذاب سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

توریت میں حضرت لوط علیہ السلام کی دو لڑکیوں اور دو دامادوں کا ذکر آتا ہے
اور اس بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں داماد تو عذاب میں گرفتار ہو کر ختم
ہو گئے اور دونوں لڑکیوں نے (نعوذ باللہ) خود اپنے والد ماجد سے اُن کے محفوظ
ہونے کے وقت آئندہ نسل چلائی۔

⑤ اِل مُوسٰی | خاندان موسیٰ

⑤ اِل هَارُون | خاندان ہارون (البقرہ: رکوع ۳۲)

ذکر صرف ایک بار آیا ہے اور وہ یوں: اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جنہیں اولاد

موسیٰ اور اولاد ہارون چھوڑ گئی ہیں۔
 بنی موسیٰ کی تفصیل سے توریت خاموش ہے۔ صرف دو صاحبزادوں جبرئیل
 اور الیعزر کے نام ضمناً اور منتشر طور پر آگئے ہیں۔

(خروج : ۱۸، ۲۰، ۲۱ : ۱ - تواریخ : ۲۳ : ۱۶، ۱۷)

بنی ہارون اپنی قوم میں بڑے مقدس سمجھے گئے ہیں، توریت میں ہے :-
 ۱ اور ہارون اور ان کے بیٹے سوختنی قربانی کے مذبح پر اور بنجور کی
 قربان گاہ میں قربانی چڑھاتے تھے اور پاک ترین مکان کی خدمت
 اور اسرائیل کے لئے کفارہ دیتے تھے جیسا کہ خدا کے بندہ موسیٰ نے
 ان سب کو حکم کیا تھا، (۱۱ - تواریخ : ۶ : ۲۹)
 اور ان کے نام حسب ذیل آتے ہیں :-

۱۔ الیعزر ۲۔ فینحاس ۳۔ ابیسوح ۴۔ بقی ۵۔ عرزی ۶۔ زرافیاہ
 ۷۔ مراریت ۸۔ امریاہ ۹۔ اخطوب ۱۰۔ صدوق ۱۱۔ انمعص

اولاد یعقوب

⑥ آل یعقوب

(سورة يوسف : رکوع ۱ - سورة مریم : رکوع ۱)

نام دو جگہ آیا ہے، پہلی بار حضرت یعقوبؑ کی زبان سے حضرت یوسفؑ کو
 مخاطب کرتے ہوئے یوں : کہ اللہ اپنا انعام تمہارے اوپر اور اولاد یعقوبؑ کے
 اوپر پورا کرے گا۔ دوسری جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان سے دعاء کے وقت
 کہ تو مجھے اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث بنے اور اولاد یعقوبؑ
 کا بھی وارث بنے۔

آل یعقوب اپنے لفظی معنی کے اعتبار سے بنی اسرائیل کا مرادف ہے
 باقی صلیبی اولاد حضرت یعقوبؑ کی بارہ کی تعداد میں تھی، توریت میں ان کے

نام حسب ذیل آتے ہیں۔

۱۔ ردبن ۲۔ شمعون ۳۔ لاوی ۴۔ یہوداہ ۵۔ دان ۶۔ نفتالی
۷۔ جد ۸۔ آثر ۹۔ آشکار ۱۰۔ ازبلون ۱۱۔ یوسف ۱۲۔ بنیامین
ان کے علاوہ ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام توریت میں دینہ آیا ہے
بنی اسرائیل میں آگے چل کر دوبارہ قبیلے ہوئے، وہ انہیں فرزندوں میں سے
ایک ایک کی نسل سے چلے۔

الف مقصورہ

ابراہیم

⑩ ابراہیم

(البقرہ: رکوع ۱۵، ۱۶ (بار) رکوع ۱۶، ۱۷ (بار) البقرہ ع ۲۵
(۲ بار) آل عمران: رکوع ۴، ۵ (۲ بار) رکوع ۹، ۱۰ آل عمران: رکوع ۱۰، ۱۱ النساء: رکوع ۱۸
النساء: رکوع ۲۲، الانعام: رکوع ۹ (۲ بار) رکوع ۱۰، التوبہ: رکوع ۱۳ (۲ بار) ہودا
رکوع ۷ (۲ بار) یوسف: رکوع ۱، ۵، ۶ ابراہیم: رکوع ۲، النمل: رکوع ۱۶،
(دو بار) مریم ع ۱، ۲ (دو بار) ع ۲، الانبیاء: رکوع ۵ (۴ بار) الحج: رکوع ۴، ۵، ۶، ۷،
الشعراء: رکوع ۲، العنکبوت: رکوع ۲، ۴، الاحزاب: رکوع ۱، الصافات: ع ۲
(۳ بار) ص: ع ۴، شوری: ع ۲، الزخرف: ع ۳، الذاریات: رکوع ۲، النجم
رکوع ۳، الحديد: رکوع ۳، الممتحنہ: رکوع ۱، الاعلیٰ: رکوع ۱۔

نام مبارک ۶۶ مرتبہ آیا ہے اور اوپر جو مفصل حوالے درج ہو چکے ان کی مدد

سے کلام مجید میں یہ آسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی نام ابراہیم بن آذر ہے۔ لقب خلیل اللہ، پیدائش ملک عراق کی۔

پھر ہجرت کر کے ملک شام میں آگئے، توریت میں نام کا املا۔ دو طرح آیا ہے

پہلے ابراہام، پھر ابراہام

سلسلہ نسب دس درمیانی واسطوں سے حسب بیان توریت حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچتا ہے، آپ اُن کی گیارھویں پشت میں تھے۔

سال پیدائش، برطانوی ماہر اثریات سر چارلس مارشٹن کی جدید تحقیق کے مطابق ۱۷۴۲ء طوفانی یا ۱۶۱۶ء ق م۔ عمر حسب روایت توریت ۷۵ سال پائی، سال وفات اس حساب سے ۱۹۸۵ء ق م پڑتا ہے

عراق کو قدیم زمانے میں کلدانیہ (کالڈیا) اور بابل (بیبیلونیا) بھی کہا گیا ہے۔ بلاد اسی کے شہر اور (UR) میں ہوئی، اس کا شمار دنیا کے قدیم ترین شہروں میں ہے، صدیوں تک دنیا کے نقشہ سے ناپید رہنے کے بعد اب اس بیسویں صدی میں پھر سے نمودار ہوا ہے۔ جنوبی عراق میں شہر بغداد کے جنوب مغرب میں اس سے ۲۳۰ میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کی ایک شاخ پر واقع ہے۔

آذر کے تین لڑکے تھے۔ ۱۔ ابراہیم ۲۔ نحر ۳۔ حاران

توریت میں نام اسی ترتیب سے آئے ہیں، لیکن شارحین توریت کا بیان ہے کہ ابراہیم سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور ترتیب بیان میں آپ کے نام کا تقدم محض اظہار کے لئے ہے۔

عقد تین فرمائے، پہلی بیوی حضرت سارہ تھیں، آپ ہی کے خاندان اور برادری کی (توریت میں امل، سری اور سرہ، آیا ہے، اُن کے بطن سے کبرنی میں حضرت اسحق پیدا ہوئے، خود بھی پیغمبر اور بہت سے پیغمبروں کے مورث اعلیٰ بھی، دوسری حرم محترم حضرت ہاجرہ رضی تھیں۔ غالباً عرب خاندان سے اُن کے بطن سے آپ کے سب سے بڑے صاحبزادہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تولد ہوئے خود بھی پیغمبر اور بنی الانبیاء حضرت محمدؐ کے جدِ اعلیٰ بھی۔

تیسری بیوی حضرت قتورہ کے ساتھ عقد حضرت سارہ کی وفات کے بعد ہوا، جب حسب روایت آپ کا سن ۱۳۷ سال کا تھا۔ توریت میں اُن کے لُطن سے آپ کی چھ اولادیں لکھی ہیں، یہ لوگ بنی قتورہ کہلاتے۔

آپ بڑے اقبال مند اور صاحب نصیب کثرتِ اولاد کے اعتبار سے بھی تھے اور یہ اُس تمدن میں تھی بھی بڑی فضیلت کی چیز، توریت میں اس کا ذکر بار بار اور خدا کی طرف سے بطور ایک بشارت اور پیش خبری کے ہے۔ ایک جگہ ہے :-

”اور خداوند نے ابرام کو کہا تھا۔۔۔ میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو ایک برکت ہوگا اور اُن کو جو تجھے برکت دیتے ہیں، برکت دوں گا اور اُس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے، لعنتی کروں گا، اور دُنیا کے سائے گھرانے تجھ سے برکت پاویں گے“ (پیدائش: ۱۲: ۲، ۳)

”خداوند نے ابرام سے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا اور اس جگہ سے جہاں تُو ہے، اُتر اور دکھن اور پُرب اور چچم دیکھ، کہ یہ تمام ملک جو تو اب دیکھتا ہے تجھ کو اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دوں گا اور تیری نسل کو میں زمین کی خاک کی مانند بناؤں گا کہ اگر کوئی آدمی زمین کی خاک کو گن سکے تو تیری نسل بھی گنی جائے۔ (پیدائش: ۱۳: ۱۱-۱۶)

قرآن مجید کے جامع وبلغ الفاظ میں ابراہیم سے وعدہ الہی ہے کہ :-

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا
میں انسانوں کا پیشوا تجھے بناؤں گا۔

چنانچہ یہ مشاہدہ ہے کہ دنیا کی تین بڑی قومیں یہود، نصرانی اور مسلمان آپ کو اپنا مسلم

پیشوا مانتے ہیں اور آج سے نہیں، سینکڑوں ہزاروں برس سے مانتے چلے آتے ہیں۔

قبائلی تمدن کے دور میں شیخ القبیلہ، حاکم یا امیر کے مرادف ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ہجرت کے بعد اپنے علاقہ ملک کے شیخ القبیلہ ہو گئے تھے۔ جاہ و اقتدار آپ کو ہر طرح حاصل تھا، قبیلہ کے ہر معاملہ میں آپ کا حکم فیصلہ ناطق تھا اور دولت و ثروت کے لحاظ سے بھی آپ کا شمار متمول افراد میں تھا۔ معاش و دولت کا معیار اس وقت قبائلی تمدن میں گلہ بانی تھی اور آپ جانوروں کے بہت سے گلوں کے مالک تھے، چنانچہ توریت میں ہے۔

ابراہیم چار پاتے اور سونے روپے سے بڑا مالدار تھا۔ (پیدائش: ۱۲: ۳)
فیاضی اور مہمان نوازی مشرقی تمدن میں انسانیت کے جو ہر خصوصی سمجھے گئے ہر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں اوصاف میں بہت ممتاز تھے، آپ کی مہمان نوازی کے بہت سے قصے مشہور ہیں، اور آج تک یہ ضرب المثل چلی آتی ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے۔ قرآن مجید ہی کے آپ کے دوسرے اوصاف، حلم و تحمل، توکل و اعتماد علی اللہ، عفو و شفقت علی الخلق کو بھی نمایاں کیا ہے

عراق (کلدانہ) کا مذہب آپ کے زمانے میں شرک کا تھا۔ آفتاب پرستی، ماہتاب پرستی، کوکب پرستی کے ساتھ ساتھ مورتی پوجا بھی جاری تھی اور آپ کے والد آزر تو بت تراش و بت فروش بھی تھے، آپ نے شروع ہی سے اس کے خلاف علم بغاوت کیا، اور ایک عام فہم استدلال سے جسے قرآن نے نقل کیا ہے، اس نتیجہ تک آسانی پہنچ گئے کہ ستارے، چاند، سورج جیسی تغیر پذیر اور غروب ہو جانے والی (حادث) ہستیاں ہرگز اس قابل نہیں کہ معبود یا الہ مانی جائیں۔ اس

توحید کی تبلیغ آپ نے اپنے والد پر بھی کی، وہ ناخوش ہو کر بولے کہ اگر تم اس بد مذہبی سے باز نہ آئے تو تمہیں سنگسار کرادوں گا۔ اس پر بھی آپ نے ان کے حق میں دُعا اور اُن پر تبلیغ جاری رکھیں ہُشُرک بادشاہِ وقت نے غضب ناک ہو کر آپ کو آگ کی بھٹی میں جھنکوا دیا۔ قدرتِ حق سے آگ آپ پر گلزار بن گئی۔

خانہ کعبہ کی بُنیاد بھی آپ نے رکھی اور اپنے کم عمر صاحبزادے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اُسے تعمیر کیا۔

ابلیس

① اَبْلِیْس | (البقرہ : رکوع ۴) الاعراف : رکوع ۲) الحجر : رکوع ۳) بنی اسرائیل : ع ۵

(الکہف : ع ۷) طہ : ع ۷) الشعراء : ع ۵) سبا : ع ۲) ص : رکوع ۵ (دوبار)

نام دس جگہ آیا ہے، پہلی آیت میں ہے کہ جب خلیفۃ اللہ آدم کے آگے سر جھکانے کا حکم ہوا تو فرشتوں نے سر جھکا دیا، لیکن ابلیس نے یہ نہ کیا۔ اور وہ (اس لئے) کافروں میں شامل ہو گیا، دوسری آیت میں ہے کہ فرشتے آدم کے آگے جھکے بجز ابلیس کے کہ وہ جھکنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ (آگے ایک تفصیلی مکالمہ ہے) تیسری آیت کا مفہوم بھی یہی ہے، چوتھی جگہ اسی مضمون کی ذرا اور تفصیل ہے۔ پانچویں آیت میں ہے : فرشتے (آدم کے آگے) جھکے البتہ ابلیس نہ جھکا، وہ جنات میں سے تھا اپنے پروردگار کے حکم سے سزنا بی کر بیٹھا۔ چھٹے موقع پر ہے : فرشتے (آدم کے آگے) جھکے، مگر ابلیس (نہ جھکا) وہ انکار کر گیا (آگے مزید تفصیلات ہیں)

ساتویں جگہ ہے، پھر وہ اور گمراہ لوگ اور ابلیس کے لشکر میں سب اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیتے جائیں گے

آٹھویں آیت میں ہے : اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان (کافروں) کے حق میں صحیح پایا۔ نویں اور دسویں آیتوں میں ہے کہ : سائے فرشتے آدم کے آگے جھک

گئے، البتہ ابلیس نہ جھکا، وہ بڑاتی میں آگیا اور کافروں میں شامل ہو گیا۔ (آگے ایک تفصیلی مکالمہ ہے۔)

ابلیس کے لفظی معنی ہیں، یاس زدہ، قرآن مجید میں مصدر ابلاس اسی معنی میں مختلف موقعوں پر آیا ہے۔ ابلیس بروزن افعیل اسی سے مشتق ہے اور قرآن مجید میں بطور علم کے استعمال ہوا ہے۔

الإبلاس الحزن المعترض من شدّة الياس ومنه (استنق
إبليس (راغب) إبليس افعيل من الإبلاس وهو الیاس
من الخير والتّدم والحزن (ابن جریر)

ابلیس فرشتہ نہ تھا، جیسا کہ روایات نوریت وغیرہ کی بناء پر، اچھے پڑھے لکھے مسلمانوں میں بھی سمجھ لیا گیا ہے بلکہ جن تھا، جیسا کہ سورۃ الکہف کی آیت میں تصریح موجود ہے یہ ایک ناری مخلوق تھا (نہ کہ نوری) جیسا کہ قرآن مجید میں بار بار اُسی کی زبان سے منقول ہے خلقتنی من نّار۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ جب آدم کا پتلا مٹی سے بن کر تیار ہوا تو حکم ہوا کہ دوسری مخلوقات بھی جن میں سب سے اشرف و افضل جنس ملائکہ تھی، اس خلیفہ اللہ کے آگے سجدۃ انقیاد کی کرے۔ سب نے تعمیل کی، صرف ایک جن ابلیس اگر لگیا اور حکم صریح کی صریح نافرمانی کر بیٹھا، حجت کرنے لگا کہ میں آگ سے بنا ہوا ہوں، اور آدم خاکی مخلوق ہے تو میں اعلیٰ و اشرف ہو کر ادنیٰ و ارذل کے آگے کیسے جھکوں۔

قول تمام تر بے وقوفی کا تھا، اول تو اسی پر کوئی دلیل قائم نہیں کہ آگ برصورت میں خاک سے افضل ہے اور پھر اگر ہو بھی تو کیا اشرف کو کسی حال میں بھی غیر اشرف کے آگے نہیں جھکایا جاسکتا، اور سب سے بڑھ کر یہ حکم تو ارشاد حکیم مطلق و حاکم مطلق کا تھا، اس سے کسی حال میں بھی معارضہ کیسا؟ لیکن ابلیس اپنی ضد پر قائم رہا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ حسرتِ خداوندی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو کر جنت سے نکالا گیا، چلتے چلا تے بولا کہ آج

سے میں آدم و بنی آدم کا دشمن ہوں، انہیں ہر طرح بہکاؤں گا، بھٹکاؤں گا، ارشاد ہوا کہ جا، اور اپنی والی سب کچھ دیکھ۔ جو ہمارے مطیع و مخلص بندے ہیں، وہ ہرگز تیرے پھندے میں نہ آئیں گے، ابلیس ہی کا صفاتی نام شیطان یا الشیطان ہے۔

شیطان نے مردود ہونے کے بعد دھوکے سے اور جھوٹی قسمیں کھا کر آدم و زوج آدم کو اپنے اخلاص و ہوا خواہی کا خیال دلایا، اور جس شجر کے قریب جانے سے انہیں مانعت کی گئی تھی۔ اس کا ثمر انہیں کھلا چھوڑا، اسی وقت سے شیطان برابر بنی آدم کا دشمن چلا آ رہا ہے اور کوئی کسر ان کی دشمنی و بدخواہی میں اٹھا نہیں رکھتا۔ البتہ جبر و اکراہ کی کوئی قوت اس میں نہیں، صرف ترغیب و ترہیب ہی کا سبب باغ دکھا کر اپنی پیروی پر آمادہ کر لیتا ہے، چنانچہ قیامت میں جب اس کے پیرو انسان اس پر الزام رکھیں گے کہ تجھی کج بخت نے تو ہماری راہ ماری، تو وہ جواب میں یہی کہہ کر الگ ہو جاتے گا کہ کیا میں نے تم پر کوئی جبر کیا تھا، تم ہی خود ہی تو بُری راہ اختیار کر لی تھی۔

قرآن مجید نے اس کے پیروں، چیلوں، چانٹوں کے لئے جنود ابلیس کا لفظ استعمال کیا ہے، قرآنی ابلیس ایک طرف تو یہود اور نصرا نیوں کے باغی یا سرکش ملائکہ سے بالکل الگ ہے، اس لئے کہ وہ سرے سے کوئی ملک (فرشتہ) تھا ہی نہیں جن تھا۔ اور فرشتے، بغاوت و سرکشی کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اور دوسری طرف وہ مجوس کے ابرمن سے بھی بالکل علیحدہ ہے، ابرمن گویا ایک چھوٹا خدا ہے، ابلیس خدا کسی معنی میں بھی نہیں، تمام تر مخلوق ہے، قوت صرف و سوسہ اندازی کی رکھتا ہے۔

ابن مریم، مریم کے بیٹے

⑫ **ابن مریم** المؤمنون : رکوع ۳ : الزخرف : رکوع ۶

پہلی آیت میں ہے کہ : ”ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو (اپنا ایک بڑا) نشان بنایا۔ اور دوسری میں ہے کہ : ”جب ابن مریم کو بطور نمونہ پیش کیا گیا تو آپ کی قوم والے

یہ سن کر (خوشی سے) اُچھل پڑے۔

مُراد دونوں جبکہ حضرت عیسیٰ مسیح ہیں جنہیں نصرا نیوں نے ابنُ اللہ قرار دے لیا ہے، قرآن مجید نے اس مُشرکane غلو کی اصلاح کے لئے آپ کو ایک عورت کا بیٹا بتایا ہے جس طرح ہر انسان اپنی ماں کا بیٹا ہوتا ہی ہے

اور جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے، مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم آیا ہے، محض ابن مریم، انہیں دو جگہ آیا ہے۔

دوسری آیت میں اشارہ اس طرف ہے کہ قرآن مجید میں جب دوسرے انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ مسیحؑ کو بطور نمونہ یا مثال کے پیش کیا گیا تو مشرکین عرب جو آپ کا معبود ہونا سن چکے تھے، بُول اُٹھے کہ جب مسیح باوجود اپنی معبودیت کے قابلِ مدح ہو سکتے ہیں تو پھر ہمارے دیوی، دیوتاؤں نے کیا قصور کیا ہے۔ احمقوں نے یہ نہ سوچا کہ مسیح کی معبودیت اسلام نے کہاں مانی؟ یہ عقیدہ تو عیسائیوں کا ہے اور قرآن تو اس عقیدہ کو کفر صریح قرار دیتا ہے۔

مسیحی روایات میں حضرت مریم علیہ السلام کی دوسری اولاد کا بھی آتما ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئی، لیکن قرآن کریم کو اس دعویٰ سے نفیاً و اثباتاً کوئی بحث نہیں۔ قرآن مجید میں ابن مریم سے مُراد صرف حضرت عیسیٰؑ ہیں۔

اس کا بیٹا

ہمود : رکوع ۴

⑬ ابنہ

حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے قصۂ طوفان کے سلسلہ میں آتما ہے کہ: اُنہوں نے اپنے بیٹے کو پکارا، اور وہ کنارے پر تھا۔

اس بیٹے کا نام ہمارے یہاں کی روایتوں میں کنعان آیا ہے، یہ آپ کا مطیع و مسلم نہ تھا، کافر تھا، اور اسی طوفان میں غرق ہو کر مٹا۔ توریت میں کنعان ابن عام نام

حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے کا آیا ہے

(سورہ مریم : رکوع ۲) **١٣** أَبُولَک | تیرا باپ | حضرت مریم ؑ جب نوموؤد حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر اپنے اپنے لوگوں کے سامنے آتی ہیں تو ان لوگوں نے کہا ہے کہ تمہارے باپ کوئی بُرے آدمی تو نہ تھے۔

مُرَاد حضرت مریم ؑ کے والد ہیں جن کا نام عمران یا انگریزی تلفظ (Jochim) آتا ہے، شرفاتے اسرائیل میں تھے

(البولہب - سورة اللہب) **١٥** ابى لہب | بطور بددعا اور ہولناک پیش خبری کے ارشاد ہوا ہے دونوں ہاتھ البولہب کے اور وہ ہلاک ہو گیا، نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ شعلوں میں جلے گا۔

پورا نام مع نسب عبد العزیز بن عبد المطلب مکی ہاشمی قریشی (متوفی ۵۷۰ھ) رشتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا اور عبد المطلب کا بیٹا تھا، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ عبد المطلب کے دس فرزندوں میں سے یہ کس نمبر پر تھا، ابن سعد کی ایک روایت کے مطابق یہ چھٹے نمبر پر تھا۔ بہر حال اتنے جزو پر اتفاق ہے کہ عبد اللہ اور ابوطالب دونوں سے چھوٹا تھا، عرب میں کنیت کا رواج عام تھا اور عبد العزیز کا رنگ خوب سُرخ و سفید تھا۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ باپ (عبد المطلب) نے اسی خوش جمالی کی بناء پر ابولہب کہہ کر پکارا۔ اہل تفسیر میں سے بعض ادھر گتے ہیں کہ قرآن مجید نے یہ لفظ "شعلہ کا باپ" بطور کنیت کے نہیں، بلکہ بطور پیش خبری کے استعمال کیا ہے کہ ایسے شخص کو آخر جہنمی ہوتا ہے۔

یہ نام ہی کا عبد العزیز نہ تھا بلکہ جاہلیت کی بڑی دیوی عزیٰ کا خاص پجاری بھی

تھا، مؤرخ ارزقی نے لکھا ہے کہ جب عُرْثی دیوی کا قدیم پجاری افلاح ابی نصر سلسلی مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ اور ابوہب اس کی عیادت کو گیا تو اُس نے رنج اور حسرت کے ساتھ کہا کہ میرے بعد دیوی جی کے استھان کی آخر کون خبر رکھے گا، ابوہب اس پر بولا کہ تم غم نہ کرو، تمہارے بعد میں اُس کی ذمہ داری لیستا ہوں، چنانچہ اس نے اپنے عہد کو نبایا۔ (تاریخ مکہ جلد اول ص ۷۵)

مکہ کی شہری مملکت میں مرتبہ خصوصی شرفاتے بنی اُمیہ کے ساتھ ساتھ شرفاء بنی ہاشم کو حاصل تھا۔ اور عبد المطلب کی وفات پر شیخ القبیلہ کی حیثیت اُن کے فرزند ان ابو طالب و ابوہب کو حاصل ہوتی۔ ابو طالب نسبتاً مفلس تھے شاید اس لئے کہ تجارتی کاروبار کچھ زیادہ نہیں چل رہا تھا۔ ابوہب اچھا خاصا سرمایہ دار تھا۔ اور حسب روایت ابن سعد قیاض بھی۔ اور یہ قیاضی عرب معاشرہ میں بہت بڑا وصف سمجھی جاتی تھی۔ دوسرا معیار بزرگی ان کے ہاں سن و سال کا تھا۔ ان دونوں اسباب کی بناء پر سرداری اور شیخت کا مستحق ابوہب اپنے ہی کو قدرۃ سمجھ رہا تھا۔ جب برادر زادہ محمد بن عبد اللہ نے دعوائی نبوت کیا اور خلقت کو توجہ اس طرف ہونے لگی تو ابوہب اُسے اپنے عقائد آبائی کے علاوہ اپنی سرداری و اقتدار پر بھی ایک ضرب کاری سمجھاؤ بھتیجے کی مخالفت میں اس کے غم و غصہ کی آگ پوری طرح بھڑک اُٹھی۔

چچا ہونے کے علاوہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمدھی بھی تھا، قبل نبوت آپ کی دو صاحبزادیاں اُس کے لڑکوں عتیبہ و عتیبہ کو بیاہی جا چکی تھیں، گویا قرابت کے حق جو پہلے ہی کیا کم تھے، اب دو چند ہو گئے تھے، اس کے باوجود شدت عناد کا یہ عالم تھا کہ سحہ نبوی میں جب قریش کے دوسرے قبیلوں نے بل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گئے چنے پیرؤوں کا مقاطعہ شدید کیا ہے اور سارے بنو ہاشم نے بلا لحاظ عقائد محض برادری کے خیال سے آپ کا ساتھ دیا، اور سب شعب ابی طالب

میں محصور ہو گئے تو یہ ابولہب ہی اکیلا تھا، جس نے ساری برادری کو چھوڑ کر باہر رہ جانا گوارا کر لیا تھا۔ عَرَب کے معیار، قرابت و صلہ رحم سے یہ ایک شدید ترین جرم تھا، اور شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اسے اعداء و مُعاندینِ رسول میں نام لے کر ذکر صرف ابولہب کا کیا ہے۔

ابولہب کا مکان بھی رسول اللہ کے مکان کے برابر تھا۔ یہ خود اور عتبہ بن ابی مُعیط دو موذی پڑوسی غلاطت لالا کر کا شانہ رسول کے دروازے پر ڈال دیتے تھے، یہ روایت ابن سعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ہے اور سیرۃ ابن ہشام میں مذکور ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر آپ کو ستاتے تھے، ان میں ایک ابولہب بھی تھا۔ ابن سعد میں یہ روایت بھی درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُعاند تو اور بھی تھے۔ ابوسفیان بن حرب وغیرہ، مگر دو چار شخص جو عملی مخالفتوں کے ساتھ ساتھ سبّابی بھی کرتے رہتے تھے، ان میں ایک ابولہب بھی تھا، سیرۃ ابن ہشام میں یہ روایت بھی درج ہے کہ سفر طائف سے واپسی کے بعد جب آپ نے حج کے موقع پر منیٰ میں ایک ایک قبیلہ کے سامنے پیامِ توحید پیش کیا ہے تو ایک شخص آپ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا اور لوگوں سے کہتا جاتا تھا کہ اس کی نہ سُننا، یہ شخص ابولہب تھا۔

(سُورۃ الصف : رکوع ۱)

(احمد)

①۹ احمد

حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے ادا ہوا ہے کہ میں تمہیں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اور اُن کا نام احمد ہوگا۔

برنابا نامے ایک صحابی حضرت مسیحؑ کے تھے۔ اُن کے نام سے جو انجیل

منسوب ہے، اس میں احمد رسول اللہ سے متعلق پیشگوئیاں کھلے لفظوں میں موجود ہیں، یہ انجیل صدیوں تک ناپید رہنے کے بعد ابھی بیسویں صدی مسیحی کے آغاز میں

از سر نو دریافت ہوتی ہے اور اس وقت اس کے ترجمہ انگریزی، ہسپانوی، عربی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

اس غیر مستند، انجیل سے قطع نظر جو انجیلیں موجودہ مسیحیوں کو مسلم ہیں، ان میں سے انجیل یوحنا میں جو لفظ اس رسول آخر زمان سے متعلق ہے، اس کا ترجمہ مسیحی اہل قسطنطنیہ کبھی ”مددگار“ سے کرتے ہیں کبھی ”وکیل“ سے کبھی ”شفیع“ سے، اور اسی سے ظاہر ہے کہ صحیح ترجمہ نہ ہونے کے باعث وہ کیسے مضطرب رہتے ہیں۔

اصل یونانی لفظ میں جس کے یہ سب ترجمے ہیں، کہا جاتا ہے کہ (PERICLUTOS) ہے اور مسلمان محققین کا بیان ہے کہ اس کا صحیح ترجمہ ہی ہے، بمعنی محمد و ستودہ تیری بہن۔ (ظہ : رکوع ۴)

①۴ اختک

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ (یہ اُس وقت ہوا) جب تمہاری بہن چلتی ہوئی (فرعون کے محل میں) آئیں، اور بولیں کہ میں تمہیں ایسی (مرضعہ) کا پنا بتا دوں جو (اس نپتے کو) اچھی طرح پالے۔

جب فرعون قاہر کے خوف سے حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا، اور صندوق بہتا ہوا قصر فرعون کے نیچے پہنچا، اور آپ اس سے نکال لئے گئے، لیکن اس مشکل رضاعت کی پڑی، آپ کسی کی گود کو قبول نہیں کر رہے تھے، اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بڑی بہن اپنے کو اجنبی اور انجان بنا کر شاہی محل میں داخل ہوئیں اور خوش تدبیری کے ساتھ اپنی اور اُن کی ماں کو رضاعت کے لئے وہیں بلوایا۔

توریت میں ہے کہ اُن کا اسم مبارک مریم تھا، اور شارحین توریت نے کہا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ توریت میں یہ قصہ یوں دلچ ہے:-

”تب اس کی بہن نے فرعون کی بیٹی کو کہا، کہتے تو ہیں جا کے عبرانی عورتوں میں سے ایک ذاتی تمھارے پاس لے آؤں تاکہ وہ تیرے اس لڑکے کو دودھ پلاتے، فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ جا، وہ چھو کر می گئی اور لڑکے کی ماں کو بلالے آتی۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ اس لڑکے کو لے، اور میرے لئے دودھ پلا، میں تجھے درماہہ دوں گی، اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا“ (خروج : ۲-۴-۹)

توریت کا بیان ہے کہ اپنے دونوں بھائیوں کی طرح یہ بھی نبیہ تھیں اور شادی شدہ تھیں اور اُن کے شوہر کا نام کالب بن جفنه آیا ہے اور اُن کے فرزند کا نام حورہ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

توریت میں اُن کے اور بھی کارنامے درج ہیں مثلاً یہ کہ فرعون و شکر فرعون کی غرقابی کے وقت یہ خواتین اسرائیل کی سرداری و رہنمائی کر رہی تھیں اور نغمہ و مناجات میں لگی ہوتی تھیں، لیکن توریت ہی میں اُن کے کمالات و مناقب کے ساتھ ساتھ ان کے مثالب بھی درج ہیں۔ قرآن مجید کے طالب علم کو ان سارے قصوں سے کوئی واسطہ نہیں اسرائیلی روایتوں میں ان کی طرح طرح کی کرامتیں بیان ہوتی ہیں۔

اور یہ بھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام انہیں کی نسل میں ہوتے ہیں، توریت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی وفات دونوں بھائیوں کی زندگی ہی میں دشت صین کے مقام قادس میں ہوتی۔

”بعد اس کے بنی اسرائیل کی ساری جماعت پہلے مہینہ میں دشت صین کو آئی اور قادس میں رہنے لگی۔ مریم و ہاں مری اور وہاں گاڑی گئی“ (گنتی : ۱۴، ۱۵)

(سورة القصص : رکوع ۱) اسکی بہن سے

۱۸ | اُختہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جب خبر پہنچی کہ نوموود موسیٰ کو

علیہ السلام نبی کی اُمت ہے۔ (ملاحظہ ہو عنوان : لوط)

ادریس (سورۃ مریم : ۴۷ - سورۃ الانبیاء : ۶۷)

② ادریس | پہلی آیت میں ہے کہ آپ (اُس) کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کیجیے، بیشک وہ بڑے راستی والے تھے۔ نبی تھے اور ہم نے انہیں بلند مرتبہ تک پہنچایا، دوسری آیت میں ہے کہ اسمعیل و ادریس اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجیے، یہ سب ثابت قدم رہنے والوں میں تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت (خاص) میں داخل کر لیا تھا۔

یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر توریت میں خُنوک (E NOCH) کے نام سے آیا ہے، یہ یارد بن محتل ایل کے فرزند اکبر تھے اور حضرت آدم علیہ السلام سے ساتویں پشت میں توریت میں ہے :-

اور یارد ایک سو باسٹھ برس کا ہوا کہ اُس سے خُنوک پیدا ہوا۔۔۔۔۔ اور خُنوک پینسٹھ برس کا ہوا کہ اس سے متوسلح پیدا ہوا اور متوسلح کی پیدائش کے بعد خُنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ (پیدائش : ۵ : ۱۸ : ۲۲) بعض مؤرخین نے اُن کا زمانہ ۳۳۸۲ ق م تا ۳۱۰۰ ق م میں کیا ہے، واللہ اعلم توریت ہی میں یہ بھی ہے :-

”اور خُنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور خُنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا“ (پیدائش : ۵ : ۲۲)

یہودی نوشتوں میں آیا ہے کہ علم نجوم، علم حساب، خیاطی اور فنِ تحریر کثرت کے موجد آپ ہی ہوتے ہیں، یہودی اور مسیحی دونوں عقیدوں کے لحاظ سے آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے :-

”اور خُنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا، اس لئے کہ خدا نے

اسے لے لیا“ (پیدائش : ۵-۲۳)

آسمان سے خنوک اٹھالیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے اور چونکہ خدا نے اُسے

اٹھالیا تھا، اس لئے اس کا پتہ نہ ملا“ (عبرانیوں : ۱۱-۵)

قرآن مجید یہ دعویٰ نہیں کرتا ہے اور نہ کوئی حدیث صحیح ہی آپ رفع جسمانی کے باب میں آتی ہے، البتہ بعض مفسرین نے اسرائیلیات عقیدہ رفع جسمانی سے متاثر ہو کر آیت قرآنی وَدَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا سے منطبق کیا ہے، لیکن رازی، بیضاوی، آلوسی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہ رفعت اور مکان اور علو سب معنوی ہیں، جسمانی نہیں اور یہاں سے مقصود محض شرف مرتبہ اور تقرب عند اللہ ہے، جو ہر نبی کو حاصل رہتا ہے۔

(آپ کی بیبیاں) (سورة الاحزاب : رکوع ۶)

۲۲ **اَزْوَاجَكَ** | نبی کو مخاطب کر کے آیا ہے کہ ہم نے آپ کی یہ بیبیاں جن کے مہر آپ دے چکے ہیں، آپ پر حلال کی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی تعداد اور ان کے نام عنوان نساء النبی کے تحت میں درج ملیں گے۔

(آپ کی بیبیاں) (سورة التحريم : رکوع ۱)

۲۳ **اَزْوَاجَكَ** | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ آپ نے اپنی بیبیوں کی خوشنودی کے لئے کیوں اس چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے جس کو اللہ نے جائز کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو عنوان : نساء النبی)

(اپنی کسی بیوی سے) (سورة التحريم : رکوع ۱)

۲۴ **اَزْوَاجَهُ** | ارشاد ہوا ہے کہ :-

جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی سے چپکے سے کوئی بات کہی تھی حدیث میں ان بی بی صاحبہ کا نام حضرت حفصہ بنت عمرؓ آیا ہے۔

ذَرِّتِ (البقرہ : رکوع ۱۶) (دوبارہ) ال عمران : رکوع ۹

۲۵ | اَسْبَاطُ | پہلی آیت میں مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہہ دو : کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اُتار اگیا۔ اور جو ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب و اسباط (یعقوب) پر اُتار اگیا۔ دوسری آیت میں اہل کتاب سے خطاب ہے کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و اسباط (یعقوب) یہودی یا نصرانی تھے ؟ اور تیسری آیت میں پھر وہی مضمون دہرا دیا ہے جو پہلی آیت میں آچکا ہے۔

اسباط اپنے لفظی معنی میں عام ہے ہر اولاد اور اولاد کے لئے اور پوتے ، نواسے کسی کے بھی ہوں۔ اس سے مراد ہو سکتے ہیں ، لیکن سیاق قرآنی میں اس سے ہر جگہ نسل یعقوب ہی مراد ہے ، اس نسل میں نبوت بہتوں کو ملی اس لئے اسباط یعقوب کا ذکر بھی اسمائے انبیاء سے متصل و ملحق ہی آیا ہے۔

فرزندان یعقوب کے لئے ملاحظہ ہو عنوان : ال یعقوب

۲۶ | اِسْحٰقُ | (البقرہ : رکوع ۱۶ - الانعام : رکوع ۱۰ - ہود : ع ۷۔

یوسف : ع ۱ - ابراہیم : ع ۲ - مریم : ع ۳ - الانبیاء : ع ۵۔
العنکبوت : ع ۳ - والصفۃ : ع ۳ (دوبارہ)

اسم شریف دس بار آیا ہے ، پہلی آیت میں ذکر صرف ضمناً آیا ہے ، فرزندان یعقوب اپنے والد سے ان کی موت کے وقت کہتے ہیں کہ ہم پرستش کریں گے۔ آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراہیم و اسمعیل و اسحق کے معبود (اسی) معبود واحد کی۔ دوسری آیت میں حضرت ابراہیمؑ سے متعلق ہے کہ ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب عطا کئے اور یہ سب ہمارے ہدایت یافتہ تھے۔

تیسری آیت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس اللہ تعالیٰ کے فرشتے پہنچے اور اُن کی بیوی بھی وہیں کھڑی ہوئی تھیں تو ہم نے انہیں خوش خبری دی، اسحق کی (ولادت کی) اور اسحق کے آگے یعقوب کی۔

چوتھی آیت میں حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہما السلام سے اُن کے بچپن میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا انعام یوسف علیہ السلام پر اور اولاد یعقوب پر پورا کرے گا جیسا کہ اُس کے قبل ابراہیمؑ و اسحق پر پورا کر چکا ہے

پانچویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے محل حمد و شکر پڑا ہوا ہے کہ ساری حمد اللہ کے لئے ہے۔ جس نے مجھے کبرسنی میں اسمعیل و اسحق (دو فرزند) عطا کئے۔ چھٹی آیت میں پھر حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام ہی کے سلسلے میں ہے کہ ہم نے انہیں اسحق و یعقوب عطا کئے اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا، اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت عطا کی اور ہم نے ان سب کا نام نیک اور بلند کیا۔

ساتویں آیت میں بھی حضرت ابراہیمؑ ہی کے ذکر میں ہے کہ ہم نے انہیں اسحق (فرزند) عطا کیا اور یعقوب پوتا اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔

آٹھویں موقع پر بھی تقریباً اسی کی تکرار ہے

نویں اور دسویں مقام پر ایک بار پھر حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ میں ہے کہ ہم نے انہیں اسحق کی بشارت دی کہ وہ نبی اور نیک بندوں میں ہوں گے اور ہم نے اُن پر اور اسحقؑ پر برکتیں نازل کیں۔

یہ نبی ابن نبی، اسحق بن ابراہیمؑ، حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے فرزند تھے، حضرت سارہ کے لطن سے، مولد عراق اور مسکن شام، زمانہ جدید ترین، تخمینہ کے از سنہ ۱۸۸۰ تا ۱۸۸۵ء، عمر حسب روایت ۸۰ سال کی پائی، توریت ہی میں ہے کہ آپ کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو سال کی تھی، آپ کی نبوت کی

تصدیق یہود و نصاریٰ بھی کرتے ہیں، آپ کے صاحبزادوں میں سب سے زیادہ شہرت حضرت یعقوبؑ نے پائی، جو نبوت سے بھی سرفراز ہوئے۔

عربی اور اردو توریت میں نام کا اطلاق اضحاق آیا ہے اور توریت میں ذبیح آپ ہی کو بتایا گیا ہے۔ (پیدائش: ۲۲: ۷) قرآن مجید نے اسی غلطی کی تصحیح کے لئے حضرت اسمعیلؑ کے ذبیح ہونے کو اس صراحت سے بیان کیا ہے، توریت ہی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لڑکپن کا زمانہ کنعان کے قریب بیرشیبہ نامی مقام میں گزرا (پیدائش: ۲۱: ۱۳) یہ بیرشیبہ ایک زمانے میں اسرائیلیوں کا بڑا اہم مرکز رہ چکا ہے۔ اور اب ایک اُجڑا ہوا گاؤں سا رہ گیا ہے، ملک یہودیہ کے بالکل جنوب میں وادی السبع کے شمالی کنارے پر واقع ہے۔ عہد عتیق دو سکیرہودی نوشتوں میں اس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ موجودہ خلیل الرحمن سے ۲۸ میل جنوب مغرب میں واقع ہے

یہود آپ کی نبوت کے پوری طرح قائل ہیں بلکہ اُن کے نوشتوں میں آپ کے معجزات و کرامات کثرت سے درج ہیں بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ دنیا کے اُن تین انسانوں میں ہیں جن پر نہ شیطان کبھی قابو پاسکا اور نہ ملک الموت ہی، چنانچہ خود حق تعالیٰ نے آپ کا بوسہ لیا، اور اُس پر آپ کی رُوح جسم سے نکل آتی، روایات یہود میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ صُورثا حضرت ابراہیمؑ سے بہت مشابہ تھے، کنعان یا فلسطین کے ملک میں آپ کی زندگی بڑی خوش حالی میں گزری، زراعت اور گلہ بانی ان دونوں ذریعوں سے خوب فراغت آپ کو حاصل رہی، چنانچہ توریت میں ہے :-

اضحاک ابی ملک باس جو فلسطینیوں کا بادشاہ تھا۔ جہاز تک گیا اور خداوند نے اس پر ظاہر ہو کے کہا کہ ----- میں تیرے ساتھ ہوں گا اور تجھے برکت بخشوں گا

کیونکہ میں تجھے اور تیری نسل کو یہ سب ملک دوں گا اور میں اس قسم کو جو میں نے تیرے باپ ابراہام سے کی ہے، وفا کروں گا۔“ (پیدائش: ۲۶: ۲۷)

اور اسحاق نے اس زمین میں کھیتی کی اور اسی سال سوگنا حاصل کیا، اور خداوند نے اُسے برکت بخشی اور وہ مرد بڑھ گیا اور اس کی ترقی ہوتی چلی جاتی تھی، یہاں تک کہ بہت بڑا آدمی ہو گیا اور وہ بھیڑ، بکری اور گائے، بیل اور بہت سے چاکروں کا مالک ہوا اور سارے فلسطینیوں کو اس پر رشک آیا۔ (پیدائش: ۲۶: ۱۲: ۱۴)

لیکن عصمت یہودی عقیدہ میں لازمہ نبوت نہیں، یہود کے ہاں نبوت کا اصل جوہر صرف انجار بالغیب یا غیب کی خبریں بتانا اور پیش گوئیاں کرنا ہے، اسلئے دوسرے انبیاء سلسلہ کی طرح آپ کی زندگی بھی۔ اسرائیلی صحیفوں کے صفحات میں بڑی داغدار نظر آتی ہے، یہاں تک کہ توریت بھی آپ کے مثالب مطاعن سے خالی نہیں۔ (ملاحظہ ہو پیدائش: ۲۶: ۷، ۱۱ وغیرہ)

قرآن نے جو بار بار آپ کے صالح و ہدایت یاب ہونے پر زور دیا ہے اس کی ایک کھلی ہوئی مصلحت بھی ہے۔

توریت ہی کا بیان ہے کہ آخر عمر میں آپ کی بصارت جاتی رہی تھی اور یوں ہوا کہ جب اسحاق بوڑھا ہوا اور اُس کی آنکھیں دھندلا گئیں ایسا کہ وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔ (پیدائش: ۲۷: ۱)

زوجہ محترمہ بی بی ربقہ ایک عراقی خاتون آپ کے عزیزوں میں سے تھیں۔ آپ نے اُن کے لطن سے اپنے دو فرزند چھوڑے۔ عیص (عیسو) اور حضرت یعقوب (علیہ السلام)

اسرائیل (یعقوب)

② اسرائیل | (ال عمران: رکوع ۱۰، سورہ مریم: رکوع ۴)

مشہور پیغمبر حضرت یعقوب کا دوسرا نام ہے توریت میں ہے :-
 اور خدا نے کہا کہ تیرا نام یعقوب ہے، تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائیکا
 بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا، سو اس سے اس کا نام اسرائیل رکھا۔
 (پیدائش : ۳۵ : ۱۱)

زمانہ جدید ترین تخمینہ کے مطابق سنہ ۵۳۰ ق م تا سنہ ۵۰۰ ق م
 نام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے، پہلی جگہ یہود کے جواب میں کہ :
 ہر غذا بنی اسرائیل کے لئے حلال تھی، بجز اسکے جو خود اسرائیل نے اپنے اوپر
 حرام کر لی تھی۔ قبل اس کے کہ توریت اترے، اور دوسری جگہ : پچھلے پیغمبروں کے
 سلسلہ بیان میں کہ : ان میں سے بعض ابراہیم و اسرائیل کی نسل میں ہیں۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاصر یہود کہتے تھے کہ مسلمان جب اپنے کو دین ابراہیم
 کا پیرو کہتے ہیں تو وہ غذا میں اپنے لئے کیوں حلال سمجھتے ہیں جو حضرت ابراہیم کے
 وقت سے چلی آرہی ہیں، قرآن نے جواب میں بتایا کہ یہ دعویٰ سرے سے غلط ہے
 اور ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہی نہیں، نزولِ توریت سے قبل حضرت اسرائیل (یعقوب)
 کے زمانے تک بھی ساری غذا میں حلال تھیں، بجز ان چند کے جو حضرت نے از خود
 چھوڑ رکھی تھیں، اور ان سے اشارۃً اُونٹ کے گوشت، دودھ وغیرہ کی طرف ہے
 جن کا استعمال حضرت یعقوب نے بعض طبی مصلحتوں سے ترک کر رکھا تھا۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : ال یعقوب، بنی اسرائیل، یعقوب

اسمعیل

(۲۸) اسمعیل (البقرہ : رکوع ۱۵) (دوبار) البقرہ : رکوع ۱۶ (۳ بار)

الانعام : رکوع ۱۶ - (مریم : رکوع ۴) - (ص : ۴۷)

ذکر مبارک آٹھ جگہ آیا ہے، پہلی جگہ یوں کہ : ہم نے ابراہیم و اسمعیل کی طرف

حکم بھیجا کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو، طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے دوسری جگہ یوں : (وہ وقت یاد کر لو) جب ابراہیمؑ خانہ (کعبہ) کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور اسمعیل (بھی) تیسری باریہ کہ (فرزدان یعقوب) بولے کہ ہم عبادت کریں گے آپ کے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم اور اسحق اور اسمعیل کے معبود کی، چوتھی جگہ یہ کہ : کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور انس پر جو ہم پر اتار اگیا اور جو اتار اگیا ابراہیم اور اسمعیل پر۔ پانچویں جگہ یوں : کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمعیل یہودی یا نصرانی تھے۔ چھٹی جگہ دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف ہو کر کہ : ہم نے ہدایت دی تھی) اسمعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو۔ ساتویں باریوں کہ اس کتاب میں یاد کیجئے اسمعیل کو کہ وہ وعدہ کے سچے نبی اور رسول تھے، آٹھویں مرتبہ یوں کہ : اور یاد کیجئے اسمعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو۔

یہ پیغمبر جلیل حضرت ابراہیمؑ خلیل کے فرزند اکبر تھے۔ سال ولادت غالباً ۲۰۷۲ یا ۱۹۳۷ ق م : عمر حسب روایت توریت ۱۳۷ سال کی پائی۔ بارہ فرزند ہوئے۔ توریت میں اُن کے نام درج ہیں اور یہ تصریح بھی کہ

میرے اپنی اُمتوں کے بارہ رئیس تھے (پیدائش : ۲۵ : ۱۲)

اور ان سے بارہ نسلیں چلیں، عرب کا مشہور و عالی نسب قبیلہ قریش آپ ہی کی نسل سے ہے اور اس لئے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مورث اعلیٰ بھی ہوئے، آپ کی اُمت حسب تصریح مؤرخین قدیم بنی جبرم تھے جو املاہین کے تھے مگر آب وادی مکہ میں آباد ہو گئے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ماجرہ بنت شاہ مصر کی صاحبزادی تھیں اور یہ مصر کا شاہی خاندان بھی عرب ہی تھا، جو عراق سے منتقل ہو کر مصر آگیا تھا۔ اور خود آپ کی زوجہ محترمہ مصر ہی کی تھیں جیسا کہ توریت میں ہے۔

اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اُن کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس کے بیاہنے کو لی - (پیدائش ۲۱: ۳۱)

قرآن مجید نے آپ کے تین اوصاف صراحت کے ساتھ بیان کئے ہیں -

- ۱- تعمیر کعبہ میں آپ بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ شریک رہے۔
- ۲- آپ وعدہ کے بڑے سچے تھے۔
- ۳- اپنے والوں کو بھی نماز و زکوٰۃ (یعنی عبادتِ بدنی و مالی) کا حکم دیتے رہتے تھے۔

یہود نے آپ کو ہر طرح بدنام کرنا چاہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی دُعا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ اب تک تو ریت میں محفوظ چلا آتا ہے۔

”اور ابراہیم نے خدا سے کہا کہ کاش اسمعیل تیرے حضور جیتا ہے“
(پیدائش : ۱۸: ۱۷)

”اور اسمعیل کے حق میں میں نے تیری سُنی، دیکھ میں اُسے برکت دوں گا اور اُسے آبرو مند کروں گا۔ اور اُسے بہت بڑھاؤں گا“ (۲۰: ۱۷)

”اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا“ (۱۸: ۲۱)

اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا، کیا اور تیرا نڈاز ہو گیا“ (پیدائش : ۲۱: ۲۱)

(خندق والے) (سُورۃ البُرُوج)

②۹ **اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ** | ارشاد ہوا ہے کہ :-

غارت ہو گئے خندق والے، ایندھن کی آگ والے
تلمیح ایک تاریخی واقعہ کی جانب ہے جس سے اہل عرب بخوبی واقف تھے
ظہور اسلام سے ذرا قبل ۵۳۳ء میں یمن کے تخت پر حمیری شاہی خاندان کا ایک

شاہراہ پر واقع تھی، گویا عرب سے شام کے راستہ میں، جہاں سے عرب قافلے اکثر گزرتے رہتے تھے، اس کے آگے تعین میں اہل علم مختلف ہیں۔

نولڈیکی وغیرہ اہل فرنگ نے اصحاب الایکہ اور اصحاب الرس کو متحد قرار دیا ہے ہمارے اہل تفسیر کے ہاں یہ دونوں قومیں الگ الگ تھیں۔ گویا ہم متقارب۔

ملاحظہ ہو، جغرافیہ قرآنی : عنوان ایکہ

(سورۃ النجر : رکوع ۶) (حجرو لے)

۳۱) أَصْحَابُ الْحِجْرِ | نام قرآن مجید میں ایک ہی جگہ آیا ہے، بالیقین

حجروالوں نے (بھی) ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

الحجر اس علاقہ کا نام ہے جو شمالی عرب اور شام کے درمیان واقع ہے یہ مسکن قوم ثمود کا تھا جو حضرت صالح کی امت تھی، شام کی طرف سے مدینہ کو آئے، تو سب سے پہلے ارض لوط پڑے گی۔ پھر مدین یعنی سرزمین شعیب ملے گی اور سب سے آخر میں مسکن قوم ثمود، یعنی علاقہ حجر، تینوں ملک ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔

ملاحظہ ہو، جغرافیہ قرآنی : عنوان حجر۔

(رس دلی) (الفرقان : ۴۷) (ق : رکوع ۱)

۳۲) أَصْحَابُ الرَّسِّ | پہلے موقع پر معذب قوموں اور ان کی ہلاکت کے

سیاق میں ہے کہ : ہم نے اس طرح ہلاک کر دیا، عاد اور ثمود اور اصحاب رس اور اُن کے درمیان میں بہت سی قوموں کو۔ دوسری آیت میں بھی ایسے ہی بیان میں ہے کہ قوم نوح اور اصحاب رس، اور ثمود۔ یہ سب پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں۔

رَسّ کے لفظی معنی کوئیں کے ہیں لیکن اکثر اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ کسی مقام متعین کا نام ہے، کہاں واقع تھا؟ اس میں پھر مختلف اقوال ہیں، ترجیح اس قول کو ہے کہ یہ پیامہ کے علاقہ میں کوئی شہر تھا اور یہاں قوم ثمود کا کوئی قبیلہ آباد تھا۔

موجودہ نقشہ میں یہ شہر وادیِ رُمہ کے علاقہ میں ملتا ہے۔ طُولُ الْبِلَدِ شَرْقِی ۴۳۔ عرضُ الْبِلَدِ شمالی ۲۶ (ملاحظہ ہو، جغرافیہ قرآنی، عنوان: رُس)

(سُورَةُ النَّسَاءِ: مَكْوَعٌ ۷)

(سَبْتِ وَلِے)

۳۲) اَصْحَابُ السَّبْتِ

اس موقع پر صرف اتنا ہے کہ یاہم اُن پر لعنت

کریں جس طرح ہم نے سبت والوں پر کی تھی۔

اور یہ سبت ولے کون تھے؟ اُس کی کچھ اجمالی تفصیل پارہ اول: سُورَةُ الْبَقَرَةِ :

آیت نمبر ۶۵ میں ملتی ہے :-

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (اور کچھ ذکر پارہ ۹ سُورَةُ الْاَعْرَافِ، آیت ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں)

يَوْمَ السَّبْتِ (سنچر) شریعتِ ہود میں ایک مقدس دن تھا۔ اس روز ہر

دنوی کاروبار کی انہیں سخت ممانعت تھی۔ مگر یہ کُسرش لوگ طرح طرح کے حیلوں

بہانوں سے سبت کا قانون توڑنے اور شکار وغیرہ میں مشغول ہو جایا کرتے، روایتوں میں

آتا ہے کہ جن لوگوں کو سزاملی، یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھے، (آپ

کی حکومت کا زمانہ ۱۲۰۰ تا ۹۷۰ ق م ہے اور یہ مقام جہاں یہ لوگ آباد تھے، ایلیہ یا

ایلات تھا، ایلیہ، اردم کے قدیم علاقہ میں، بحرِ احمر کے مشرقی خلیج میں لبِ ساحل آباد

تھا، فلسطین کے جنوب میں اور شمالی عرب کی عین سرحد پر موجودہ نقشہ میں اس کا نام

عُقْبَہ ہے اور یہ خلیج عُقْبَہ کی مشہور بندرگاہ ہے۔

ملاحظہ ہو جغرافیہ قرآنی، عنوان: قَرْيَةُ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ۔

(سُورَةُ الْفِيلِ ۱)

(ہاتھی ولے)

۳۳) اَصْحَابُ الْفِيلِ

تَقْوِيمِ سِمْی کا ۷۷۰ یا ۷۷۱ھ تھا۔ اور ولادت

نبوی کو ابھی چند ہفتے باقی تھے (ایک روایت کے مطابق ۴۰ دن) کہ حجاز کے پڑوس

میں سمندر پار حبشہ کی جو پُر قوت مسیحی حکومت قائم تھی اور جس کی وسعت حدودِ عرب کو بھی اپنے اندر لے جوتے تھی، اس کا نائب السلطنت (وائسرائے) یمن میں رہتا تھا۔ اور اس وقت جو عہدے دار تھا، اس کو ابرہہؓ الا شرام کہتے تھے، اُس نے کعبہ کے جوڑ پر ایک عبادت گاہ صنعا میں بھی بنوائی، کسی عرب نے اس کی بے حرمتی کر دی، اس پر اس نے غضب ناک ہو کر خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے شہر مکہ پر فوج کشی کر دی حبشہ کی اس فوج میں کم سے کم ایک ہاتھی بھی تھا، جو عرب کے لئے ایک نئی چیز تھا۔ عربوں نے اس کی اہمیت اتنی محسوس کی کہ اس کا نام ہی عام الفیل رکھ دیا، اور گویا اس سے اپنے سنہ کا آغاز کیا۔

حملہ آوروں کو اپنے مقصد میں سخت ناکامی ہوتی، اٹا انہیں کا شکر برباد ہو گیا سمندر (بحرِ احمر) کی طرف سے یک بیک پرندوں کا ایک ٹڈی دل آیا۔ جن کے پنجوں میں کنکریاں تھیں اور اُن کی زردان سپاہیوں پر پڑنے لگی۔ ابرہہؓ پریشان ہو کر یمن کو بھاگا۔ اور صنعا پہنچتے ہی پھنسیوں سے لدا ہوا اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(بستی والے) (سورہ یس: ۲۷)

﴿۲۵﴾ **أَصْحَابُ الْقَرْيَةِ** | رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مخاطب کر کے ارشاد

ہوا ہے کہ آپ اُن کے سامنے قصہ بیان کیجیے ایک بستی والوں کا جب کہ اُن کے پاس رسول آتے۔

اَلْمُرْسَلُوْنَ سے کہا گیا ہے کہ یہاں اصطلاحی رسل یا پیغمبر مراد نہیں، بلکہ نئی وقت حضرت عیسیٰ مسیح کے بھیجے ہوئے مبلغ یا نائب مراد ہیں۔ واللہ اعلم

اہل تفسیر کا بیان ہے کہ اس بستی سے مراد شام کا مشہور شہر انطاکیہ (ANTIOCH) ہے، یہ پرشلم سے شمال میں دو سو میل کے فاصلے پر اور حلب سے ۵۰ میل مغرب میں ہے۔ رومیوں کے زمانے میں انطاکیہ پورے صوبے کا بھی نام تھا۔ اور دار الحکومت

کا بھی مسیحیوں کی تالیف میں اس شہر کی بڑی اہمیت ہے۔ خود مسیحی اور مسیحیت کی پیش
اسی شہر میں ہوتی۔ عہد جدید میں ہے :-

”اور شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلاتے، انہیں دنوں میں

چند نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آتے“ (اعمال : ۱۱، ۳۶، ۲۷)

اس کے قبل مسیحیت کا شمار محض یہودیت کی ایک شاخ کی حیثیت سے تھا

﴿۳۶﴾ اَصْحَابُ لُكْهَفِ وَالتَّقِيْمِ (غار اور کتبے والے) (الکھف : رکوع ۱۱)

نام اُس قید و تصریح کے ساتھ صرف ایک

جگہ آیا ہے، یوں کہ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ فارولے اور کتبے والے ہماری نشانیاں
میں حیرت انگیز تھے۔

باقی ان کا پورا قصہ بہت دور تک قرآن مجید میں چلا گیا ہے۔

اَلْكُهْفُ اور التَّقِيْمُ دونوں مقامات کے لئے ملاحظہ ہوں، یہ دونوں

عنوانات جغرافیہ قرآنی میں۔

التَّقِيْمِ کے معنی، علاوہ ایک جغرافیائی مقام کے، کتبہ یا لوح مزار کے بھی
لئے گئے ہیں، اصحاب کہف کے مزار پر ایک برنجی تختی لگا دی گئی تھی، جس پر
اُن کے نام، نسب اور مختصر حالات درج تھے اور یہ اصحاب کہف اسی مناسبت
سے اصحاب الرقیم بھی کہلائے۔

تاج العروس میں یہ معنی سہیلی محدث اور جوہری لغوی کے حوالے سے
درج ہیں اور مفتی ابن جریر نے بھی ابن عباس صحابی رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر تابعی وغیرہ
کے حوالہ سے یہ درج کیا ہے

قصہ غالباً دی سی اس دقیاوس رومی متوفی ۸۱۷ھ کے زمانے کا ہے اور جس
شہر کے کھنڈروں میں شہر سے باہر انہوں نے پناہ لی تھی، اس شہر کا نام شہر افسوس

(یکسرة اول) یا انگریزی اطالیا میں (EPHESUS) آیا ہے، موجودہ شہر یا سلاک یہیں قائم ہے، ایشیائے کوچک میں سمرنا سے ۴۶ میل اور ساحل سمندر سے ۶ میل کے فاصلہ پر ملاحظہ ہو، عنوان : ”فِثِیَّة“

(۳۷) اَصْحَابُ مَدَیْنِ (مدین دِلے) (سورة التوبہ : رکوع ۹) نام صرف ایک جگہ آیا ہے، معذب قوموں کے سلسلہ میں کہ کیا انہیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، جو اُن سے قبل ہو چکے ہیں مثلاً قوم نوح و عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین۔ اہل مدین سے مراد اُمت حضرت شعیب ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : شعیب نیز ملاحظہ ہو جغرافیہ قرآنی، عنوان : مدین

(۳۸) اَصْحَابُ مُوسٰی (موسیٰ دِلے) (ہمراہیان موسیٰ) (الشعراء : ۲۷) جب فرعون کا لشکر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کے تعاقب میں لبِ بحر پہنچا ہے تو جب دونوں جماعتوں نے ایک ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہی بولے، کہ بس اب تو ہم پکڑ لئے گئے۔ اور عام اسرائیلی ابنوہ کا اپنے سامنے شاہی باقاعدہ فوج کو دیکھ کر گھبرا اُٹھا۔ تھا بھی ایک امر طبعی۔

توریت میں اس منظر کی تفصیل یوں آئی ہے :-

”اور جب فرعون نزدیک ہوا اور بنی اسرائیل نے آنکھیں اُپر کیں اور مصریوں کو اپنے پیچھے آتے ہوئے دیکھا اور وہ شدت سے ڈرے، تب بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی۔ اور موسیٰ سے کہا کہ کیا مصر میں قبروں کی جگہ نہ تھی کہ تو وہاں سے ہم کو بیابان میں مرنے کے لئے لایا۔ تو نے ہم سے یہ کیا معاملہ کیا، کہ ہم کو مصر سے

نکال لایا، کیا یہ وہی بات نہیں جو ہم نے مصر میں تجھ سے کہی تھی کہ ہم سے ہاتھ اٹھا، تاکہ ہم مصریوں کی خدمت کریں کہ ہمارے لئے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر تھا“ (خروج: ۱۴۰، ۱۴۱)۔
 اصحاب قرآن مجید میں متعدد معنوں میں آیا ہے، یہاں مراد فقیوں سے ہے۔

(ناہینا) (سورۃ عبس)
 ۴۹ (اَلْاَعْمٰی) صیغہ معرفہ میں بطور کسی متعین شخص کے وصف کے
 صرف ایک جگہ آیا ہے کہ (رسولؐ نے) چین بہ چین ہو کر منہ پھیر لیا، جب کہ ناہینا اُن کے پاس آیا،

یہ صحابی ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوال کرنے لگے تھے، جب آپ کے پاس بعض اکابر قریش بیٹھے ہوتے تھے، اور آپ انہیں تبلیغ کر رہے تھے، ان کا نام عمرو بن قیس بن زائدہ تھا۔ عام شہرت اُن کی کیفیت ابن اُمّ مکتوم سے ہے، متوفی ۱۶ھ مطابق ۶۲۷ء زوجہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت خدیجہ رز کے ماموں زاد بھائی بھی تھے۔ ایک زمانے تک مدینہ میں مؤذن رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی کے زمانے میں مدینہ منورہ میں آپ کی نیابت بھی کی۔

(اللہ) (سورۃ الفاتحہ)
 ۴۰ اللہ سورۃ فاتحہ کے الحمد للہ، بلکہ بِسْمِ اللہ سے لے کر سورۃ اخلاص کے اللہ الصمد تک یہ لفظ قرآن مجید میں اس کثرت سے آیا ہے کہ احاطہ و استقصاء دشوار ہے۔

اسم ذات ہے خدا یا مہبود برحق کے لئے، کسی اور پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔
 فارسی کے خدا، یا انگریزی کے گاڈ کی طرح اسم نکرہ نہیں، کہ کوئی بھی معبود اس سے

مُراد لے لیا جاتے نہ اس کی جمع آتی ہے نہ یہ کسی اور لفظ سے مشتق ہے اور نہ اس کا بالکل صحیح ترجمہ کسی زبان میں ممکن ہے۔

اہل عرب شروع ہی سے اللہ کے قائل رہے ہیں، ان کے قدیم کتبوں میں یہ نام ملتا ہے، البتہ وہ اُسے صرف معبودِ اعظم سمجھتے تھے یعنی دیوتاؤں میں سب سے بڑا دیوتا قرآنِ کریم نے اسی تخیل کی سیخ کنی کی، اور بتایا کہ بڑا اور چھوٹا کیا معنی؟ کوئی دوسرا خدا بجز اللہ کے سرے سے وجود ہی نہیں رکھتا، وہ کیا اپنی ذات اور کیا صفات کمالیہ کے لحاظ سے یکتا ہے، کوئی اس کا نظیر و مثیل یا ہسب و شریک نہیں اور نہ کوئی اس کا منظر یا مثیل ہو سکتا ہے۔

﴿الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا﴾ (وہ عورت جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا۔)
(سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ : رُكُوع ۶)

بغیر نام کے محض صفاتی ذکر ایک اسی آیت میں ہے کہ :-
بی بی (اُن بیوی کا بھی ذکر کیجیے) جنہوں نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا، پھر ہم نے اُن میں اپنی رُوح پھونک دی، اور ہم نے ان کو اور اُن کے فرزند کو دنیا جہاں کے لئے نشان بنا دیا۔

اسی سے ملتی ہوتی آیت پارہ ۲۸ سُورۃ تحریم کے آخر میں ہے مگر دلائل نام کی تصریح موجود ہے

مُراد حضرت مریمؑ سے ہے: قوم والوں نے آپ کی عصمت پر اتہانات لگائے اور قوم یہود کے نوشتوں میں یہ ذکر آج تک اسی بُرائی کے ساتھ چلا آ رہا ہے، قرآن مجید نے اس گندہ الزام کی قطعی طور پر تردید کی اور تصریح کے ساتھ ان خاتون کا وصف خصوصی ہی یہ بیان کیا کہ انہوں نے ناموس کو محفوظ رکھا۔

ملاحظہ ہو: عنوان : مریم

وہ عورت جس کے گھر میں وہ (یوسفؑ) تھے۔

(سورہ یوسف : رکوع ۳)

﴿۴۲﴾ اَلَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا

حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر آکر پک چکے ہیں تو وہ عورت جس کے گھر میں تھے، انہیں اپنی خواہش نفس حاصل کرنے کو پھسلانے لگی۔

اشارہ عزیز مصر کی زوجہ کی جانب ہے جس کا نام ہماری روایتوں میں زلیخا آتا ہے، یہ عورت عجب نہیں جو سن میں یوسفؑ سے بڑی ہو جیسا کہ عزیز مصر کے قول اذْ نَتَّخِذْهُ وَلَدًا (یا ہم اُسے اپنا بیٹا ہی بنالیں) سے مستنبط ہو سکتا ہے، یہ عورت جو کہا جاتا ہے کہ حسین بھی تھی، بڑی طرح حضرت یوسفؑ پر مائل ہو گئی اور اُن سے اپنی خواہش نفس پورا کرنے پر نل گئی۔ توریت میں ہے :-

”اور اُس کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی جوڑو کی آنکھ یوسفؑ پر لگی اور وہ بولی کہ میرے ساتھ ہمبستر ہو“ (پیدائش : ۳۹ : ۷)

اور وہ ہر چند یوسفؑ کو روز روز کہتی رہی، پر اُس نے اس کی ایک بُنی

کہ اُس کے ساتھ سوئے یا اُس کے ساتھ ہے“ (پیدائش : ۳۹ : ۱۰)

آج کل کی فرنگی تہذیب کی طرح مصری جاہلی تہذیب میں حرام کاری بجائے خود کوئی بڑا عیب نہ تھی، اور قرآنی لفظ بَيْتِهَا سے اشارہ یہ ہے کہ گھر عزیز کا نہیں، زوجہ عزیز کا تھا، مصری تمدن میں عورت یوں بھی بڑی حد تک آزاد و خود مختار تھی۔

ملاحظہ ہو عنوان : عزیز

وہ جس کو ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں۔

(سورۃ الاعراف : رکوع ۲۲)

﴿۴۳﴾ الَّذِي اَتَيْنَاهُ اٰيٰتِنَا

قصہ شروع ان الفاظ سے ہوا ہے کہ :-

اُن لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں

عطا کی تھیں پھر وہ ان سے بالکل نکل گیا۔

اس کے بعد پورا قصہ دلچ ہے۔

یہ شخص کون تھا؟ کب تھا؟ کہاں کا تھا؟ اس پر کوئی اجماع و اتفاق ارا۔ منقول نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ صحابی سے نقل ہوا ہے کہ اشارہ معاصر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اُمّیہ ابن ابی الصلت کی جانب ہے (ابن جریر) لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما وقرآن فہم تابعین کی رائے کے مطابق اشارہ ایک مشہور اسرائیلی زاہد بلعم باعور کنعانی کی جانب سے جو بعد کو مرتد ہو گیا تھا۔

توریت میں بلعم بن بعور کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے (گنتی باب ۲۲ و ۲۳) اور اس کا ذکر عہد عتیق کے متعدد مصیغوں میں آیا ہے، یہود کے اور نوشتے بھی اس کے قصے سے لبریز ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معاصر کوئی بڑے مرتاض قسم کا کاہن اور منجم تھا، جسے قوت کشف تکوینی حاصل تھی۔ اسرائیلیوں کے دشمن اور مؤآبیوں کے بادشاہ بلق نے اُسے توڑ کر اپنی طرف ملا لیا تھا، اور اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بددعا کرائی اور بالآخر یہ ۳۳ سال کی عمر میں اسرائیلیوں کے ہاتھ سے کیفر کردار کو پہنچا اور قتل ہو کر رہا۔ توریت میں ہے:-

(اسرائیلیوں نے) بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا۔ (گنتی: ۳۱: ۸)

اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی جو بنجومی تھا، بنی اسرائیل نے ان کے درمیان

جو ان سے مقتول ہوئے، تلوار سے قتل کیا۔ (ایشوع: ۱۳: ۲۲)

جیوش انسائیکلو پیڈیا میں بہت سے قصے رطب یابس، بلعم سے متعلق مختلف ماخذوں سے درج ہیں اور بائبل کی ہر ڈکشنری اور انسائیکلو پیڈیا میں اس پر مفصل مقالے موجود ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ :-
 اوہ وقت بھی یاد کیجئے جب آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے، جس پر اللہ
 نے اپنا فضل کیا اور آپ نے بھی عنایت کی کہ تو اپنی بیوی کو (اپنی زوجیت میں)
 رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔

وہ کون قابلِ رشک ہستی تھی جس پر اللہ کے فضل کی بھی صراحت آگئی ہے اور رسولؐ کی بھی عنایت کی۔۔۔۔۔ مراد حضرت زید رضی اللہ عنہ صحابی تھے، جیسا کہ قرآن ہی کی اسی آیت میں آگے چل کر تصریح ہے۔ یہ آنحضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، ان کا عقد قریش کی ایک عالی نسب اور حُسن و صورت میں ممتاز خاتون حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا۔ جو آنحضور اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن بھی تھیں لیکن بنا ہُن سے نہ ہو سکا۔ یہ وقت آنحضرت ﷺ کی پھوپھی زاد بہن بھی تھیں لیکن بنا ہُن سے نہ ہو سکا۔ یہ وقت آنحضرت ﷺ کے لئے خود بڑے سوچ و بچار کا تھا، ایک طرف حالات ایسے ہو گئے تھے کہ اب تعلق عقد باقی رہنا ناممکن سا تھا، لیکن دوسری طرف حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لئے یہ امر انتہائی دل شکنی اور سُبکی کا باعث ہوتا، کہ وہ عمر بھر ایک آزاد شدہ غلام کی مطلقہ کہلائیں، اس وقت عرب کے معاشرہ میں یہ بات انتہائی غیرت کی تھی۔ اشک شوئی کی صورت صرف یہ تھی کہ بعد طلاق، آنحضور ﷺ نے خود اپنے عقد میں لے لیں۔ لیکن اس میں دشواری یہ تھی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ آنحضور کے منہ بو لے بیٹے بھی تھے اور ان کی مطلقہ سے عقد کر لینا عرب معاشرہ میں ایک سخت عیب تھا تو آپ اسی ترؤد و تذبذب میں تھے کہ وحی قرآنی نے خود ہی فیصلہ کر دیا۔

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے عقد سے نکال کر آنحضرت ﷺ کے عقد میں دے دیا۔ (ملاحظہ ہو: عنوان: زَبْدًا)

④۵ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ

(وہ جس نے ان لوگوں میں سے اس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصہ لیا۔) سورة النور: ۲۷
ذکر یوں آیا ہے :-

”وہ جس نے اس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصہ لیا۔ اور اُسے عذاب بھی سخت ہونے والا ہے“

اشارہ عبد اللہ بن ابی بن سلول عوفی خزرجی مدنی (متوفی ۱۹۷ھ) کی جانب سے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حرم مبارک کے متعلق ایک طوفان تفسیح اٹھایا تھا۔ اور اُس کے شریک کچھ اور لوگ بھی ہو گئے تھے، یہ عبد اللہ اپنے قبیلے کا سردار ہونے کے علاوہ منافقین مدینہ کا سب سے بڑا سرغنہ تھا، اور یہ وہی ہے جس نے جنگ احد میں ایک نازک موقع پر اپنے تین سوسا تھیوں کو لے کر شکر اسلام سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس کی نماز جنازہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا دی تھی، اس لئے کہ اس وقت تک منافقین کے جنازہ پڑھانے کی ممانعت والی آیت نازل نہیں ہوئی تھی“

④۶ الَّذِي حَاجَّ اِبْرَاهِيْمَ فِي رَبِّهِ

(وہ شخص جس نے ابراہیمؑ سے اُن کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔) (البقرہ: ۲۵۷)
ارشاد ہوا ہے کہ :-

(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کے حال پر نظر نہیں کی، جس نے ابراہیم علیہ السلام

سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا، اس برتے پر کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہت دے رکھی تھی۔
 لکھو

دو باتیں تو ظاہر ہی ہیں، ایک یہ کہ یہ بادشاہ بابل (یا عراق) کا تھا اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاصر تھا۔ قرآن مجید یہ بھی تصریح کر رہا ہے کہ یہ جھگڑا اس نے مسئلہ ربوبیت میں نکالا تھا، گویا توحید الہی کا منکر تھا، وہ بادشاہ، دنیا کے بہت سے مشرک اور جاہلی فرمانرواؤں کی طرح اپنے کو دیوتا، یعنی خدائی مظہر یا اوتار سمجھ رہا تھا۔ اہل سیر اور اہل تفسیر نے اُس کا نام نمرود لیا ہے اور اتنی تصریح تو ربیت میں ملتی ہے کہ یہ ایک بڑا جابر بادشاہ تھا۔

”اور کوش سے نمرود پیدا ہوا اور زمین پر جبار ہونے لگا، خداوند کے

سامنے وہ صیاد و جبار تھا۔ اسی واسطے مثل ہوئی کہ خداوند کے سامنے

نمرود سا صیاد و جبار“ (پیدائش: ۹۸:۱۰)

”اور کوش سے نمرود پیدا ہوا، وہ زمین پر جبار ہونے لگا“ (تواریخ: ۱۰:۶)

اور روایات یہودیہ میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ نمرود اپنے قبیلہ والوں کی مختصر فوج

سے الٰہ یافت کو شکست دینے کے بعد زمین کا بادشاہ ہو گیا اور آذر کو اس نے اپنا

وزیر بنایا، اس کے بعد وہ اپنی عظمت کے نشہ میں خدا سے بے گانہ ہو کر بہت سخت

قسم کا مشرک ہو گیا“ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

وہ جسے علم کتاب حاصل تھا۔

(سُورَةُ التَّوْبَةِ: رُكُوع ۳)

④ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ

ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں یوں آیا ہے کہ جب آپ نے فرمایا

کہ ملکہ بلقیس کا تخت جلد سے جلد کون لے آئیگا۔ تو جواب میں وہ شخص جسے علم کتاب

حاصل تھا، بولا کہ میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گا، قبل اس کے کہ آپ کی

پلک جھپکے۔

یہ کہنے والا کون تھا؟ جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ وزیر سلطنت آصف بن برخیا۔ قال اکثر المفسرین هو آصف بن برخیا، عالم قالوا الجہو (بحر)
یہ آصف بن برخیا روایات یہود میں اپنی حکمت و دانائی کے لئے مشہور چلے آتے
ہیں اور طبقات پر ایک کتاب سفر آصف کے نام سے اُن کی جانب منسوب ہے
(جیوش انسائیکلو پیڈیا)

وہ شخص جو ایک بستی پر گزرا تھا۔

(سُورَةُ الْبَقَرَةِ : رُكُوع ۳۵)

④۸ الَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ

ذکریوں آیا ہے کہ :-

(اس شخص کے بھی حال پر نظر کی) جو ایک بستی پر گزرا تھا، اس حال میں کہ وہ
بستی اپنی چھتوں پر گری ہوئی پڑی تھی، اور آگے ایک خارقِ عادت قصہ ان سے متعلق
بہ تفصیل درج ہے۔

”یہ کون صاحب تھے؟ اور اُن کا گزر کس بستی پر ہوا تھا؟“

اہل سیر اور اہل تفسیر نے نام دو صاحبوں کے خاص طور پر لیتے ہیں۔

۱۔ حضرت عزیر بنی (توریت کے املا میں عزرا) متوفی ۴۵۸ ق م بائبل میں ان کا

نام عزرا کاتب یا کاتب توریت کی حیثیت سے آتا ہے، اس لئے کہ انہیں

اصل نسخہ توریت کے ضائع ہو جانے کے بعد اُسے از سر نو لکھا اور ۴۵۸ ق م، یہ

ڈیڑھ ہزار (۱ ۱/۲) ہزار یہود کو قید اور جلا وطنی سے چھڑا کر عراق سے فلسطین لائے

تھے۔ سلسلہ اسرائیل کے ایک مشہور پیغمبر گزے ہیں، تابعین میں ضحاک، قتادہ

وسدی وغیرہم اور صحابہ کرام میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے انہیں کا نام مروی ہے۔ (روح المعانی)

۲۔ دوسرے حضرت یرمیاہ نبی۔ یہ بھی سلسلہ اسرائیلی کے ایک پیغمبر ہوتے ہیں اور ان کا زمانہ ساتویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ حضرت باقرہؑ اور وہب تابعیؒ نے اشارہ انہیں کی جانب سمجھا ہے۔ (روح المعانی)

منہدم بستی کی تعمیر میں بھی نام مختلف شہروں کے لئے گئے ہیں، اکثریت یروشلم یا بیت المقدس کی جانب گئی ہے۔ (بحر المحیط) یہ شہر بخت نصر تاجدار بابل کے ہاتھوں ۵۸۶ ق م میں پوری طرح برباد ہو چکا تھا

(ایاس)

②۹ ایاس / الیاسین | الانعام : رکوع ۱۰۔ والصفۃ ۲۷ (دوبار)

ایاس اور الیاسین دونوں ایک ہی نام کے دو تلفظ ہیں، ہر ادا ایک ہی شخصیت ہے۔ نام تین بار آیا ہے، پہلی جگہ دوسرے انبیاء کرام پر عطف ہو کر ہم نے ہدایت دی، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ایاس علیہم السلام کو۔ یہ سب صاحبین میں تھے۔ دوسری آیت میں یوں کہ: بیشک ایاس (بھی) پیغمبروں میں تھے اور تیسری جگہ یوں کہ: ہم نے یہ بات اُن کے پیچھے آنے والوں کے لئے رہنے دی کہ سلام ہو الیاسین پر۔ وہ بے شک ہمارے صاحب ایمان بندوں میں تھے۔

ان کا نبی ہونا تو قرآن مجید میں صراحتاً آگیا، اب سوالات صرف اس قسم کے رہ جاتے ہیں کہ یہ کس زمانے میں تھے اور کہاں تھے؟ ان کے صحیح اور پورے جوابات سے تاریخ ابھی خود لاعلم ہے، غلبہ ظن البتہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ وہی اسرائیلی نبی تھے، جن کا نام عہد عتیق کے متعدد صحیفوں میں الیہ نبی کر کے آیا ہے۔ (۱۔ سلاطین ۲۔ سلاطین ۳۔ تواریخ وغیرہ میں) اور اُن کے خوارق و کرامات بہت سے مذکور ہوتے ہیں، انگریزی کے تلفظ میں (Elijah)

ان کا زمانہ ۸۵۰ ق م تا ۷۵۰ ق م خیال کیا گیا ہے۔

ان کا قیام فلسطین اور شام کے غربی وسطی علاقہ میں رہتا تھا اور ان کا خصوصی کاروبار یہ ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے نعل پرستی کی لعنت کو دور کیا۔
ایک یہودی عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایک آتشین گاڑی پر بٹھا کر آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

(الیسع) (سورۃ الانعام : رکوع ۱۱)

⑤ الیسع | دو سکریمریوں کے ساتھ ذکر یوں آیا ہے کہ : ہم نے ہدایت دی تھی، حضرت اسمعیل اور الیسع اور یونس (علیہم السلام) کو اور ان میں سے ہر ایک کو فضیلت دی تھی دنیا جہاں والوں پر۔
ان کے نبی ہونے کی تو صراحت قرآن مجید میں آگئی ہے، توریت کا بیان ہے کہ یہ الیسع بن سفظ الیاس نبیؑ کے جانشین تھے۔

خداوند نے اسے فرمایا نکل اور بیابان کی راہ لے۔۔۔۔ اور اپیل محولہ کے الیسع بن سفظ کو مسح کر کہ تیری جگہ بنی ہو۔۔۔۔۔ چنانچہ اُس نے وہاں سے روانہ ہو کے سفظ کے بیٹے الیسع کو پا جو ہل جوتا تھا۔۔۔۔۔ سوا یلیاہ اس کے برابر سے گزرا اور اپنی چادر اس پر ڈال دی،۔۔۔۔۔ تب وہ اٹھا اور ایلپاہ کے پیچھے روانہ ہوا اور اس کی خدمت کی، (۱- سلاطین ۱۹ : ۱۶، ۲۱)

توریت میں ان کا ذکر بار بار آیا ہے اور ان کے خوارق و معجزات کثرت سے نقل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ یہ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کی دفن شدہ ہڈیوں کے مِس ہو جانے سے مُردہ جی اُٹھا ہے۔

اس وقت الیسع اس بیماری میں گرفتار ہوا کہ جس سے وہ مر گیا، بعد اس کے الیسع نے انتقال کیا اور انھوں نے اُسے دفن کیا اور نئے سال کے شروع میں مُنہ آب کی فوجیں ملک میں گھسیں اور ایسا ہوا کہ جس وقت وہ ایک مُردہ کو گاڑا چاہتے تھے،

تب دیکھو، ایک فوج نظر آتی، اور انہوں نے اس شخص کو ایسح کی قبر میں ڈال دیا، اور جب وہ شخص گرایا گیا اور ایسح کی ہڈیوں سے لگاتو وہ جی اٹھا تو وہ پاؤں پر کھڑا ہوا

ہوا“ (۲۔ سلاطین: ۱۲: ۱۱۳: ۲۱)

ایک متمول کاشت کار کے فرزند تھے، علاقہ سامرہ تھا جو ملک کنعان میں یروشلم کے شمال و مغرب میں بحر روم کے ساحل کے قریب واقع ہے، نبوت کے علاوہ اپنی سیاسی سوجھ بوجھ اور معاملاتِ حرب میں خوش تدبیر یوں کے لئے ممتاز تھے

(عورت ان پر حکومت کرتی ہوئی)

(سورۃ النمل: رکوع ۲)

⑤۱ اِمْرَاةٌ تَمْلِكُهُمْ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اگر ہڈ ہڈ نے یہ خبر سنائی ہے کہ:

”میں (ملک سبا سے ایک تحقیقی خبر لایا ہوں، میں نے وہاں ایک

عورت کو دیکھا، وہ ان پر حکومت کر رہی ہے اور اسے ہر طرح کا سامان

میتا رہے اور اس کے پاس بہت بڑا تخت ہے“

یہ ملکہ جنوبی عرب کے ملک سبا کی حکمران تھی، اور حضرت سلیمان کی معاصر ہی

ہے، جہاں آج یمن، حضرموت و عسیر کے علاقے واقع ہیں، اپنے زمانے میں ایک

بڑا متمدن، متمول، اور زرخیز ملک تھا اور اس ملکہ بلقیس کی دولت و امارت کے

قصے افسانوی حد تک مشہور ہیں، حسن و جمال میں بھی ممتاز تھی۔

عہدِ عتیق میں اس کے ملک و مال کی تفصیل مکرر آتی ہے، ایک جگہ ہے:-

اور وہ بڑے جلو کے ساتھ اور اونٹوں کے ساتھ جن پر خوشبوئیں لادی

تھیں، اور ٹہا بیت بہت سونا اور مہنگے مو لے جو اہر ساتھ لے کے

یروشلم میں آئی۔۔۔۔۔ اور اس نے بادشاہ کو ایک سو بیس قنطار

اور مصالحہ کا بڑا ڈھیر اور جواہر دیتے اور جس و فور سے کہ سبا کی ملکہ نے

مُصاحفِ سلیمان بادشاہ کو عنایت کئے پھر کبھی کسی سے نہ ملے“ (۱۔۱۰-۱۰۰) اور دوسری جگہ ہے :-

بڑے انبوه کے ساتھ یروشلم میں داخل ہوتی، اس کے ساتھ بہت سے اونٹ تھے، جن پر خوشبوئيات لدی تھیں اور نہایت بہت سونا تھا اور مہنگے مو لے جواہر تھے۔۔۔۔۔۔ اور اس نے ایک سو بیس قنطار سونا اور بہت سی خوشبوئيات اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے، اور کبھی پھر ایسی خوشبوئيات سلیمان کو میسر نہ ہوئیں، جیسی سبا کی ملکہ نے سلیمان بادشاہ کو دیں“ (۲۔۱۰-۱۰۹) (تاریخ - ۹۱۱۹)

اسرائیلی روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ اس ملک کی مٹی سونے سے زیادہ قیمتی تھی اور یہاں جو گرد تھی وہ چاندی کی ہوتی تھی۔ یہ مشرک قوم ستارہ پرستی وغیرہ میں مبتلا تھی، معبودِ اعظم سورج دیوتا تھا، ملکہ کے شرک اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونے کا تفصیلی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

عزیز کی بی بی (یوسف : رکوع ۴۷) | **۵۷) امْرَأَةُ الْعَزِيزِ** | ذکر دو جگہ آیا ہے :-

پہلی بار قصۂ یوسفی میں خواتین شہر کی زبان سے کہ :-

عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے پھسلا رہی ہے اور اس کے عشق میں دیوانی ہو گئی ہے۔ دوسرے موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ثابت ہو جانے پر، عزیز کی بیوی بولی، کہ اب تو حقیقت کھل چکی، میں نے ہی انہیں اپنی خواہش نفس سے پھسلانا چاہا تھا۔ اور وہ بے شک سچے ہیں“

اس لفظ کے ساتھ ذکر انہیں دو مقامات پر آیا ہے، نفس تذکرہ مختلف

طریقوں سے بار بار آیا ہے اور پورا قصہ قرآن مجید میں بہت دور تک چلا گیا ہے“
 ملاحظہ ہوں، عنوانات : اَلَّتِیْ هُوَ بِبَیْتِهَا : عَزِیْزٌ

(عمران کی بی بی)۔ (سورۃ آل عمران : ۴۷)

۵۳) اِمْرَاۃُ عِمْرَانَ | اس لقب کے ساتھ ذکر ایک ہی موقع پر ہے

(وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار! میں نے

تیرے لئے نذر مانی ہے، اس (بچے) کی جو میرے پیٹ میں ہے

کہ وہ آزاد رکھا جائے گا“

یہ خاتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی اور حضرت مریم کی ماں تھیں، مسیحی نشنوں

میں اُن کا نام حَنَّة (HANNAH) آیا ہے اور ہمارے مفسرین نے بھی یہی اِطلاق قبول کیا ہے۔

اسرائیلیوں میں اس وقت دستور یہ تھا کہ اپنی چھٹی اولاد کو یروشلم میں مکمل

خداوندی کی خدمت اور مجاوری کے لئے وقف کر دیتے اور اسے ہر طرح کے دنیوی

کاروبار سے فالغ رکھتے، دعا میں آزاد رکھنے سے مُراد بھی مشاغل سے آزاد رکھنا ہے

ملاحظہ ہوں، عنوانات : اُمِّکَ وَ عِمْرَانَ

فرعون کی بی بی (القصص : ۱۷- التحریم : ۲۷)

۵۴) اِمْرَاۃُ فِرْعَوْنَ | ذکر دو جگہ آیا ہے۔

”پہلی دفعہ یوں کہ قصر شاہی کے نیچے بہتے ہوئے تابوت سے نکلے ہوئے

بچے کو دیکھ کر فرعون کی بی بی (فرعون سے) بولیں کہ یہ (بچہ) میری اوتھاری

آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اُسے قتل نہ کرنا“

ایک دوسری جگہ یوں ہے۔

اللہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے، مثال بیان کرتا ہے، فرعون

کی بیوی کی، جسکے اُنہوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! میرے

جنت میں اپنے قُرب میں مکان بنا دے، اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل (کے وبال) سے بچا دے“

ان بیوی صاحبہ کا نام اسلامی روایات میں آسیہ آیا ہے، یہ مؤمنہ تھیں تو ریت میں ان کا ذکر فرعون کی بیٹی کی حیثیت سے آیا ہے۔ قرآن مجید نے جہاں تورات محرف کی اور بہت سی غلطیوں کی اصلاح کی ہے، اس غلطی کی بھی تصحیح کر دی ہے، اور قتلا دیا ہے کہ یہ خاتون فرعون وقت کی شاہزادی نہیں، ملکہ تھیں۔

یہ بھی آسانی ممکن ہے کہ یہ شاہزادی فرعون سابق کی ہوں، یعنی فرعون وقت کی بہن۔ اور فرعون وقت نے شادی انہیں کے ساتھ کر کے انہیں ملکہ بنالیا ہو، قدیم شاہی خاندانوں میں محرمات کے ساتھ نکاح کر لینے کا رواج اچھا خاصا رہا ہے بلکہ مصر کے شاہی خاندانوں میں تو بادشاہ کی بہن عموماً ہی اس کی ملکہ بن جایا کرتی تھی بادشاہ کی ہم کنو عورت سوا اس کی بہن کے کوئی اور خیال ہی نہیں کی جاتی تھی۔

(سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ : رُكُوع ۴)

(تیری بی بی)

⑤ اِمْرَاتِكَ | یہ لفظ دو جگہ آیا ہے :-

پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے کہ : اے لوط۔۔۔۔۔ آپ ہی کے کسمپختہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاتیں اور تم لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے پھر کر نہ دیکھے گا، مگر ہاں! آپ کی بی بی (کہ وہ دیکھے گی)

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں فرشتوں کی زبان سے :-

ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو عذاب سے بچالیں گے، بجز آپ کی بی بی کے، کہ وہ (عذاب میں) رہ جانے والوں میں سے ہوگی“

ملاحظہ ہوں : عنوانات : اِمْرَاةُ لُوط - اِمْرَاَتُهُ - عَجُوزًا

(التحریم : رُكُوع ۲)

(لوط کی بی بی)

⑤ اِمْرَاةُ لُوط |

پیغمبر نوحؑ کی کافر بیوی کے ساتھ پیغمبر لوطؑ کی بھی کافر بی بی کا ذکر ایک ہی سلسلہ میں آیا ہے کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، ان کے لئے اللہ مثال بیان کرتا ہے نوح کی بی بی اور لوط کی بی بی کی کہ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے تحت میں تھیں، لیکن انہوں نے ان کے حقوق ضائع کئے تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں وہ دونوں (نیک بندے) ذرا ان کے کام نہ آ سکے اور ان سے کہا گیا کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں عورتیں بھی داخل ہو جاؤ۔

یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نافرمان اور کافرہ تھی، جب آپ کی قوم پر عذاب کا وقت آیا تو عذاب لانے والے فرشتوں نے آپ سے کہہ دیا کہ اس پر نہ کوئی نصیحت اثر کرے گی، نہ یہ ہماری ہدایت پر عمل کرے گی، اس کا دل کافروں میں ٹسکا ہوا ہے۔ یہ نزول عذاب کے وقت ان کی ہمدردی میں پیچھے مڑ کر دیکھے گی، اور خود بھی عذاب کا شکار ہو کر رہے گی۔

توریت میں ہے کہ :-

۱۰ مگر اُس کی جوڑو نے اس کے پیچھے سے پھر کر دیکھا اور نمک کا کھبا بن گئی۔ (پیدائش : ۱۹ : ۲۶)

انجیل میں لوط کی بی بی کا ذکر بطور ضرب المثل کے آیا ہے :-

اور لوطؑ کی بیوی کو یاد رکھو جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے وہ اسے کھوٹے گا اور جو کوئی کھوٹے وہ اُسے زندہ رکھیگا۔ (لوقا : ۱۷ : ۳۲)

(نوح کی بی بی) (التحریم : ۲۷)

⑤۰ اِمْرَاة نُوْح | ذکر پیغمبر لوطؑ کی کافرہ بی بی کے ساتھ اور اسی سلسلے

میں پیغمبر نوحؑ کی بھی بی بی کا آیا ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان : اِمْرَاة لُّوْط

حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان بی بی کا ذکر تو کہیں صراحتاً اور کہیں کنایتاً

قرآن مجید میں اور بھی متعدد مقامات پر آیا ہے لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمانی بی بی کا ذکر صرف یہیں ہے، توریت میں اس بی بی کو حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکوں اور بہوؤں کی طرح نجات یافتہ بتایا گیا ہے۔ (پیدائش : ۱۸، ۶)

اور ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کو یہ ذکر لانے سے اسی غلطی کی اصلاح مقصود ہو۔

(ان کی بی بی)

⑤۸ امْرَأَتُهُ

(انجیل : ۴ ع - انمل : ۴ ع - الاعراف : ۱۰ ع - عنکبوت : ۵ ع)

چاروں جگہ مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بی بی کا ہونا بالکل ظاہر ہے
ملاحظہ ہوں عنوانات : امْرَأَتُ : امْرَأَةُ لُوطٍ - وَعَجُوزُ

(اُن کی بی بی)

⑤۹ امْرَأَتُهُ

(ہود : ۷ ع : دلذاریات : ۲ ع)

پہلی جگہ قصہ ابراہیمی کے سیاق میں ہے کہ جب انسان نافرستوں نے ان کے ہاں اگر انہیں ولادتِ فرزند کی خوش خبری سنائی ہے تو ان کی بی بی (جو) کھڑی ہوئی تھیں، ہنس پڑیں۔

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں ہے کہ ان کی بی بی بولتی پکارتی ہوئی آئیں اور ماتھے پر ہاتھ مار کر بولیں کہ (مجھ) بڑھیا (باجھ) (کے اولاد)

مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی بی بی صاحبہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہیں، جنہیں شہرتِ نامہ اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ اب اس سن میں ان کے اولاد ہوگی۔
توریت میں ہے :-

”اور ابراہیم اور سترہ جو بوڑھے اور بہت دن کے تھے اور سترہ سے عورتوں کی معمولی عادت موقوف ہو گئی تھی، تب سترہ نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کہ بعد اس کے کہ میں ضعیف ہو گئی اور میرا خاوند بھی بوڑھا

ہوا۔ کیا مجھ کو خوشی ہوگی؟ (پیدائش : ۱۸-۱۱-۱۲)
 اسرائیلی روایات کے مطابق آپ بڑی حسین خاتون تھیں اور بہت بڑی عمر تک
 اولاد سے محروم رہی تھیں۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)
 شہر مہرون یا خلیل الرحمن میں اپنے شوہر نامدار کے قریب مدفون ہیں۔

(سورة التہب)

(اس کی بی بی)

⑥ اِمْرَأَتُہ

الولہب کے ذکر میں آیا ہے کہ وہ یقیناً ایک (سخت)

شعلہ زن آگ میں پڑے گا اور اس کی بی بی بھی، لکڑیاں لا کر لانے والی، اس کی گردن
 میں ایک رستی پڑی ہوگی، خوب بٹی ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا لیکن جانی دشمن الولہب کی بی بی تھی، مشہور
 کنیت اُمّ جمیل۔۔۔۔۔ ایک دوسرے معاند سردار مکہ ابوسفیان صخر بن حرب
 کی ہمیشہ رنجیں، خاندان بنو امیہ کی لڑکی ہونے کی بناء پر یوں بھی رسول ہاشمی سے اُسے
 بغض و عناد تھا اور پھر شوہر ملا الولہب

روایتوں میں آتا ہے کہ ایذا رسول اس کا نمبر اور بھی بڑھا ہوا تھا، رسول اللہ
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ گزر میں کانٹے بچھا دیتی تھی، اور چونکہ مکان پڑوس ہی میں
 تھا، اس لئے اس قسم کی شرارتوں اور اذیت رسانیوں میں کسی خاص اہتمام کی
 ضرورت بھی نہ پڑتی ہوگی۔

قرآن مجید نے اس کے جس انجام کی پیشین گوئی کی ہے، اس کا تعلق عالم
 آخرت سے ہے، لیکن اہل سیر کا بیان ہے کہ دنیا میں بھی اس کا تحقیق ہوا۔ واقعتاً بھی
 اس عورت کی موت گلے میں پھندا لگنے سے ہوئی۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا لفظ فارسی کے میزیم کُشش کی طرح عربی میں تمام مفسدین
 کے لئے آتا ہے لیکن مفسرین نے لکھا ہے کہ شدتِ کُشش کی بناء پر یہ واقعتاً میزیم برداری

کرتی، اور جنگل سے لکڑیاں چُن چُن کر لاتی تھی، اس لئے یہاں لفظی معنی میں استعمال ہوا ہے
ملاحظہ ہو، عنوان : اَبِیْ لَهَب

(اپنی بی بی سے) (سورہ یوسف (ع ۴۲))

⑥۱ **امراتہ** قصۃ یوسفی میں ہے کہ عزیزِ مصر نے یوسفؑ کو خرید کر اپنی بی بی سے کہا کہ اسے خاطر سے رکھنا، کیا عجب کہ ہم اس سے نفع حاصل کریں، یا اسے اپنا بیٹا بنالیں، مُراد زلیخا زوجہ عزیزِ مصر تھی۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : اَلَّتِیْ مُوَفِّیْ بِیْتِہَا - وَامْرَاۃُ الْعَزِیْزِ

(میری بی بی) (ابنِ عمران : رکوع ۴ : سورہ مریم ، رکوع ۱ (دوبارہ))

⑥۲ **امراتی** لفظ تینوں بار حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان سے ادا ہوا ہے پہلی بار یوں کہ :-

اے میرے پروردگار! میرے لڑکا کس طرح ہوگا، درآںحالیکہ مجھے بڑھاپا آ پہنچا ہے اور میری بی بی بانجھ ہے، دوسری جگہ یوں کہ : میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے اندیشہ لگتا ہوں۔ اور میری بی بی بانجھ ہے : اور تیسری بار یوں کہ : اے میرے پروردگار! میرے لڑکا کس طرح ہوگا، درآںحالیکہ میری بی بی بانجھ ہے اور میرا بڑھاپا انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

مُراد ظاہر ہے کہ حضرت زکریا (علیہ السلام) نبی کی بی بی ہیں، جن کے عقم (بانجھ پنہ) کا ذکر تینوں موقعوں پر ہے اور اسراستلی معاشرہ میں عقم عورت کے لئے ایک سخت ترین عیب تھا۔

انجیل میں ان کا نام ایسبے آیا ہے۔ انگریزی تلفظ میں الذبہتہ یہ آل ہارون میں سے تھیں، اور روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام کی بہن تھیں، سن میں ان سے بہت بڑی۔ اپنے صاحبزادہ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی طرح خود بھی زہد و

تقویٰ میں مشہور تھیں۔

اُن کے عقم اور سن رسیدگی کا ذکر انجیل میں بھی ہے :-
 ”ذکر یانے فرشتہ سے کہا، میں اس بات کو کس طرح جانوں کیونکہ میں
 بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی سن رسیدہ ہے“ (لوقا : ۱۰ - ۸۱)
 ”ان کے اولاد نہ تھی کیونکہ ایشیع بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ تھے“ (لوقا : ۶)

(ظہ : ۲ ع : دوبار)

(تیری ماں)

۶۳ اُمّک

دونوں جگہ خطاب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ہے۔ پہلی
 جگہ یہ کہ، ہم نے تمہاری ماں کو الہام کیا، جو کیا، اور دوسری جگہ یہ کہ ہم نے تمہیں آپس کر
 دیا، تمہاری ماں کی طرف۔ ایک محترم صاحب الہام بی بی تھیں
 ملاحظہ ہو عنوان : اُمّ موسیٰ

(سُورہ مَرِیم : رکوع ۲)

(تیری ماں)

۶۴ اُمّک

حضرت مریمؑ سے اُن کی قوم والوں کا خطاب، تمہاری ماں تو
 کبھی بدکار نہ تھیں، حضرت مریمؑ کی والدہ کا حنّہ آیا ہے اور اُنہیں کی پاکبازی کو
 تصدیق رجالِ اسرائیل کر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو، عنوان : امراة عِمْران

(سُورَةُ الْقَصَص : رکوع ۱) دوبار

(موسیٰ کی ماں)

۶۵ اُمّ موسیٰ

پہلی جگہ ہے کہ :-

”ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ اُنہیں دودھ پلاؤ“ اور دوسری جگہ ہے کہ جب
 موسیٰ کی ماں ان کو تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال چکیں تو ان کا دل بے قرار ہوا
 دونوں جگہ مزید تفصیلات بھی بیان ہوئی ہیں۔
 توریت میں اس واقعہ کا بیان یوں آیا ہے :-

وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹے کو جنم دیا اور اُس نے اُسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک چھپا رکھا، اور جب آگے کو نہ چھپا سکی تو اس نے سر کندوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اس پر لاسا اور رال لگایا، اور لڑکے کو اس میں رکھا، اور اس نے اُسے دریا کے کنارے پر بہاؤ میں رکھ دیا۔ (خروج : ۲ : ۲۱)

توریت میں ہے کہ یہ خاتون لاوی بن یعقوب کی نسل سے تھیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : اُمّ لَی

(ان کی ماں) (المائدہ : رکوع ۲ - ۱۰) (المؤمنون : رکوع ۷)

⑥۶ اُمّہ پہلی جگہ ہے کہ : اللہ کو کون روک سکتا ہے اگر وہ مسیح بن مریم اور ان کی ماں کو ہلاک کر دینا چاہتے اور دوسری جگہ یہ کہ " (مسیح کی) ماں بڑی پاکباز و صاکنہ عورت تھیں " اور تیسری جگہ یہ ہے کہ " ہم نے ابن مریم اور ان کی ماں کو ایک نشان بنا دیا "

لفظ صدیقہ کا پورا مفہوم اُردو لغت میں وَلِیّہ یا وَلِی بیوی ہی سے ادا ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہو، عنوان : مَرِیْم

(ان کی ماں) (سُورَةُ الْقَصَص : رکوع ۲)

⑥۷ اُمّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ :-

پھر ہم نے انہیں واپس کر دیا، اُن کی آل کے پاس۔
توریت میں اس موقع پر ہے :-

----- چھو کری گئی اور لڑکے کی ماں کو ہلا کر لے آئی، فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ اس لڑکے کو لے اور میرے لئے دودھ پلا، میں درما دوں گی، اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا۔

(خروج : ۲ - ۸ - ۹)

مُلاحِظہ ہوں عنوانات : اُمِّكَ وَ اُمِّرِ مُوسٰی

(المائدہ : رکوع ۱۶)

(میری ماں)

⑥۸ اُمِّی

روزِ حشر کے سلسلہ میں ہے کہ : "جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ : اے عیسیٰ ابن مریم ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی عبود بنا لو؟"

کھلا ہوا اشارہ حضرت مریم (علیہ السلام) کی جانب ہے جو مسیحیوں کے بعض فرقوں کے ہاں اُلُوہیت کی تیسری اقسام ہیں اور جن کی کھلی ہوئی پرستش ان فرقوں میں ہوتی ہے اور بعض اُور فرقوں میں بھی ان کی نیم عبودانہ حیثیت مثل دیوی کے ہے۔۔۔

مُلاحِظہ ہو عنوان : مَرِّیہ

(سورۃ ہود : رکوع ۷)

(گھروالے)

⑥۹ اَهْلُ الْبَيْتِ

فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں : اے تم اللہ تعالیٰ کے نام میں تعجب کر رہی ہو۔ اے (نبی کے) گھر والو! تم پر (تو) رحمت (خصوصی اور برکتیں) (نازل ہی ہوتی رہتی ہیں۔) اصلاً مخاطب حضرت ابراہیم کی زوجہ اُولے حضرت سارہ رہی ہیں۔

(سورۃ الاحزاب : ۴۷) گھروالے

⑦۰ اَهْلُ الْبَيْتِ

ذَوِجِ النَّبِیِّ کے سلسلے میں : اللہ تعالیٰ تو بس یہی چاہتا ہے کہ اے (نبی کے) گھر والو! تم سے آلودگی کو دُور رکھے اور تم کو خوب نکھارے۔ سیاق میں کھلی ہوئی مُراد ازواجِ مطہرات سے ہے اور یہی معنی سلف سے منقول بھی ہیں۔

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ خَاصَّةً (ابن کثیر۔ عن ابن عباسؓ) اِمْرَاةً

بِأَهْلِ الْبَيْتِ نِسَاءِ النَّبِيِّ (معالم۔ عن ابن عباسؓ) نَزَلَتْ فِي

ملاحظہ ہوں عنوانات : بَعْضُ أَرْوَاحِهِ - نِسَاءُ النَّبِيِّ

(مَدِیْنِ وَلَی) (ظہ: ۲ - القصص: ۵)

④ اَہلِ مدین

(۷۱) **اہلِ مدین** پہلی جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہے کہ تم (کئی سال) مدین والوں کے درمیان رہے۔ دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ نہ آپ مدین والوں کے درمیان مقیم رہے کہ انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے۔

ملاحظہ ہو عنوان : اصحابِ مدین

نیز ملاحظہ ہو جغرافیہ قرآنی : عنوان : ہدایں

(الیوب) (النساء: ع ۲۲، انعام: ع ۱۰-۱۱، انبیاء: ع ۶-۷، ص: ع ۴)

﴿٢﴾ اَيُّوبُ

(۷) ایوب نام نامی پہلی جگہ دو ستر انبیائے کرام کے ساتھ میں آیا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ اور ایوبؑ اور۔۔۔۔۔ پرچی بھیجی تھی۔ دوسری جگہ بھی ذکر اسی طرح آیا ہے کہ اُور ابراہیمؑ کی نسل سے اور داؤد اور سلیمان اور ایوب۔۔۔۔۔ تیسری آیت میں یوں کہ : اور ایوبؑ کا ذکر کیجئے، جب اُنھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میں آزار میں مبتلا ہوں اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان، چوتھے مقام پر ہے کہ ! ہمارے بندہ ایوبؑ کا ذکر کیجئے، جب اُنہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے رنج و آزار پہنچایا ہے ۔

یہ (حضرت) ایوبؑ پیمبر اسرائیلی نہ تھے لیکن ابراہیمی و اسحاقی تھے، یعنی

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے پانچویں پشت میں تھے۔ حضرت اسحق کے بڑے صاحبزادے اور حضرت یعقوب کے بڑے بھائی عیص کی نسل سے، قیام سرزمین عوض (۷۵) میں تھا۔ عرب کے شمال و غرب میں اور فلسطین کی مشرقی سرحد سے متصل آپ کی عمر و آیات یہودیہ میں ۲۱۰ سال کی آئی ہے اور آپ کا زمانہ فرزندان یعقوب کی بمعصری کا تھا۔

آپ امیر کبیر اور بڑے صاحب ثروت تھے، عہد عشق میں ہے۔
 ”عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرنا اور بدی سے دُور رہتا تھا، اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، اس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں اور اس کے نوکر چاکر بہت تھے، ایسا کہ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا۔“ (ایوب : ۱۰۱، ۱۰۲)

اور پھر اُسی کتاب ایوب کے اسی باب اور ابواب مابعد میں آپ کی بدترین آزمائشوں اور اس کے بعد دوبارہ دنیوی نعمتوں سے سرفراز کرنے کا بھی ذکر ہے۔
 قرآن مجید میں اجمالاً صرف اتنا ذکر ہے کہ ان پر ایک سخت وقت آزمائش کا آیا اور مصائب نے اُن پر هجوم کیا لیکن وہ صبر و شکر ہی سے دم لیتے رہے، بالآخر انہیں حکم ملا کہ ایک ٹھنڈے پانی کے چشمہ میں غسل کریں، اس سے پیئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و رحمت میں ڈھانپ لیا۔ اور مصائب سے نجات دے کر انہیں فضل و عطا سے از سر نو مالا مال کر دیا، خاں ماں بربادی اور تنگدستی اور جسمانی بیماریاں سب دُور ہو گئیں اور وہ بڑے صابر و ساکر بندے نکلے، تفسیروں میں ان واقعات کی بڑی تفصیل آئی ہے۔

ب

(سُورَةُ النَّمْلِ : ع ۱۴)

(فلاں) انسان

﴿۴۳﴾ بَشَرٌ

بَشَرٌ مُّطْلَق انسان کو کہتے ہیں اور اس مفہوم میں یہ لفظ قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے، لیکن اس مقام پر اشارہ ایک متعین فرد کی جانب ہے ارشاد ہوا ہے کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں (فلاں) آدمی سکھایا جاتا ہے۔

عرب منکرین قرآن کے لئے یہ تو ممکن نہ تھا کہ قرآن سے غیر متاثر رہیں، متاثر تو بہر حال ہوتے، اور آخر میں جُزْ بُزْ ہو کر یہ کہنے لگتے کہ اتنا موثر کلام ان اُمّی کا تو ہو نہیں سکتا۔ یہ کوئی نہ کوئی سکھا پڑھا جاتا ہے اور جب اس کوئی نہ کوئی کی تلاش شروع ہوئی تو بوکھلاہٹ میں نام کبھی اس کا لے دیتے اور کبھی اُس کا۔ آخر اپنے نزدیک بڑی ریسرچ کر کے بولے، کہ یہ کام تو فلاں رومی نصرانی غلام کا ہے، یہ ابن الحضرمی کا غلام تھا اور انجیل وغیرہ سے واقف تھا۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی باتوں کو شروع ہی سے توجہ و دلچسپی سے سنتا تھا اور اسی لئے آپ بھی کبھی کبھی اس کی دوکان پر جا بیٹھتے تھے اس کا نام ابن ہشام نے جیسر لکھا ہے، شدتِ عناد میں انہیں اتنی موٹی بات بھی نہ سوچھی کہ ایک رومی کی زبانِ عربی اتنی فصیح و بلیغ ہو کیوں کر ہو سکتی ہے۔

(اپنی کسی بیوی سے) (اتحریم : ع ۱)

﴿۴۴﴾ بَعْضُ اَزْوَاجِہٖ

ملاحظہ ہو عنوان : اَزْوَاجِہٖ

(سُورَةُ الصَّفَّت : رکو ع ۶)

(بعل)

﴿۴۵﴾ بَعْلًا

لفظ بطورِ علم کے ایک ہی بار آیا ہے، حضرت ایسا بنی اپنی قوم والوں سے کہتے ہیں۔ کیا تم بعل کو پکارتے ہوئے ہو اور احسن الخالقین کو

کو چھوٹے ہوئے ہو،

بعل فینیقی قوم (PHONICIANS) کے سب سے بڑے دیوتا کا نام تھا، بعض کے نزدیک یہ سورج دیوتا کا مرادف تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے فرزند احمی اب (AHUB) نے جس کا عہد حکومت ۸۷۶ ق م تا ۵۳۹ ق م ہے، غیر قوموں سے بیویاں لانا شروع کیں، تو ان میں سے کوئی اپنے ہمراہ بعل پرستی بھی شاہی محل میں لے آئی اور یوں بعل پرستی اسرائیلی قوم میں آگئی، انبیاء اللہ اسرائیل نے اس نئے شرک کا مقابلہ پوری قوت سے کیا اور ان میں سے ممتاز نام الیاس نبی کا ہے، آپ کی قوم فلسطین کے غربی وسطی علاقہ سامره (SAMARIA) میں آباد تھی، اور وہیں بعل کی پوجا زور و شور سے جاری تھی،

توریت اور عہد عتیق کی دوسری کتابوں میں بعل پرستی کا ذکر بڑی کثرت سے آیا ہے، بائبل کے محققین نے لکھا ہے کہ بعل کے لفظی معنی "مالک" کے ہیں اور یہ نام کسی ایک متعین دیوتا کا نہ تھا، بلکہ ہر علاقہ کے مختلف بعل ہوا کرتے تھے، یہ اگر صحیح ہے تو اس سے قرآن مجید کے لفظ بعل کے صیغہ تنکیر کی معنویت پر پوری روشنی پڑ جاتی ہے

ملاحظہ ہو عنوان : الیاس

(میری بیٹیاں) (سورۃ ہود : ع ۷۷) (الحجر : ع ۵۷)

۷۶ بَنَاتِی | یہ لفظ دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ حضرت لوط علیہ السلام نبی کی زبان سے، پہلی جگہ وہ اپنی قوم کے بدکاروں کے مجمع کے سامنے کہتے ہیں کہ:

"اے میری قوم والو! یہ میری بیٹیاں (موجود) ہیں، یہ تمہارے حق میں پاکیزہ ہیں"

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں :-

"یہ میری بیٹیاں (موجود) ہیں، اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے"

حضرت لوط علیہ السلام کی صُلبی بیٹیاں حسب روایت توریت کل دو تھیں، جو شادی شدہ تھیں، اور ان کے متعلق توریت میں ایک گندہ قصہ درج ہے، قرآنی سیاق میں مُراد صُلبی بیٹیاں نہیں بلکہ اُمت کی عام عورتیں مُراد معلوم ہوتی ہیں، جو پیغمبر کے لئے بمنزلہ بیٹیوں ہی کے ہوتی ہیں، تابعین سے لے کر ساتویں آٹھویں صدی کے اکابر مفسرین تک نے یہی قول اختیار کیا ہے اور اس کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے ذکر صیغہ جمع میں کیا ہے صُلبی بیٹیاں اگر مُراد ہوتیں تو صیغہ تشبیہ ہونا تھا اور اس گفتگو سے جو مقصود حضرت لوط علیہ السلام کا تھا، وہ بھی کل دو بیٹیوں سے کسی طرح نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔

(بنی اسرائیل) (یونس : ۹۷)

④۷ بَنُو إِسْرَائِيلَ | اس خاص صیغہ کے ساتھ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے، فرعون اپنی عین غرقابی کے وقت کہتا ہے کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں بخیر اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے ہیں۔
ملاحظہ ہو عنوان : بنی اسرائیل، اولاد اسرائیل کے لئے۔
ملاحظہ ہو، عنوان : آل یعقوب

(بنی آدم) سورة الاعراف : ۳۷ (۳ بار) (۷۷)

④۸ بَنِي آدَمَ | پہلی آیت میں خطاب یوں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا۔ جو تمہارے پردہ ولے بدن کو چھپاتا ہے اور (موجب) زینت بھی ہے، معاً بعد دوسری آیت میں ہے کہ اے بنی آدم : نہ ہو کہ شیطان تمہیں کسی خرابی میں ڈال دے، جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا۔ تیسری آیت میں ہے کہ اے بنی آدم، ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ، پیو، لیکن اسراف سے کام نہ لو، اور چوتھی جگہ ہے کہ بنی آدم ! اگر تمہارے

پاس تمہیں میں سے رسول آئیں جو تم سے میرے احکام بیان کریں۔
 مُراد ساری نسل انسانی ہے، اسلام میں سارے انسانوں کی پیدائش خواہ وہ
 کسی نسل، کسی قوم، کسی ملک کے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی زوجہ حضرت
 حواء ہی سے مانی گئی ہے اور لفظ بنی آدم پوری نسل انسانی کی وحدت اور اس
 کے باہمی بھائی چائے پر دلالت کر رہا ہے۔

توریت میں نام کے ساتھ حضرت آدم کے تین لڑکوں کا ذکر ہے، قاث (قابیل)
 ہابیل (ہابیل) اور سیت (شیث) اور مطلق صورت میں ہے کہ اس سے بیٹے
 اور بیٹیاں پیدا ہوئیں (پیدائش: ۵: ۵)

(بنی اسرائیل)

④۹ بنی اسرائیل | سُورۃ البقرہ سے لے کر سُورۃ الصف

تک تقریباً چالیس (۴۰) بار یہ لفظ آیا ہے اکثر بصورت خطاب
 اسرائیل دوسرا نام حضرت یعقوب (ع) تا ۸۵۰ ق م کا ہے، آپ
 کے بارہ فرزندوں سے جو نسل آگے چلی، وہی بنی اسرائیل کہلائی اور اس کا مذہب
 یہودیت ہے۔ ایک مذہبی نسل کے اعتبار سے تاریخ میں اس کی عظیم الشان
 اہمیت ہے، توحید کے علمبردار یہ بحیثیت ایک قوم و نسل کے بھی ایک مدت تک
 دنیا میں رہی ہے اور سو دو سو سال تک نہیں، تقریباً دو ہزار سال تک اس نسل
 کے اندر انبیاء و مرسلین پیدا ہوتے رہے اور دنیوی عُروج بھی اسے صدیوں تک
 حاصل رہا۔ (حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام) جیسے عظیم الشان بادشاہ اور
 یوسف جیسے عظیم المرتبت وزیرِ سلطنت اسی قوم سے اُٹھے، قرآن مجید میں یہ لفظ
 جہاں بھی آیا ہے، مُراد حضرت یعقوب علیہ السلام کے صُلبی بیٹے نہیں، بلکہ
 نسل اسرائیل ہے۔

ظہورِ اسلام کے وقت یہ لوگ اپنے وطن شام (یا اگر اُسے محدو ذکر دیجیئے
تو فلسطین) سے نکل کر ایک طرف عراق اور دوسری طرف مصر وغیرہ اطرافِ شام
میں پھیل چکے تھے اور اُن کے بعض قبیلے حجاز میں آ بسے تھے، خصوصاً شہرِ یثرب
(جس کا نام، ہجرتِ نبوی کے بعد مدینۃ النبی پڑا) کے حوالی میں یہ لوگ مالدار تھے،
ساہوکار تھے اور تجارت کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ سحر، کہانت اور عملیات،
وغیرہ میں ممتاز تھے، مشرکینِ عرب ان کے علم و فضل کے قائل تھے۔ اُن کی تہذیب
و تمدن سے متاثر تھے اور مالی و معاشی معاملات میں بھی انہیں حاجت روا سمجھتے
تھے۔

قرآن مجید نے بار بار ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات خصوصی کا ذکر کیا ہے اور تکرار
کے ساتھ ان کی افضلیت کی صراحت کی ہے اور مشرکین کو بار بار ان کی طرف
رجوع کرنے کی ہدایت کی ہے، ساتھ ہی قرآن مجید نے ان کی بد اعمالی اور زبوں حالی،
بد دیانتی، حرام خوری، بد عہدی، مُسلم آزاری، سنگدلی، پیغمبر کُشی اور پیغمبر آزاری کی
پردہ دری بھی شد و مد سے کی ہے۔

(اپنے بیٹوں کو) اپنے بیٹیوں (سے)

(البقرة : رکوع ۱۲) (دوبار)

۸۰) بَنِيهِ

لفظ دو جگہ پاس ہی پاس آیا ہے، پہلی جگہ : اور اسی (توحید) کا حکم کر کے
ابراہیمؑ اپنے بیٹیوں کو اور یعقوب کو بھی۔ دوسری جگہ حضرت یعقوبؑ کے ذکر
کے بعد کہ : جب انہوں نے اپنے بیٹیوں سے پوچھا کہ تم کس کی پرستش کرو گے
میرے بعد۔

فرزندانِ ابراہیمؑ کے لئے ملاحظہ ہو عنوان : 'ال ابراہیم'

فرزندانِ یعقوبؑ کے لئے ملاحظہ ہو عنوان : 'ال یعقوب'

ت

(قوم بتع) (الدخان : ۴ع) ق : ۲ع

تُبَّعَ

(۸۱)

پہلی جگہ ہے کہ آیا یہ لوگ (یعنی قریش) بڑھ کر ہیں یا بتع والے، دوسری جگہ : مکذَّب اُمتوں کے ذکر میں ہے کہ ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط والے اور اہل ایکہ اور قوم بتع، سب تکذیب پیغمبروں کی کرچکے تھے۔

پچھلی تالیف میں جنوب عرب کی سلطنت مین کے بادشاہوں کے ایک خاندان کا لقب بتع ہوا ہے، جس طرح ملوک و سلاطین، مصر کے ایک خاندان کا لقب فرعون تھا، یہ خاندان اپنے وقت کے عظیم الشان و جلیل القدر فرمانرواؤں کا تھا اور ان کے حدود سلطنت علاوہ حمیر، حضرموت اور علاقہ سبا کے شمال میں شمالی عرب تک اور مغرب میں افریقہ تک وسیع تھے، اس خاندان میں سے فرمانروائی تقریباً دھائی سو سال تک رہی، ان کے زمانے کا تخمینہ ظہور اسلام سے سات آٹھ صدیوں قبل کا کیا گیا ہے۔

مؤرخ ابن حبیب نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جس بتع کا ذکر آیا ہے اس کا نام زید بن میال تھا اور ابن ہشام میں ہے کہ اس نے مدینہ منورہ سے یمن تک سڑک بنوا دی تھی، جب مشرق سے مدینہ تک آیا تھا اور اُسی سڑک سے اپنے وطن کو آنا جانا تھا، عرب، بتع کی عظمت، جلالت سے واقف ہی نہ تھے، بلکہ اُن کے ہاں یہ بطور ضرب المثل مشہور و زبان زد تھی۔

ث

(الاعراف : رکوع ۱) (التوبة : رکوع ۹)

ثَمُودَ

(۸۲)

(ہود: رکوع ۶) (۳ بار) (ہود: ع ۸) بنی اسرائیل: ع ۷ (الفرقان: ع ۴)
 (الشعراء: ع ۴) النمل: رکوع ۲ (عنکبوت: ع ۴) (ص: ع ۱)
 (المؤمن: ع ۴) (الحَمَّ السَّجْدَہ: ع ۲) (دوبار) (ق: ع ۱) (الذاریات: ع ۲)
 (والنجم: ع ۳) (والقمر: ع ۲) (الحاقة: ع ۱) (دوبار) (الفجر: ع ۱) (الشمس: ع ۱)
 ذکر کل ۲۳ بار آیا ہے، پہلی باریوں کہ:

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالحؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔
 دوسری باریوں کہ:-

کیا ان (اہل عرب) کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے قبل موچکے ہیں
 تیسری مرتبہ یوں کہ:

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالحؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا
 چوتھی اور پانچویں باریوں کہ:-

خوب سُن لو کہ قوم ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا، خوب سُن لو کہ قوم
 ثمود کو دُوری نصیب ہوئی
 چھٹی آیت میں یوں کہ:-

خوب سُن لو کہ مدین کو دُوری ہوئی جیسی دُوری کہ ثمود کو ہو چکی تھی
 ساتویں آیت میں یوں کہ:-

اور ہم نے ثمود کو اُونٹنی دی تھی، ذریعہٴ بصیرت کے طور پر، اُنھوں نے
 بڑا ظلم اس کے ساتھ کیا۔

اُنھویں مرتبہ یوں کہ:

(ہم نے ہلاک کیا اسی طرح) عاد اور ثمود اور اصحابِ رَس کو
 نویں آیت میں یوں کہ:-

اور قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا،

دسویں بار یوں کہ :-

اور ہم نے ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالحؑ کو بھیجا گیا،

گیارہویں مرتبہ یوں کہ :-

اور عاد و ثمود کو (بھی ہم نے ہلاک کیا) اور یہ تم پر ان کے مکُنوں سے

ظاہر ہو چکا ہے،

بارہویں آیت میں یوں کہ :-

اور ثمود اور قوم لوط اور اصحابِ ایکہ نے بھی (تکذیب کی تھی۔

تیرہویں مرتبہ یوں کہ :-

مجھے تمھارے لئے دوسری اُمتوں کے سے روزِ بد کا اندیشہ ہے

جیسا کہ قوم نوح و قوم عاد و قوم ثمود اور اسکے بعد والوں کا حال ہوا تھا،

چودھویں آیت میں یوں کہ :-

آپ کہہ دیجیئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفتِ عاد

و ثمود پر آتی تھی،

پندرہویں مرتبہ یوں کہ :-

اور جو ثمود ولے تھے ہم نے انہیں راہِ ہدایت دکھائی مگر انہوں نے

ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو پسند کیا،

سولہویں مرتبہ یوں کہ :-

ان لوگوں کے قبل قوم نوح اور اصحابِ رس اور قوم ثمود

سب تکذیب پیغمبروں کی کر چکے ہیں،

سترہویں آیت میں یوں کہ :-

اور ثمود کے قصہ میں (بھی عبرت ہے) جبکہ اُن سے کہا گیا کہ چند روز اُو
پھین کر لو ۛ

اٹھارویں مرتبہ یوں کہ :-

”اور (وہ وہی ہے کہ) اُس نے ثمود کو بھی باقی نہیں چھوڑا“

انیسویں آیت میں یوں کہ :-

”ثمود نے جھٹلایا ڈرانے والوں کو“

بیسویں اور اکیسویں مرتبہ یوں ہے کہ :-

”ثمود اور عاد نے تکذیب کی (اس) کھڑکھڑانے والوں کی۔ سو ثمود تو

ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے“

بائیسویں مرتبہ یوں کہ :-

”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے (ثمود والوں کے

ساتھ (کیا کیا) جو دایلوں میں پتھروں کو تراشتے تھے“

تیسویں باریوں کہ :-

”قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی بناء پر تکذیب کی“

ثمود نامی ایک مشہور سامی قوم عرب قدیم میں گزری ہے، بڑی پُر قوت

وشوکت، اصل نام قوم کے مورث اعلیٰ کا تھا، اور اسی کے نام پر اس وقت کے

دستور کے مطابق قوم کا نام بھی پر گیا، شجرہ نسب جو زیادہ مشہور ہے، یہ ہے -

ثمود بن حشر بن ارم بن سام بن نوح - سلطنت عرب کے شمالی و مغربی حصہ میں قائم

تھی۔ دار الحکومت کا نام اکحجر تھا، اب اُسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ تعمیری انجینیئر

اور سنگ تراشی اس قوم کے نمایاں جوہر ہے ہیں

ملاحظہ ہو عنوان : صالح

ج

(سُورَةُ الْبَقَرَةِ : رُكُوع ۲۳ (تین بار) جالوت | ۸۳ جالوت

نام تینوں بار ایک ہی سیاق و سلسلہ بیان میں آیا ہے۔
اسرائیلی اپنے غنیم کی فوج کو کثرت و شوکت کو دیکھ کر بولے، آج ہم میں جالوت
اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کی سکت نہیں۔

دوسری آیت میں نام یوں آیا ہے۔
”جب وہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکروں کے مُقابل آتے“
تیسری جگہ یہ ہے :-

”کہ داؤد نے جالوت کو ہلاک کر دیا“

فلسطینی فوج کا نامور سردار جالوت بڑے تن و توش کا پہلوان تھا، انسان
کا بے کو تھا، پورا دیو زاد تھا۔ (عہد عتیق) (سموئیل : ۱۷ : ۴ وغیرہ) میں اس کا ذکر
تفصیل سے آیا ہے، ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قد دس فٹ
کا تھا اور بجز چہرہ کے سر سے پیر تک آہن پوش رہتا تھا، تنہا اس کی سپر کا
وزن تین مَن کا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام جو آگے چل کر نبوت سے بھی سرفراز ہوتے، طالوت
کی فوج میں بطور ایک نو عمر سپاہی کے شامل تھے، آپ نے فلاخن سے
ایک پتھر تاک کر اسے مارا کہ وہ اس کی بیشیانی پر پڑا، اور وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔
طالوت کا سال وفات ۱۲۰۱ ق م ہے، یہ جنگ سنہ سے چند سال
قبل ہوئی تھی،

(سُورَةُ الْبَقَرَةِ : ع ۱۲ (۲ بار) التَّحْمِيم : ع ۱) | جِبْرِئِيل | ۸۴

پہلی جگہ ہے، کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبریل کا مخالف ہے تو انہیں نے تو اس (قرآن) کو آپ کے قلب پر اتارا ہے۔ دوسری آیت میں اسی سے متصل ہے جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں یا اس کے پیغمبروں کا یا جبریل اور میکائیل کا، تو اللہ (بھی) بالیقین مخالف ہے (ایسے) کافروں کا۔ اور تیسری جگہ رسول اللہ کے تذکرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اُن کا دوست ہے اور جبریل اور صالح مومن بھی۔

جبریلؑ، اسلامی اصطلاح میں، نام ایک فرشتہ اعظم ہے اور فرشتے معلوم ہو چکا ہے کہ نوری مخلوق ہوتے ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام کے سپرد ایک اہم ترین خدمت انبیاء کرام علیہم السلام تک وحی الہی کے پہنچانے کی رہتی تھی، انہیں کے دو کے نام روح الامین اور روح القدس ہیں اور بعض نے مطلق الرمز سے بھی اشارہ انہیں کی جانب سمجھا ہے۔ قرآن مجید میں ان کا صفاتی ذکر بھی آیا ہے مثلاً ذِی قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٌ ثَوَّامٍ (تکویر) یا عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى (النجم) حدیث میں ان کے جلالت قدر اور قوت و شوکت کی بہت ساری تفصیلات ملتی اور یہ بھی آیا ہے کہ ان کے پر ۶۰۰ ہیں۔ یہود و جود ملائکہ کے قاتل ہیں بلکہ خود حضرت جبرائیلؑ کو بھی ایک فرشتہ اعظم مانتے ہیں، لیکن اپنی نادانی سے خیال یہ جما لیا ہے کہ وہ فرشتہ عذاب و ہلاکت ہیں، چنانچہ عہد عتیق میں ذکر مکرر ایک ایسے فرشتے کا آیا ہے جو لوگوں کو مارتا تھا (۲: سموئیل ۲۳: ۱۶: ۱۷) اور اجارہ یہود نے بھی شرح یہی لکھی ہے کہ مراد حضرت جبریلؑ ہیں، مسیحی عقیدہ حضرت جبرائیلؑ سے متعلق اسلامی عقیدہ سے قریب تر ہے۔ (انجیل: لوقا: ۱ - ۱۹ - ۲۶) میں دو جگہ اُن کا ذکر اس طرح ہے کہ حضرت زکریا اور حضرت مریم (علیہم السلام) دونوں کو اولاد کی بشارت دینے

کے لئے یہی آتے تھے۔

ح

لکڑی اٹھانے والی۔ (سورة اللہب)
 ۸۵ ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (ملاحظہ ہوں عنوانات : ابی لہب : وامرأتہ)

حواریوں / حواریین
 ۸۶ ﴿حَوَارِیُّوْنَ حَوَارِیِّیْنَ﴾ (سورة آل عمران : رکوع ۵) (سورة المائدہ : رکوع ۱۵) ۲۱
 سورة الصف : رکوع ۲ (دوبار)

پہلی آیت میں ہے کہ جب مسیح نے کہا کہ میرا مددگار کون ہوگا تو حواری بولے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔

اور دوسری جگہ یہ یاد دلایا ہے کہ : جب میں نے حواریوں کو ایسا کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں۔

اور تیسری بار اسی سے بالکل متصل ہے کہ : جب حواریوں نے کہا کہ اے

عیسیٰ ابن مریم

چوتھی اور پانچویں جگہ ہے کہ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ میرا کون مددگار ہوگا اللہ کے لئے، حواری بولے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔

حواری کے لفظی معنی کپڑا دھو کر اُسے اُجلا کرنے والے کے ہیں۔

۱۰ اصل الحور فی اللغة البیاض و حورت الثیاب بیضتها (قریبی)

حضرت مسیحؑ کے ابتدائی مُريد چونکہ عموماً دریا کے کنارے کام کرنے والے

ماہی گیر تھے، اس لئے آپ کے کل رفیقوں، شاگردوں کے لئے بھی یہی نام پڑ گیا، اور اس کے مجازی معنی مطلق مخلص مددگار کے قرار پا گئے، چنانچہ حدیث

میں حضرت زبیرؓ کے لئے بھی حواری رسول کا لفظ آیا ہے۔
 قرآن نے اسے مسیحؑ کے صحابیوں کے لئے مخصوص رکھا ہے۔
 مسیح کے بارہ حواری تو مشہور ہیں لیکن بعض مسیحی نوشتوں میں ان کی تعداد
 ۷۰ یا ۷۲ بھی لکھی ہے۔ بارہ مشہور حواریوں کے نام انجیل، متی (۱۰، ۲، ۴) میں درج
 ہیں۔

د

(داؤد) (البقرة : ع ۳۲) النساء : ع ۲۲) المائدة : ع ۱۱

⑧ داؤد الانعام : ع ۱۰ (بنی اسرائیل : ع ۶) الانبیاء : ع ۶ (دوبارہ)

النمل : ع ۲ (دوبارہ) سباء : ع ۲ (دوبارہ) ص : ع ۲ (۳ بار) (چار بار)

ذکر ۱۶ بار آیا ہے، پہلی باریوں کہ :-

داؤد نے جالوت کو ہلاک کر ڈالا اور اللہ نے ان کو بادشاہی اور دانائی
 عطا کی اور جو کچھ چاہا اُن کو سکھا دیا۔
 دوسری آیت میں یہ ہے کہ :-

”ہم نے داؤدؑ کو ایک صحیفہ عنایت کیا۔“
 تیسری آیت میں یہ کہ :-

”جن لوگوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر اختیار کیا اُن پر لعنت ہوئی
 داؤدؑ اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے۔“
 چوتھی جگہ یوں کہ :-

”اور نوحؑ کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں اور اُن کی نسل
 میں سے داؤد اور سلیمانؑ اور ۔۔۔۔۔ کو۔“

پانچویں آیت میں یوں کہ :-
 "کہ ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو ایک صحیفہ عطا کیا"
 چھٹی باریوں کہ :-
 "اور داؤد اور سلیمان کا بھی (ذکر کیجئے) جب وہ کھیت کے باغ
 میں فیصلہ کر رہے تھے"
 اور ساتویں آیت میں یوں کہ :-
 "کہ ہم نے داؤد کے تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو وہ اور پرندے تسبیح
 کرتے رہتے تھے"
 اور آٹھویں آیت میں یوں کہ :-
 "اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو ایک خاص علم عطا فرمایا"
 اور نویں باریوں کہ :-
 "اور سلیمان جانشین ہوتے داؤد کے"
 اور دسویں باریوں کہ :-
 "اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے ایک (بڑی) فضیلت دی تھی"
 اور گیارہویں باریہ حکم کہ :-
 "اے داؤد کے خاندان والو! تم شکریہ میں نیک کام کرتے رہو"
 اور بارہویں باریوں کہ :-
 "اور ہمارے بندے داؤد بڑی قوت والے کو یاد کیجئے وہ بڑے رجوع
 کرنے والے تھے"
 اور تیرھویں جگہ یوں کہ :-
 "آپ کو ان اہلِ مقدمہ کی بھی خبر پہنچی ہے، جب وہ دیوار پھانڈ کر حجرہ میں

داؤدؑ کے پاس آگئے اور آپ اُن سے گھبرا گئے “
چودھویں مرتبہ یوں کہ :-

اور داؤدؑ کو خیال ہوا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے تو انہوں نے اپنے
پروردگار کے سامنے توبہ کی اور وہ جھک پڑے “
اور پندرہویں مرتبہ یوں کہ :-

”اے داؤدؑ! ہم نے زمین پر آپ کو خلیفہ بنایا ہے تو آپ لوگوں
کے درمیان انصاف کرتے رہیے “
اور سولہویں باریوں کہ :-

”ہم نے داؤدؑ کو سلیمان عطا کیا “

یہ حضرت داؤد بن سبی بن عدید (ؑ) تا ۹۶۲ ق م اسرائیلی سلسلہ کے ایک
ممتاز پیغمبر برحقؑ گزرے ہیں جو نبوت کے ساتھ ساتھ دنیوی حکومت و سلطنت سے
بھی سرفراز تھے۔

پھر طالوت (نسل اسرائیلی کے فرمانروا) کی فوج میں ایک نوجوان سپاہی
کی حیثیت سے شریک ہوئے اور داؤد شجاعت غیر معمولی حد تک دی، پھر طالوت
کے داماد ہوتے، پھر جب طالوت مع اپنے فرزند کے میدان جنگ میں کام
آگئے تو قبیلہ یہود انے آپ ہی کو اپنا بادشاہ منتخب کیا اور دو سال کی کشمکش
کے بعد باقی اسرائیلی قبیلوں نے بھی آپ پر اتفاق کر لیا۔ سات سال تک آپ نے
اپنا پایہ تخت ہبرون (موجودہ الخلیل) رکھا۔ اس کے بعد یروشلم کو دشمنوں کے قبضہ
سے نکال کر اسے اپنا دار الحکومت بنایا، اپنے گرد و پیش کے حکمرانوں کو مستخرد
مغلوب کیا، اور اپنے حدود سلطنت کو خوب وسیع کیا، آپ کا عہد حکومت تاریخ
اسرائیل میں فتوحات ملکی اور حسن انتظام کے لئے یادگار ہے۔

آپ صنعت زرہ سازی سے واقف تھے اور آپ کی آوازیں وہ درد اثر
تھا کہ پرندے تک اس سے متاثر ہو جاتے، قوم اسرائیل کو آپ کی ذات پر ناز ہے
اور اپنے ہاں یہ لوگ آپ کو بطور نمونہ با مثال کے پیش کرتے رہے ہیں،

ذ

⑧۸ ذَا الْقَرْنَيْنِ | ذَا الْقَرْنَيْنِ
(سُورَةُ الْكَهْفِ : رُكُوع ۱۱) تین بار

نام تین جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ ہے کہ :-
لوگ آپ سے ذوالقرنین کی بابت دریافت کرتے ہیں :-
دوسری جگہ یہ ہے کہ :-
"ہم نے کہا اے ذوالقرنین تم چاہو تو انہیں سزا دو اور چاہو تو ان کے
ساتھ نرمی اختیار کرو،"
اور تیسری جگہ یوں ہے کہ :-
کہ وہ لوگ بولے کہ اے ذوالقرنین یا جوج و ماجوج ملک میں بڑا فساد
مچاتے رہتے ہیں۔"

نام انہیں تین مقامات پر آیا ہے، باقی قصہ ذوالقرنین سے پورا رکوع بھر ہوا
ہے۔ خصوصاً اس کی کشور کشائیوں کے قصہ سے، سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے قریش نے کیا تھا، یہود کے سکھانے پڑھانے سے۔

ذوالقرنین کے لفظی معنی "دو سینگ والے" کے ہیں۔ ایک اور معنی قوت
کے بھی ہیں، مجازی معنی اور بھی کئے گئے ہیں، محاورہ یہود میں یہ علامت شوکت
واقفہ کی تھی، چنانچہ توریت اور ہدایت کے دو کتب صحیفوں میں بھی لفظ اسی

موقع پر آیا ہے۔ (مثلاً استثناء: ۲۳، ۱۲، ۱۱۷)۔ سموئیل: ۲، حزقی ایل: ۲۹: ۲۱) سیاق قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین، قرآن کے مخاطبین اول یعنی اہل عرب کے لئے کوئی جانی پہچانی ہوتی شخصیت تھی۔ اب اہل عرب اس نام کی چار شخصیتوں سے مانوس تھے۔

۱۔ ایک پُر قوت بادشاہ الصعب بن قرین بن اہمال، یمن کے ملوک حمیر میں گزرا ہے اور عرب کے مؤرخین خیال ہے کہ یہی قرآنی ذوالقرنین ہے۔

۲۔ سرحد ایران و عرب کے ملک حیرہ کا ایک فرماں روا، خاندان نجمیہ کا منذر بن امرؤ القیس معروف بہ منذرُ الاکبر گزرا ہے، اسے بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی پیشانی کے دونوں طرف گھونگروالے کاکل تھے، لیکن ان دونوں کو عرب سے باہر کوئی نہیں جانتا۔

۳۔ عام شہرت اس لقب کے ساتھ مشہور کشور کشا سکندر مقدونی یونانی سے ۳۵۶ ق م تا ۳۲۳ ق م کی ہے اور مفسرین کا بڑا گروہ اسی کو ذوالقرنین قرآنی سمجھا ہے۔

وجہ القطع بات المُرَاد بِذِی الْقَرْنَيْنِ الْاسْكَندَرُ بْنُ فِيلَقُوسُ الْيُونَانِي (کبیر) اور آئمہ لغت نے اسے بطور ایک مسلم حقیقت کے نقل کیا ہے اور سکندر یونانی کا فاتح شرق و غرب ہونا ظاہر ہے۔

۴۔ ایک اور مصداق اس لقب کا ایرانی شہنشاہ و فاتح خورس (متوفی ۵۳۹ ق م) بھی سمجھا گیا ہے۔ سائرس اور کیخسرو اسی کے نام کے مختلف تلفظ ہیں، اہل تحقیق کا ایک گروہ اس شخصیت کے بھی حق میں ہے۔ یہ فارس اور میڈیا دونوں ملکوں کا متفقہ بادشاہ تھا، اور سکندر کی طرح یہ بھی ایک مشہور فاتح و کشور گشا ہوا ہے۔ سکندر مقدونی کے ذوالقرنین قرار دینے کے حق میں جو رکاوٹ پیش آرہی

ہے، وہ یہ کہ سکندر کے موحد ہونے کی کوئی واضح شہادت نہیں ملتی، زیادہ سے زیادہ روایت اس کی ملتی ہے کہ وہ عام مشرک سلاطین کے برخلاف وقت کے دین توحید یعنی یہودیت کا ہمدرد تھا۔

(الانبیاء : ۶۷) ذوالکفل

⑧۹ ذوالکفل نام ایک ہی جگہ آیا ہے اور دوسرا نبیاء پر عطف کر کے : اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل کا (آپ تذکرہ کیجیے) یہ سب صابروں میں سے تھے۔

اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ آپ نبی تھے اور صفت، صابر سے یہ نکلتا ہے کہ مخالف حالات آپ کو خاص طور پر پیش آئے اور آپ ان میں ثابت قدم رہے قرآن مجید اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا ہے، مفسرین کے ہاں اقوال مختلف ملتے ہیں، کسی نے کہا کہ آپ یوشع تھے، کسی نے کہا کہ آپ ایسا تھے اور کسی نے کہا کہ آپ زکریا تھے۔ وَقَسْ عَلٰی هٰذَا

ترجمہ قول یہ ہے کہ آپ ایک اسرائیلی نبی تھے اور عہد عتیق میں آپ کا نام حزقی ایل نبی آیا ہے۔ آپ کا تعارف صحیفہ حزقی ایل کی ابتدائی آیتوں میں ہوا ہے اور پھر پوری کتاب میں آپ کے متعلق معلومات متفرق و منتشر ملتے ہیں۔

کچھ اس کتاب سے اور کچھ دوسرے اسرائیلی نوشتوں سے آپ کے حالات حسب ذیل فراہم ہو سکے ہیں۔

۱۔ آپ کا وطن کالڈیا یا عراق تھا۔

۲۔ آپ بزرگ زادہ تو بہر حال تھے اور عجیب نہیں کہ یہ نبی زادہ ہوں، آپ

کے والد کا نام یوزی تھا، جو ایک قول کے مطابق یَرْمِیَاہ نبی کا دوسرا

نام تھا۔

۳ سکونت تل ابیب میں تھی

۴۔ شادی شدہ تھے۔

۵۔ اسرائیلی حساب سے نبوت سرفراز ۵۹۲ ق م میں ہوئے۔

۶۔ تربیت شام کے شہر نابلس کے قریہ کفل میں پائی ہے۔

۷۔ مزار بیرنمرد کے قریب قریہ کفل میں ہے۔

۸۔ دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو کر وفات پائی۔

ذوالنون، مچھلی والے (الانبیاء ۶۷)

⑨ ذالنون | ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے اور ذوالنون کا بھی ذکر کیجیے، جبکہ وہ خفا ہو کر چلے گئے۔

آگے قصہ باضافہ توضیحات تفسیری یہ مذکور ہے کہ ----- ناخوش ہو کر اپنے مستقر کو چھوڑ کر چلے گئے اور اس خیال میں رہے کہ بلا انتظار وحی اس طرح چلے جانے پر کوئی گرفت اُن پر نہ ہوگی، پھر انھوں نے تاریکی و تاریکی سے پکار کر مناجات کی، کہ اے اللہ! سوا تیرے کوئی معبود نہیں اور تو ہی ہر عیب سے پاک ہے، بے شک میں ہی قصور وار ہوں۔ بس اللہ نے اُن کی سُن لی اور انہیں غم سے نجات دے دی جیسا کہ وہ اہل ایمان کو نجات دیتا ہی رہتا ہے۔

لقب حضرت یونس (علیہ السلام) نبی کا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : یونس : صَاحِبِ الْحَوْتِ



(ایک مرد مسلمان) (سُورَةُ الْمُؤْمِنِ : رکوع ۴)

⑨ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ | ذکریوں آیا ہے کہ : ایک مرد مؤمن نے جو فرعون

والوں میں سے تھے اور اپنا ایمان چھپاتے ہوئے تھے، یوں کہا کہ کیا تم ایسے شخص کو اس پر ہلاک کر دو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ الخ
اور آگے ایک لمبی گفتگو فرعون کے قاتل کرنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تائید و نصرت میں درج ہوتی ہے۔

قرآن مجید سے اتنا تو معلوم ہی ہو گیا کہ یہ شخص تھا فرعون یوں ہی میں سے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خفیہ ایمان لے آیا تھا، اس سے زیادہ اُس کی شخصیت کی تصریح نہ قرآن مجید میں ملتی ہے نہ تاریخ کی کتابوں میں۔

توریت سے بالاجمال اس کی تائید ہوتی ہے کہ کچھ لوگ فرعون یوں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے، صحیفہ خروج میں ہے :-

"فرعون کے نوکروں میں ہر ایک جو خداوند کریم کے کلام سے ڈرتا تھا۔
اپنے نوکروں اور اپنے مویشی کو گھروں میں بھگا لے آیا" (۹ : ۲)

رسول و نبی اُمّی
(سُورَةُ الْأَعْرَافِ بِرُكُوعِ ۱۹)

⑨۲ (ال) رَسُولُ لِنَبِيِّ الْأُمِّيِّ

مؤمنین کی شان میں ہے کہ :-

"جو لوگ اس اُمّی رسول و نبی کی پیروی کرتے ہیں جیسے وہ لکھا ہوا پالتے
ہیں توریت اور انجیل میں" الخ

صاف اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کا ذکر کئی سطروں تک چلا گیا ہے۔

اُمّی کے کھلے ہوئے معنی ناخواندہ کے ہیں، جیسا کہ آپ تھے بھی۔ دوسری مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ اہل کتاب کی دونوں قوموں سے باہر تھے۔

الرَّسُولُ النَّبِيُّ اس لئے کہ آپ میں رسالت، نبوت دونوں کی شانیں کامل طور پر جمع

تھیں، ملاحظہ ہوں، عنوانات : احمد، محمد

وہ رسول جو میرے بعد آئیں گے۔

(سورة الصف : رکوع ۱)

⑨۳ رَسُوْلٌ يَّآتِيْ مِنْ بَعْدِيْ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ :-

انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہاری طرف رسول (ہو کر آیا) ہوں

تصدیق کرنے والا توریت کی جو مجھ سے قبل سے ہے اور بشارت دینے

والا ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا۔

صاف اشارہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب ہے جو حضرت مسیح سے

ساڑھے پانچ سو سال بعد دنیا میں تشریف لاتے اور دونوں کے درمیان کوئی اور پیغمبر

نہیں آیا، انجیل کی پیشین گوئیوں میں جو نام آیا ہے اس کا مرادف احمد ہی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : احمد

(رُوحُ الْاٰمِيْنَ) امانت دار فرشتہ

(سورة الشعراء : ع ۱۱)

⑨۴ رُوحُ الْاٰمِيْنَ

قرآن مجید ہی سے متعلق آیا ہے کہ :-

”بے شک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اُتارا ہوا ہے، اسے رُوحُ الْاٰمِيْنَ

نے آپ کے قلب پر اُتارا ہے۔“

لفظی معنی امانت دار فرشتے کے ہیں، اس سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام

ہیں اور اس پر سلف کا اتفاق ہے۔ وَهٰذَا اٰمَالُ الْاَنْزَاعِ فِيْهِ (ابن کثیر)

وصف امانت کو یہاں ممتاز کرنے سے اشارہ غالباً اس طرف ہو کہ اُن کا لایا

ہوا پیام قطعاً اور تمام تر محفوظ ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : جبرائیل و رُوحُ الْقُدُس ۔

⑨۵ رُوحُ الْقُدُس (سُورَةُ الْبَقَرَةِ : ع ۱۱ - ۲۲ع) (سُورَةُ الْمَائِدَةِ : رُكُوع ۵) (النمل : ۱۴ع)

پہلی جگہ یہ ہے کہ :-

”ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روٹن نشانات عطا کئے اور ہم نے اُن کی تائید

رُوحُ الْقُدُس کے ذریعے سے کی“

دوسری جگہ بھی اسی مضمون کا اعادہ ہے اور تیسری جگہ قیامت کے ایک منظر کا

بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ سے کہا جائے گا، کہ وہ وقت یاد کرو، جب میں نے تمہاری تائید رُوحُ الْقُدُس سے کی تھی، چوتھی آیت میں رُسُولُ اللہ ﷺ سے خطاب ہے کہ :-

”آپ کہہ دیجیے : کہ اُسے رُوحُ الْقُدُس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے

حکمت کے موافق اُتارا ہے“

رُوحُ الْقُدُس اسلامی اصطلاح میں مشہور و ممتاز و مقرب فرشتے حضرت جبریل

(علیہ السلام) کو کہتے ہیں۔ یہی اصطلاح اس سے بالکل الگ ہے، وہاں اس لفظ سے

مُرَاد اُلُوہیت کے اقنوم ثالث سے ہوتی ہے۔ حضرت مسیح ؑ کی پیدائش چونکہ کسی

مصلحت تکوینی کے ماتحت غالباً مَسْ لُکُوتی سے ہوتی تھی، اس لئے کیا عجب جو آپ

کو مناسبت عالم ملائکہ سے رہی ہو اور اسی نسبت سے استفاضہ بھی ملائکہ سے زیادہ رہتا؟

ملاحظہ ہوں عنوانات : جبریل : رُوحُ الْاٰمِیْن

(رُوم والے) (سُورَةُ الرُّومِ : رُكُوع ۱)

⑨۶ (ال) رُوم

لفظ رُوم سے مُرَاد اہل رُوم لی گئی ہے اور ذکریوں آیا

ہے کہ : اہل رُوم ایک قریبی زمین میں مغلوب ہو گئے ہیں لیکن اپنی مغلوبیت کے چنڈ

ہی سال کے اندر غالب آجائیں گے ۔

جس زمانے کا ذکر ہے، دنیا میں بڑی سلطنتیں دو ہی تھیں، مشرق میں ایران اور مغرب میں روم اور دونوں کے درمیان آویزش اکثر رہا کرتی، ۶۱۲ء، ۶۱۵ء یا ۶۱۶ء میں ایک زبردست جنگ کے بعد شکست رومیوں کو ہوئی تھی، اس کے چند ہی سال کے اندر جبکہ ظاہراً کوئی صورت سلطنت روم کے سنبھلنے کی نہ تھی۔ رومیوں نے از سر نو منظم ہو کر ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور ان کا بالکل ہی زور توڑ دیا۔

الروم سے مراد رومن ایمپائر کا وہ مشرقی حصہ ہے جو ۳۹۸ء میں اس سے کٹ کر خود ایک مستقل سلطنت بن گیا تھا، اس کا پایہ تخت استنبول یا قسطنطنیہ تھا، اسی کو بازنطینی حکومت بھی کہتے تھے اور ایک کا ایک قدیم نام جدید رومہ بھی تھا شام فلسطین اور ایشیائے کوچک کے سب علاقے اس میں شامل تھے، اور ملک کافران روا اس وقت قیصر پر قل تھا۔

ز

ذکریا (سورۃ آل عمران : رکوع ۴) تین بار

(سورۃ الانعام : رکوع ۱۰) مریم : ع ۱ (۲ بار) سورۃ الانبیاء : ع ۵

⑨۴ ذَکَرِیَّا

پہلی اور دوسری جگہ نام حضرت مریم علیہ السلام کے سلسلے میں یوں آیا ہے کہ ”ذکریا کو (اللہ نے) ان کا سر پرست بنا دیا، جب کبھی ذکریا ان کے پاس حجرہ میں آتے تو ان کے پاس کوئی چیز کھانے (پینے) کی پاتے“ تیسری جگہ اسی سلسلہ یوں کہ :-

”بس ذکریا (علیہ السلام) وہیں دعا کرنے لگے“

چوتھی مرتبہ یوں کہ دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف کر کے :-

”ہم نے ہدایت دی کہ ذکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور ایساؑ کو“

پانچویں مرتبہ یوں کہ :-
 ”یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی رحمت فرمائی اپنے بندہ زکریا پر“
 چھٹی جگہ یوں کہ :-

”اے زکریا! ہم تم کو بشارت دیتے ہیں ایک فرزند یحییٰ نامی کی“
 اور ساتویں جگہ یوں کہ :-

”اور زکریا (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے جیکہ انھوں نے اپنے پروردگار کو
 پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھے لاوارث مت رکھ اور بہترین وارث
 تو تو خود ہی ہے“

یہ حضرت زکریا علیہ السلام آخری دور کے اسرائیلی انبیاء میں سے تھے۔
 قرآن مجید ان کی نبوت کا اثبات شد و مد سے کرتا ہے ورنہ یہود تو آپ کے
 منکر ہی ہیں۔ اور مسیحی بھی آپ کو صرف ایک بزرگ مہستی سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کے
 ہاں جو مستند و مقدس چار انجیلیں ہیں، ان میں آپ کا ذکر صرف ایک انجیل لوقا
 میں آتا ہے اور وہ بھی صرف اس قدر کہ :-

یہودیہ کے بادشاہ ہیرودس کے زمانے میں ابیاء کے فرقے میں
 زکریا نام کا ایک کاہن تھا۔ (لوقا : ۱۰ : ۵)

آپ رشتہ میں حضرت مریم کے خالوتھے اور ان کے والد جناب عمران
 کی وفات کے بعد، مکمل کے خادماؤں (یا باصطلاح یہود کا ہنوں) کی سرداری
 بھی آپ ہی کے حصہ میں آتی۔ حضرت مریم کی پرورش بھی آپ ہی نے کی۔
 طویل عمر پاکر وفات پائی اور روایتوں سے (جو تاریخی اعتبار سے کچھ زیادہ بلند
 پایہ نہیں) یہ پایا جاتا ہے کہ وفات بصورت شہادت ہوئی۔ جامع دمشق کے
 (جو کہا جاتا ہے کہ دنیا کی عظیم ترین مسجد ہے) ایک گوشہ میں ایک قبر ہے جو حضرت

ذکرِ یا علیہ السلام کی جانب منسوب ہے۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ
آپ کا سن اچھا خاصا ہو گیا تھا۔ اور آپ کی بی بی صاحبہ بھی بظاہر عظیم
آپ نے بجا جت اور خشوع کے ساتھ اولاد کے لئے دعا کی، دُعاء قبول ہوئی
اور آپ کو فرزندِ صالح حضرت یحییٰ ؑ عطا ہوئے، جو آگے چل کر خود بھی نبی
ہوتے۔

(سُورَةُ الْاَحْزَابِ : ۵۷)

زیداً

⑨۸ زَبَدًا نام صرف ایک جگہ آیا ہے کہ :-

”اور جب زید نے اس (عورت) سے تعلق منقطع کر لیا تو ہم نے اس
کا نکاح کر لیا تو ہم نے اُس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا، تاکہ مؤمنین
کو اپنے منہ بولے بیٹیوں کی بیبیوں کے بارے میں کوئی شکی نہ رہے“
تمام صحابیوں میں یہ شرف صرف حضرت زیدؓ کو حاصل ہے کہ آپ کا
نام صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اور اسی بنا پر بعض لوگوں نے
آپ کو افضلُ الصحابہ قرار دیا ہے۔

پورا نام ابو امامہ زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی ہے۔ ۸۰ء میں بچپن سال
کی عمر میں غزوہ موتہ میں سردار و علمبردارِ شکرِ اسلامی کی حیثیت سے شہید ہوتے۔

نصرانی خاندان کے تھے، ابھی بچپن ہی تھا کہ قید ہو گئے۔ حضرت حکیم بن حزام
(جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے اور بعد کو ایک ممتاز صحابی ہوتے۔)
ملک شام سے انہیں بطور غلام خرید کر لے آئے اور لا کر محمد رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وسلم) کی خدمت میں منتقل کر دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت
ہوتے ہی یہ بھی ایمان لے آئے۔ اور آپ نے بھی انہیں آزاد کر کے اپنا فرزند
بنالیا۔ چنانچہ زید بن محمدؓ کہلاتے جانے لگے، پھر جب اُن کے اصل والد

اُن کا پتہ لگا کر لینے آئے، تو اُن کا اخلاص و عشق رسول اللہ کے ساتھ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و حسن سلوک کی بناء پر، اس قدر قوی ہو چکا تھا کہ انھوں نے وطن جانے سے انکار کر دیا اور یہیں رہ پڑے۔

مواخات در بھرت مدینہ سے قبل ہی خاص خاندان رسول میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے ساتھ قائم ہو چکی تھی، بدر، احد، خندق کے غزوات میں خوب داو شجاعت دی اور بڑی پامردی سے لڑے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیر حاضری میں مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی بھی کی، اور وہ بھی ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار عقد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کے ساتھ ہوا جو ذرا مزاج کی تیز تھیں، اُن سے نباہ نہ ہو سکا اور آخر طلاق ہو گئی جس کے بعد موصوفہ حضور کے عقد میں آئیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نکاح اس طلاق کے بعد اور بھی متعدد ہوتے اور اُن سے اولادیں بھی ہوتیں۔

س

(۹۹) (ال) سامری | نام ایک ہی سلسلہ میں دو جگہ آیا ہے کہ :-

پہلی جگہ یوں کہ :-
 ”اللہ نے کہا کہ تمھاری قوم کو ہم نے تمھارے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے“
 دوسری جگہ یوں کہ :-

”وہ لوگ (بولے کہ ہم نے آپ سے وعدہ خلائی اپنی خوشی سے نہیں کی،

بلکہ ہم پر قوم (قبط) کے زیوروں سے بوجھ لدرہا تھا، سو ہم نے اُسے ڈال دیا، اور سامری نے بھی اُسے ڈال دیا، پھر اس نے ان لوگوں کے لئے ایک گنہگار نکال دیا، کہ وہ ایک تھا آواز دار“
تیسری جگہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے :-

”اے سامری (بتا) تیرا کیا معاملہ ہے؟“

السَّامِرِيُّ شخصی نام نہیں، بلقی نسبت ہے، قدیم مفسرین کی تحقیق کے مطابق قریۃ سامرہ کی جانب، گویا کہ باشندۃ سامرہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے اجداد سامرہ سے آتے ہوں اور یہ شخص اب بنی اسرائیل سے ملحق ہو کر انہیں میں شمار ہونے لگا ہو۔

بعض جدید محققین کا خیال ہے کہ مصری زبان میں سمر کہتے ہیں پر دسی آفاقی غیر ملکی کو اور السَّامِرِيُّ کوئی غیر اسرائیلی تھا جو مصر سے اسرائیلیوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔ یہود کے ہاں ایک مستقل فرقہ کا نام سامریہ ہے۔ ان کی توریت اور دوسرے دینی نوشتے یہود کے مسلم و متعارف توریت اور دینی نوشتوں سے الگ ہیں، اور انہیں نماز اپنی توحید خالص پر ہے، ہو سکتا ہے کہ قرآن کے السامری اور اس فرقہ کے درمیان کوئی علاقہ نہ ہو، لیکن جہاں تک تاریخ یہود سے پتہ چلتا ہے۔ یہ فرقہ حضرت موسیٰؑ کا معاصر نہیں بلکہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔

یہ السامری قرآن مجید سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شعبہ باز تھا، جس نے بچھڑے کی شکل کی ایک جانور نما مخلوق کی، ”تخلیق“ بنی اسرائیل کے لئے بطور ایک بُت یا مورتی کے کر دی تھی۔

توریت موجودہ میں اسی واقعہ اضلال کو بے تکلف ایک نبی محترم حضرت ہارونؑ کی جانب منسوب کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے عجب نہیں کہ السامری کی

صراحت اسی ضرورت سے کی ہو۔ قرآن مجید ہی میں ہے کہ اس جرمِ عظیم کی سزا سامری کو یہ ملی، کہ ساری عمر وہ لامسası رہا، قوم بھر میں نہ وہ کسی کو چھو تا، اور نہ کوئی اُسے چھو تا، ہمارے فاضل معاصر علامہ گیلانیؒ کا خیال تھا کہ ہندوستان کے اچھوت پن کا رشتہ ضرور اسی سامروی "لامسایت" سے ملتا ہے۔

(سلیمان) (سورہ البقرہ : ع ۱۱۲ (۲ بار) سورہ النساء : ع ۲۳) - سورہ
 ⑩ سُليمان (الانعام : ع ۱۰) سورہ الانعام : ع ۱۰ (سورہ الانبياء : رکوع ۵)
 (دو بار) سورہ النمل : ع ۲ (چار بار) سورہ النمل : ع ۳ (دو بار)

پہلی اور دوسری بار نام یوں آیا ہے کہ :-
 (یہود) پیچھے لگ گئے اُس علم کے جو سلیمان کی بادشاہت میں شیطان
 پڑھا کرتا تھا اور سلیمان نے تو (کبھی) کفر نہیں کیا۔
 تیسری بار دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف میں کہ :-
 "ہم نے وحی بھیجی ۔۔۔۔۔ یونس اور ہارون اور سلیمان پر"
 چوتھی بار اسی طرح عطفی حالت میں کہ :-
 "نوح کو ہدایت دے چکے تھے ہم زمانہ قبل میں اور اُن کی نسل میں سے
 داؤد اور سلیمان ۔۔۔۔۔ کو"

پانچویں مرتبہ یوں کہ :-
 "ہم نے فیصلے کی ۔۔۔ سلیمان کو دے دی"
 چھٹی بار یوں کہ :-
 "ہم نے سلیمان کے تابع تیز ہوا کو (کر دیا تھا) کہ وہ اُن کے حکم سے چلتی"
 ساتویں مرتبہ یوں کہ :-
 "ہم نے داؤد و سلیمان کو ایک (خاص) علم عطا کیا تھا"

آٹھویں جگہ یہ کہ :-

”سلیمانؑ داؤد (علیہ السلام) کے جانشین ہوئے“

نویں جگہ یوں کہ :-

”سلیمان کے لئے اُن کا شکر جمع کیا گیا“

دسویں جگہ چیونٹیوں کی زبان سے کہ :-

”اے چیونٹیو! اپنے سوراخ میں جا گھسو، کہیں سلیمان (علیہ السلام)

اور اُن کے لشکر تمہیں روند نہ ڈالیں“

گیا رہیں مرتبہ ایک مکتوب کے سلسلہ میں کہ :-

”وہ سلیمان کی طرف سے ہے“

بارہویں جگہ سفرِ ملکِ سبأ کے سلسلہ میں :-

”جب وہ سلیمانؑ کے پاس پہنچی تو آپ نے کہا“

تیرہویں جگہ ملکہ سبأ بلقیس کی زبان سے کہ :-

”میں سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اللہ پروردگارِ عالم پر ایمان لے آتی“

چودھویں جگہ یہ کہ :-

”اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ (فرزند) عطا کئے، بہت اچھے بندے

تھے (اللہ کی طرف) بہت رجوع ہونے والے“

پندرہویں مرتبہ یوں کہ :-

”اور ہم نے سلیمان کو (ایک اور بھی) آزمائش میں ڈالا“

سلیمان بن داؤدؑ (س۹۹۰ء تا س۹۳۲ء) سلسلہ اسرائیل میں ایک نامور

پیمبر گزرے ہیں، وہ پیغمبری کے علاوہ اپنے والد ماجد ہی کی طرح، بلکہ اُن سے بھی

بڑے تاجدار بھی تھے، آپ کے حدودِ حکومت علاوہ ملک شام و فلسطین کے

مشرق کی سمت میں عراق کے دریائے فرات تک اور مغرب کی سمت میں سرحد مصر تک وسیع تھے، قرآن مجید نے آپ کی جاہ و شمت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آپ کے متعدد قصے بیان کئے ہیں، یہود نے اپنے اکثر اکابر کی طرح آپ کے بھی آقاؤں کی بلکہ ایمان تک کو اپنے مقدس نوشتوں میں داغدار کر کے دکھایا ہے۔ قرآن مجید نے آپ کی صفائی پیش کر کے دور... انبیاء کی طرح آپ کو بھی صابحت کے اعلاء مرتبہ پر دکھایا ہے اور اب عیٰ فضلہ بھی آپ کی عصمت کے فائل ہو کے جاتے ہیں، آپ کے حرم متعدد تھے اور آپ کو ہوا پر بھی قدرت حاصل تھی۔

(سواع) (نوح : ۲۷)

① سَوَاعَا

حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے مشہور پانچ دیوتاؤں میں سے ایک یہ تھا اور اس کا ذکر باقی چار کے ساتھ یوں آیا ہے کہ اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وڈ اور نہ سواع کو اور نہ یعوق اور یغوث اور نہ نسر کو۔ یہ حُسن و محبوبی کا دیوتا تھا اور اس کی مورتی ایک حسین عورت کی شکل سے ملتی تھی، اس کی پوجا عرب کے قبائل کنانہ ہذیل وغیرہ میں جاری تھی۔

اس کے جاتریوں کے تبلیہ کے الفاظ یہ نقل ہوئے ہیں۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ

لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ ابْنَا إِلَيْكَ ان سَوَاع طَلَبْنَا إِلَيْكَ

ملاحظہ ہوں عنوانات : نسر : وڈ : یغوث : یعوق

ش

(اس عورت کے لوگوں میں سے ایک گواہ)

② شَاهِدٌ (مِنْ أَهْلِهَا)

(سورۃ یوسف : رکوع ۲)

ذکر حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی کے سلسلے میں یوں آیا ہے کہ :-
 ” (زلینجا) ہی کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی (اور بتایا
 کہ) یوسف کا کرتا۔ اگر آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور وہ
 جھوٹے ہیں اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے
 اور وہ سچے ہیں“

یہ گواہ کون تھا روایت اس باب میں کوئی مضبوط اور مستند موجود نہیں ہے
 (۱۳) شَاهِدٌ (مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ) (بنی اسرائیل میں سے) ایک گواہ
 (سُورَةُ الْأَحْقَافِ : رُكُوعُ ۱)

ذکریوں آیا ہے کہ :-
 ” آپ کہہ دیجیے کہ اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم اس
 کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی اس جیسی کتاب پر گواہی
 دے دے“ الخ

شَاهِدٌ صیغہ نکرہ میں ہے اس لئے بآسانی ہو سکتا ہے کہ متعین شخصیت
 کوئی بھی مراد نہ ہو، بلکہ تنوین محض اظہارِ عظمت کے لئے ہو، لیکن ایک گروہ نے کہا
 ہے کہ مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ اشارہ صحابی رسول
 حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی جانب ہے گو اس پر اعتراض یہ ہوا ہے کہ سورۃ
 مکی ہے اور حضرت عبد اللہ بن سلام ایمان لاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قیامِ مدینہ کے آخر زمانے میں -

(سُورَةُ النِّجْمِ : رُكُوعُ ۱)

(۱۴) شَدِيدُ الْقُوَى | وحی قرآنی سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سلسلے میں ارشاد ہوا ہے کہ ” اُن کا کلام تو تمام تردھی ہی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی

ہے، انہیں بڑی قوت والا (فرشتہ) سکھاتا ہے۔
 مشرکین عرب معتقد تھے کہ کاہنوں کے پاس علوم غیبی شیطانوں کے واسطہ
 سے پہنچتے ہیں، اُن کے رد میں ارشاد ہوا ہے کہ سرچشمہ وحی تو رحمانی ہی ہے اور
 واسطہ وحی بھی ملکوتی ہے، یعنی ایسے زبردست فرشتہ کا واسطہ جس پر گمان
 کسی شیطانی اثر سے تاثر و مغلوبیت کا ہو ہی نہیں سکتا، اس سے حضرت
 جبریل علیہ السلام ہیں۔

ای ملک شدید قواہ وهو جبرئیل علیہ السلام عند
 الجمہور (مدارک التنزیل)

ملاحظہ ہوں عنوانات : جبرئیل، رُوح الامین، رُوح القدس
 (شعیب)

①۰۵ شعیب (الاعراف : ع ۱۱ (۲ بار) ہود : ع ۸ (۳ بار)
 (الشعراء : ع ۱۰) عنکبوت : ع ۴)

پہلی بار نام یوں آیا ہے کہ :-

(ہم نے) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا

دوسری جگہ یوں کہ :-

"اُن کی قوم کے زوردار مشکبر لوگوں نے اُن سے کہا کہ اے شعیبؑ

ہم تم کو اور جو تمھارے ساتھ ایمان لاتے ہیں ان کو بھی اپنی بستی سے

باہر نکال کریں گے یا یہ کہ تم پھر ہمارے مذہب میں واپس آ جاؤ"

تیسری جگہ یوں کہ :-

"اُن کے مؤمنین سے قوم کے کافر بڑے لوگوں نے کہا کہ اگر تم نے

شعیبؑ کی پیروی کی تو تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے"

چوتھی اور پانچویں جگہ ہے کہ :-

”جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا (ایسے مٹے کہ) گویا یہ لوگ گھر میں بسے ہی نہ تھے، جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا، بڑا نقصان اٹھانے والے وہی ہے“

اور چھٹی باریہ کہ :-

”اور مدین کی طرف (ہم نے) اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا“
ساتویں مرتبہ اُن کی قوم کی زبان سے کہا کہ
”اے شعیب کیا یہ تمہاری نماز تمہیں تعلیم دیتی ہے کہ ہم اُن چیزوں کو چھوڑ
دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے آتے ہیں“
آٹھویں باریہ کہ :-

”اے شعیب! تمہاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں تو آتی ہیں اور ہم تم کو تو
اپنے مجمع میں کمزور ہی دیکھتے ہیں“
نویں جگہ ہے کہ :-

”جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے بچا لیا شعیب کو اور اُن کے ساتھ
ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت خاص سے“
دسویں مرتبہ ہے کہ :-

پیغمبروں کو ایکہ والوں نے جھٹلایا، جبکہ اُن سے شعیب نے کہا کہ کیا
تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟
گیارہویں اور بارہویں جگہ یہ ہے ۔

”کہ (ہم نے) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا“

ابن پیغمبر شعیب بن میکیل کا نام توریت میں کہیں تیرویا (JETHRO) آیا

ہے مثلاً خروج ۳۰ : ۱ اور کہیں حو باب (HOBAB) مثلاً گنتی ۱۰ : ۲۹ میں -
نسب نامہ ہماری تفسیروں میں یوں درج ہے - شعیب بن میکیل بن بشجر بن مدین
بن ابراہیم ۴

حضرت ابراہیم ۴ خلیل ۴ کی تیسری زوجہ محترمہ کا نام بی بی قتورہ تھا، اُن کے
بطن سے ایک صاحبزادہ مدین نامی تھے جب شہر آباد ہونے لگا تو قدیم
دستور کے مطابق اُنہیں کے نام سے موسوم ہوا - مدین کا محل وقوع بحر احمر کا
ساحل تھا۔ کوہ طور کے جنوب و مشرق میں -

آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر تھے، آپ کی صاحبزادی بی بی صفورہ
اُن کے عقد میں تھیں، توریت کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰ ۳ بحر احمر کو عبور کر کے
مصر سے جزیرہ نمائے سینا میں آگئے تو حضرت شعیب ۳ بھی ان کی بیوی اور دونوں
صاحبزادوں کو لے کر اُن کے پاس آئے، اہل مدین ایک تجارت پیشہ قوم تھے آپ
کی تبلیغ کا خلاصہ دعوتِ توحید کے بعد یہی تھا کہ کاروبار میں پوری دیانت اختیار
کر دو اور ہر قسم کی خیانت سے بچو، قوم نے آپ کی بات نہ سنی اور بالآخر عذاب سے
ہلاک ہوئی، اہل کتاب ہی کی کتابوں میں بعض فاضلوں کا قول نقل ہوا ہے کہ حضرت
کا نام جو باب ۴ تھا جو عربی اِطلا میں آکر "شعیب" ہو گیا اور نیز محض ایک تعظیمی
لقب تھا -

ص

صاحبِ الحوت (مچھلی والے)

(سُورَةُ الْقَلَمِ : رکوع ۲)

①۰۶ صَاحِبِ الْحَوْتِ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خطاب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ :-

”اپنے پروردگار کی تجویز پر صبر کرتے رہیے اور مچھلی ولے (پسمیر) کی طرح نہ ہو جاتیے، جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا، اس حال میں کہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے“

مُراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں جنہیں مچھلی نکل گئی تھی اور وہ پھر زندہ برآمد ہو ہو گئے تھے اس موقع پر اُن کا یہ ذکر ہے کہ پروردگار نے اپنے فضل سے اُن کو مناجات کو لطفِ ماہی کے اندر سے سُن کر انہیں مُصیبت سے نجات دے دی۔ ورنہ اگر اُن کی توبہ قبول نہ ہو گئی ہوتی تو وہ شکمِ ماہی سے نکل آنے کے بعد بھی بیابان میں خستہ حال میں پڑے رہتے لیکن ایسا نہ ہونے پایا بلکہ وہ مقامِ مقبولیت پر از سر نو قائم کر دیتے گئے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : ذوالنون و یونس

(تمھارے ساتھی) (سورۃ التباء : ع ۶)

(سورۃ النجم : ع ۱) (سورۃ التکویر)

⑩ صَاحِبُكُمْ

پہلی جگہ مشرکینِ عرب سے خطاب کر کے ہے کہ :

”تم لوگ اللہ کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو

کہ تمھارے (ان) ساتھی کو (کہیں) جنون تو نہیں ہے“

اور دوسری آیت میں ہے کہ :-

(یہ) تمھارے ساتھی نہ راہ سے بھٹکے نہ غلط راستے پر ہوتے“

اور تیسری جگہ ہے کہ :

”تمھارے (یہ) ساتھی ذرا بھی مجنون نہیں ہیں“

مُراد قینوں جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مشرکین مکہ کو بتایا ہے کہ یہ

تو تمھارے درمیان ہر وقت کے رہنے والے ہیں انہیں خوب جانچ سکتے ہو۔

⑩ **صَاحِبُهُ** | اپنے رفیق (سے) (التوبہ : ۶۷)
 ذکر یوں آیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غامیہ میں اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو۔

صاحب سے اشارہ حضرت عبداللہ ابوبکر صدیق صحابی رسول کی جانب ہے جو سفر، ہجرت مدینہ کے وقت غار ثور میں رسول اللہ کے ہمراہ ٹھہرے ہوئے تھے۔

⑪ **صَاحِبُهُمْ** | ان کے ساتھی (کو) (سورۃ الاعراف : ۲۳)
 مُشْرِکِیْن عَرَب کی طرف اشارہ کر کے ہے کہ کیا اُن لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ اُن کے ساتھی کو ذرا بھی جنون نہیں ہے وہ تو محض ایک کلمہ کھلا ڈرانے والے ہیں،

مُرَاد ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

⑫ **صَالِح** | (صلح) (سورۃ الاعراف : ۱۰) بار (ہود : ۶۷) بار
صَالِحًا | ہُود : ۸۷ (سورۃ الشعراء : ۸۷) (سورۃ النمل : ۴۷)

پہلی جگہ نام یوں آیا ہے کہ :-

”اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا“

اور دوسری جگہ :-

”قوم ثمود کے اہل وجاہت عوام مومنین سے کہتے ہیں کہ تمہیں یقین ہے

کہ صالح (علیہ السلام) اپنے پروردگار کے فرستادہ ہیں“

تیسری آیت میں پھر انہیں کی زبان سے کہ :-

اے صالح، اگر پیغمبر ہو تو اس عذاب کو لے آؤ جس کی دہمکی تم ہم کو دیتے ہو“

چوتھی آیت میں یہ کہ :-

”ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا“

پانچویں آیت میں قوم ثمود کی زبان سے یہ کہ :-
 "اے صالح تم تو اس کے قبل ہم میں بڑے ہونہار تھے"
 چھٹی آیت میں یہ کہ :-

"جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور جو ان سے ساتھ
 ایمان لے آئے تھے - اپنی رحمت سے بچا لیا"
 ساتویں آیت میں حضرت شعیب کی زبان سے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہ :-
 کہیں تم پر وہی مصیبت آپڑے جیسی مصیبت کہ آپڑی تھی قوم نوح یا قوم
 ہود یا قوم صالح پر"
 آٹھویں آیت میں یہ کہ :-

"ثمود نے پیکروں کو جھٹلایا جبکہ ان کے بھائی صالح نے ان سے
 کہا کہ کیا تم لوگ ڈرتے نہیں"
 نویں آیت میں یہ کہ :-

"اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا"
 شمالی عرب کے ایک قدیم ترین پیغمبر کا نام ہے جن کا زمانہ حضرت ہودؑ
 کے بعد کا ہے، توریت میں ایک نام ان سے ملتا ہوا اسلح آتا ہے، اگر انہیں کو صالح
 فرض کیا جاتے، تو سلسلہ نسب یوں ٹھہرتا ہے - صالح بن ارفخشند بن سام بن نوح
 سرسید احمد خان نے اپنے خطبات احمدیہ میں ایک شجرہ یوں دیا ہے اور
 صالح بن عبید بن آصف بن شیخ بن عبید بن جود بن ثمود -

مزار مبارک جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی کنارے پر وادی سیر میں نبی صالح کے
 نام سے آج بھی زیارت گاہِ خلافت ہے
 آپ کی قوم یعنی قوم ثمود عرب کے شمالی و غربی علاقہ وادی القریٰ میں آباد

تھی اور اپنے زمانے کی بڑی متمدن اور ترقی یافتہ قوم تھی۔

ض

③ ضَيْفِ اِبْرَاهِيمَ | ابراہیم کے مہمان
(سورۃ الحجر : ۳۷) (الذاریات : ۲۷)

پہلی جگہ ہے کہ :-

”انہیں خبر دیجیے ابراہیمؑ کے مہمانوں (کے قصہ) کی“

اور دوسری جگہ یوں کہ :-

کیا آپ تک ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی حکایت پہنچی“

یہ تین مہمان دراصل فرشتے تھے۔ جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ابراہیمؑ کے

ہاں بطور مہمان اس زمانے میں وارد ہوتے، جب آپ اپنے برادرزادہ حضرت لوط

علیہ السلام سے الگ ہو کر شام میں وطن گزین ہو چکے تھے اور آپ اور آپ کی حرم

محترم حضرت سارہ رحمہ دونوں بہت مُسن ہو چکے تھے، آپ نے اُن کے آگے کھانا

پیش کیا اور اس کے بعد آپ کو پتا چلا کہ وہ انسان نہیں فرشتہ ہیں پھر انہوں نے

آپ کو بشارت دی کہ اس کبر سنی کے باوجود آپ کے ایک صاحبزادہ اسحاق نامی

تولد ہوں گے اور اس کے بعد یہ مہمان شہر لوط کو روانہ ہو گئے اور یہ شہر انہیں کے

لاتے ہوئے عذاب سے برباد ہوا۔

سورہ ہود رکوع ۸ میں بھی یہ قصہ ایک دوسرے عنوان سے بیان ہوا ہے

ط

(سورۃ البقرۃ : رکوع ۳۲)

طٰوٰت

④ طٰوٰت

تاریخ بنی اسرائیل کے ایک دور کے سلسلہ میں آتا ہے کہ :-
 "ان لوگوں سے اُن کے نبی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طاوت
 کو امیر مقرر کر دیا ہے"

طاوت بن کث وہی ہیں جن کا ذکر توریت میں ساؤل کے نام سے آیا ہے
 تاریخ میں یہ اسرائیل کے پہلے بادشاہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ زمانہ حکومت
 ۲۸۰ تا ۲۶۲ ق م مملکت فلسطین۔

توریت میں اُن کے نصب حکومت کا ذکر بڑی طوالت کے ساتھ موجود ہے
 اُن کے معاصر بنی حضرت شموئیل تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے بجائے جہاد
 و قتال کے لئے امیران کو، گواہیوں کے ذریعے سے منتخب کیا، یہ اس وقت تک
 نسبتاً گناہ تھے، قرآن مجید میں ذکر اُن کی صرف ایک ہی جگہ کا آتا ہے جو فلسطینیوں
 کے سردار اور اُن وقت کے نامور پہلوان جالوت کے مقابلہ میں کامیابی سے لڑے۔
 عہد عتیق اور تاریخ یہود میں اُن کے متعدد جنگی کارناموں کا۔ اور آخر میں فلسطینیوں کے
 ہاتھوں اُن کی ہزیمت و قتل کا ذکر بھی آتا ہے، یہودی نوشتوں میں اُن کی ہمت اور
 شجاعت سرگرمی عمل اور غیر معمولی حُسنِ صورت کا ذکر بار بار آیا ہے اور یہ بھی منقول ہے
 کہ یہ ایک دن میں ۱۲۰ میل تک دھاوا مار لیتے تھے، ساتھ ہی ان کی ہجو بھی یہودی کے
 ہاں بہت آئی ہے۔

ع

- ⑬ عَاد (عاد) (سُورَةُ الْأَعْرَافِ : ع ۹) سُورَةُ التَّوْبَةِ : ر ۹ ع ۹
 عَادًا (سُورَةُ هُودٍ : ع ۵) (سُورَةُ هُودٍ : ع ۵) تین بار (سُورَةُ اِبْرَاهِيمَ : ع ۲)
 (سُورَةُ الْيُونُسَ : ع ۶) سُورَةُ الْفُرْقَانِ : ع ۴) سُورَةُ الشُّعَرَاءِ : ع ۷) سُورَةُ عَنكِبُوت : ر ۴ ع ۴

سُورَةُ ص : ع ۱ (سُورَةُ الْمُؤْمِن : ع ۴) سُورَةُ طه : ع ۲ (دو بار) سُورَةُ الاحقاف : ع ۲ (ق : ع ۱) سُورَةُ الذَّارِيَّات : ع ۲ (سُورَةُ النِّعَم : ع ۳) سُورَةُ الْقَمَر : ع ۲ (الحاقة : ع ۱۷) بار) وَالْفَجْرِ -

ذکر ۲۳ بار آیا ہے، پہلی بار یوں کہ :-

”اور عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہُود کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا“
دوسری جگہ یوں کہ :-

”کیا ان (اہل عرب) کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو اُن سے قبل ہو چکے ہیں
(مثلاً) قوم نوح و قوم عاد و قوم ثمود“

تیسری بار یوں کہ :-

”اور عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہُود (علیہ السلام) بھیجا“
چوتھی بار یوں کہ :-

”یہ قوم عاد تھی انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں سے منکر کیا“
پانچویں اور چھٹی بار یہ کہ :-

”خوب سن لو کہ قوم عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا، خوب سن لو کہ
ہُود کی قوم عاد کو دُوری نصیب ہوئی“

ساتویں آیت میں یوں کہ :-

”کیا تمہیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے قبل ہو چکے مثلاً قوم نوح
و مثلاً قوم عاد و قوم ثمود“

آٹھویں مرتبہ یوں کہ :-

”اُن کے قبل قوم نوح و عاد و ثمود بھی تو تکذیب کر چکے ہیں“
نویں آیت میں یوں کہ :-

”ہم نے اسی طرح ہلاک کیا قوم عاد و ثمود و اصحاب رَس کو“

دسویں مرتبہ یوں کہ :-

”قوم (عَاد) نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن کے بھائی ہود نے اُن سے کہا
گیا رہو یہ آیت میں یوں کہ :-

اور (قوم) عَاد و ثمود کو بھی ہم نے ہلاک کیا اور تم پر اُن کے مسکنوں سے ظاہر ہو چکا
بارہویں آیت میں یوں کہ :-

”اُن سے قبل بھی تکذیب کر چکے تھے، قوم نوح و عَاد اور فرعون جس کے
کھونٹے گڑے ہوتے تھے“

تیرہویں آیت میں یوں کہ :-

”مجھے تمہارے لئے دوسری امتوں کے سے روزِ بد کا اندیشہ ہے جیسا کہ
قوم نوح و عَاد و ثمود اور اُن کے بعد والوں کا حال ہوا تھا“

چودھویں مرتبہ یوں کہ

”میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفت عَاد و ثمود پر آئی تھی“

پندرہویں بار یوں کہ :-

”پھر جو لوگ عَاد کے تھے وہ ملک میں ناحق تکبر کرنے لگے“

سولہویں مرتبہ یوں کہ :-

”آپ ذکر کیجیے قوم عَاد کے بھائی (ہود) کا جب اُنھوں نے اپنی قوم کو ڈرایا“

سترہویں آیت میں یوں کہ :-

”اُن کے قبل تکذیب کر چکے تھے قوم نوح اور اصحابِ رَس اور ثمود اور عَاد“

اٹھارہویں مرتبہ یوں کہ :-

”اور عَاد (کے قصہ میں بھی عبرت ہے) جب کہ ہم نے ان پر ایک

نامبارک آندھی بھیجی تھی“

انیسویں باریوں کہ :-

وہ وہی ہے کہ اُس نے عادِ اوّل کو ہلاک کر دیا

بیسویں آیت میں یوں کہ :-

”قوم عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب اور میرا ڈر انا کیسا تھا“

اکیسویں باریوں کہ :-

ثمود اور عاد نے تکذیب کی (اس) کھڑکھڑا دینے والے واقعہ کی

بانیسویں باریوں کہ :-

اور ہے عاد تو وہ ایک تیز اور تند ہوا سے ہلاک کئے گئے

اور تیسویں آیت میں یوں کہ :-

کہ کیا تو نے اُس پر نظر نہیں کی کہ تیرے پروردگار نے کیا معاملہ کیا، عاد

(والوں) کے ساتھ کیا

عادِ عرب کی ایک قدیم ترین قوم کا نام ہے، جنوبی عرب میں آباد تھی، اور

اُس کے حد و مشرق میں خلیج فارس کے شمال تک اور مغرب میں بحرِ شلم

کے جنوب تک وسیع تھے، گویا آج کے یمن اور عمان وغیرہ سب اسی میں شامل تھے

اور یہ قوم عرب کے پورے جنوب مشرق پر قابض تھی، ملک کا پایہ تخت یمنی شہر

حضرت موت تھا۔ اپنے زلمے کی بڑی پُر قوت و حشمت قوم تھی، فنِ تعمیر و ہندسہ میں

ماہر، اس کے برجوں، قلعوں وغیرہ کی شہرت مدتِ دراز تک رہی۔

قوم کا نام اپنے مورثِ اعلیٰ کے نام پر ہے اور اُس کا مشہور نسب نامہ یہ ہے

عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح -

قرآن مجید میں آگے چل کر حبس علاقے کا ذکر الاحقاف کے نام سے آیا ہے۔

(پارہ نمبر ۲۶، سورۃ الاحقاف) وہ اسی قوم کے زیر نگین تھا اور طول میں نجد سے حضرت موت

تک اور عرض میں عمان سے یمن تک ۳ لاکھ مربع میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔
ملاحظہ ہو عنوان : ہود

ہماری جنگجو بندے۔
⑪۳ عِبَادَ النَّاْوِلِۙ بِاَسِّ شَدِیْدٍۙ (بنی اسرائیل : ع ۱)

بنی اسرائیل کو خطاب کر کے ہے کہ :
پھر جب دوبار میں سے پہلی کی میعاد آئے گی تو ہم تمہارے اوپر اپنے
(ایسے) بندوں کو مسلط کر دیں گے جو بڑے جنگجو ہوں گے اور وہ
گھروں میں گھس پڑیں گے۔

اشارہ بُخت نصر، تاجدارِ بابل (اکلدانیہ) کے حملہ اسرائیل واقع ۵۸۶ ق م کی جانب
ہے، یہ لوگ بڑے جنگجو و جنگ آزماتھے اور بُخت نصر کی خون آشامیوں کے تذکرہ
سے تاریخ کے صفحات رنگے ہوئے ہیں، اس کے لشکر نے سرزمین شام کو تاخت
و تاراج کر ڈالا۔ یروشلم میں ہیکل سلیمانی کو شہید کیا۔ اور شہر میں آگ لگا دی، گھروں میں
گھس گھس کر جان و مال ناموس سب کو برباد کیا۔

ہماری بندوں میں سے ایک بندہ
⑪۵ عِبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا (سُورَةُ الْكَهْف : رکو ع ۹)

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور آپ کے رفیق سفر کے سیاق ذکر میں ہے کہ :
(ان) دونوں نے ہماری بندوں میں سے ایک بندے کو پایا، جس کو ہم نے
اپنا ایک خاص فضل مرحمت کیا تھا، اور ہم نے اُسے اپنے پاس سے ایک (مال)
علم سکھایا تھا۔

صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں ان مقبول و برگزیدہ بندے کا
نام خضر آیا ہے، جن کی نبوت ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، قرآن مجید کی شہادت

ہے کہ انہیں ایک خصوصی علم بلا واسطہ اسباب حضرت حق سے مرحمت ہوا تھا اور محققین نے شرح یہ کی ہے کہ یہ علم اسرار کو نبیہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں بزرگ کے پاس حسب ہدایت خداوندی کچھ سیکھنے گئے تھے۔ اور بہت کچھ سیکھ کر اور تجربے حاصل کر کے واپس آئے، روایتوں میں آیا ہے، انہیں عمر ابدی عطا ہوئی ہے اور یہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ بھی بتا دیا کرتے ہیں۔

(ہمارا بندہ) (سورۃ الانفال : رکوع ۵)

⑪۶ عِبْدَانَا

پہلی آیت میں ہے کہ :-

”اگر تم اس (کلام) کی بابت شک میں ہو جو ہم نے بندہ پر نازل کی ہے“

اور دوسری آیت میں ہے :-

”اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جسے ہم نے اپنے بندہ پر

فیصلے کے دن نازل کیا تھا۔ (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

دونوں جگہ اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے پہلی آیت

میں ذکر قرآن کا ہے اور دوسری آیت میں غزوہ بدر کا ہے اور دونوں جگہ نسبت اپنی جانب کرنا کمال تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔

(وہ) اپنے بندہ (کو)

⑪۷ (ب) عِبْدِيَا

(بنی اسرائیل : ع ۱) الفرقان : ع ۱) (والنجم : ع ۱) حید : ع ۱)

پہلی آیت میں ہے کہ :

”پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندے کو رات مسجد حرام سے مسجد

اقصیٰ تک لے گیا“

اور دوسری آیت میں ہے کہ :-

”بڑی عالی ذات ہے وہ جس نے (یہ) فیصلہ اپنے بندہ (خاص) پر

نازل کیا تاکہ وہ بندہ دنیا جہاں والوں کے لئے ڈرلنے والا ہو۔
تیسری آیت میں ہے کہ :-

”وَاللّٰهُ نَزَّلَ عَلَيْكَ فِي سُبْحَانَكَ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكَ ۖ وَالَّذِي لَمْ يَخْلُقْكَ يَوْمَ الْمَوْتِ ۖ وَلَمْ يَكُن لِّكَ قَبْلَ ذَلِكَ نَبَا ۖ“
اور چوتھی جگہ یہ ہے کہ :-

”وَاللّٰهُ دَهِیٰ ۖ هُوَ الَّذِي يَهْدِي الْغَافِلِیْنَ ۖ وَالَّذِي يَهْدِي رَبُّكَ ۖ فَاصْبِرْ ۚ إِنَّكَ مُبْصِرٌ ۖ“
کہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے۔

چاروں جگہ اشارہ ذاتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے اور پہلی آیت میں سیاقِ معراج کا ہے اور باقی آیتوں میں قرآن یا کلامِ الہی کا چاروں جگہ عبادت کی نسبت اللہ نے اپنی جانبِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قرب و اختصاص کے اظہار کے لئے سر کی ہے۔

(بورھی عورت ضعیفہ)

⑪۸ عَجُوزًا (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ : رُكُوع ۹) (سُورَةُ الصُّفَّتِ : رُكُوع ۴)

پہلی جگہ حضرت لوط علیہ السلام کے سلسلہ میں ہے کہ :-
”ہم نے نجات دے دی اُن کو اور اُن کے سائے اہل بیت کو بحیرہ
ایک ضعیفہ کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں تھیں۔“
دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں یہی مضمون آیا ہے۔
دونوں جگہ حضرت لوطؑ کی کافر بی بی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : اِمْرَاَتُكَ ، اِمْرَاَتُ لُوطٍ ، اِمْرَاَتُهُ
عزّٰی (والنجم : رُكُوع ۱)

⑪۹ عَزٰی نام لات اور منات کے ساتھ یوں آیا ہے، بھلا تم نے

لات اور عزیٰ اور اس تیسری منات کے حال میں بھی کبھی غور کیا ہے؟

یہ عرب میں قوت و طاقت کی دیوی تھی جیسے ہندوستان میں درگاہ دیوی
یہ دیوی قبیلہ غطفان کی تھی اور اُس کی مورتی نخلہ میں نصب تھی، ظہورِ اسلام کے
وقت اسی کا نام دیویوں میں سب سے زیادہ مشہور تھا، اسی مورتی کے پاس ہی
ایک مقدس درخت بھی تھا، اُس کے پر و ہست بنی صرمہ کے لوگ تھے اور قریش
بھی اس کی تعظیم کرتے تھے۔

اس کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ
وَسَعْدَيْكَ مَا أَحْبَبْنَا إِلَيْكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں حضرت خالد بن الولید صحابی
کو بھیجا، انہیں نے جا کر مورتی توڑی، مندر کو گرایا اور درخت کو کاٹ ڈالا۔

(سورۃ التوبہ : رکوع ۵)

(عزیز)

⑫ **عُزَيْر** نام کے ساتھ ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے : یہود کہتے

ہیں کہ عُزَيْر خدا کے فرزند (مجازی) ہیں۔

عُزَيْر یا توریت کے تلفظ میں عزرا (متوفی غالباً ۴۸۵ ق م) یہود کے
مذہبی نوشتوں میں نبی سے زیادہ کاتب کی حیثیت سے مشہور ہیں اور کاتب
سے مراد کاتبِ توریت ہے، بختِ نصر (متوفی ۵۶۱ ق م) کے حملہ پر و شلم اور
اس کی کامل تباہی و بربادی کے بعد جب توریت کا نسخہ بھی یہود کے پاس سے
غائب ہو گیا تو انہیں حضرت عزرا نے اُسے اپنی یادداشت سے دوبارہ لکھا
اور اسی خدمتِ جلیلہ کے صلہ میں یہود نے انہیں مثیل موسیٰ کہنا شروع کیا، بلکہ
بعض نے انہیں اس مرتبہ سے بھی بڑھا دیا۔ ابن کا اطلاق برخلاف ولد کے مجازی
بیٹے پر بھی ہوتا ہے یعنی لاڈلے اور چہیتے پر۔

چنانچہ ان کو اس معنی میں ابن اللہ کہہ کر انہیں اپنا مطاعِ کل سمجھتے تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان : الَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ

(عزیز) (یوسف : ۶ ع) (یوسف : ۹ ع)

① (ال) عزیز | نام کل دو جگہ آیا ہے :-

۱ پہلی جگہ زنانِ مصر کی زبان سے کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس سے

اپنا مطلب نکالنے کو پھسلا رہی ہے :-

۲ دوسری جگہ برادرانِ یوسف کی زبان سے جب وہ مصر میں غم لینے کو

آتے ہیں اور بن یامین کی گرفتاری سرقہ کی علت میں ہو چکی ہے کہ اے

عزیز اس کا باپ بہت بوڑھا ہے سو آپ اس کی جگہ ہم میں سے

کسی کو لے لیجئے۔

عزیز کو تو شخصی نام نہیں، ایک اونچے عہدہ کا سرکاری نام ہے جیسے وزیرِ اعلیٰ

صدر، وزیرِ اعظم، دیوانِ ریاست وغیرہ کے عہدے ہوتے ہیں، اسی قسم اور اسی مرتبہ

کا یہ بھی ایک اعلیٰ عہدہ قدیم مصر میں تھا، پہلے عزیزِ مصر وہ شخص تھے، جن کے گھر میں

اگر حضرت یوسف علیہ السلام بطور غلام فروخت ہوتے تھے اور پھر آگے چل کر خود

حضرت یوسفؑ اس عہدہ پر پہنچ گئے

توریت میں اسے فوطیفار سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کا ذکر صحیفہ پیدائش

میں دوبار آیا ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان : الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا

(تم میں کا ایک گروہ) (سورۃ نور : ۲ ع)

② عَصَبَةٌ (مِنْكُمْ) | مؤمنین و منافقین مدینہ کو مخاطب کر کے

اور حرمِ رسولؐ سے متعلق ایک تفسیحی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد ہوا ہے :-

۱ جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے چھوٹے سے

پانچویں مرتبہ یوں کہ :-

”پھر جب عیسیٰؑ نے اُن کی طرف سے انکار ہی پایا تو بولے“
چھٹی آیت میں یوں کہ :-

”وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ! میں تم کو موت دینے والا ہوں“

ساتویں آیت میں یوں کہ :-

”بے شک عیسیٰؑ کا حال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثل آدم کے حال کے ہے“
آٹھویں بار دوسرے پیغمبروں پر عطف کر کے یوں کہ :-

”آپ کہہ دیجیئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس پر جو کچھ ہمارے اوپر اتارا گیا
اور اس پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو دیا گیا“

نویں مرتبہ اسرائیلیوں کے سیاق میں :-

”یہ سبب اُن کے اس قول کے کہ ہم نے مارڈالا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو“
دسویں مرتبہ دوسرے پیغمبروں پر عطف کر کے یوں کہ :-

”ہم نے وحی بھیجی ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور پر“
گیارہویں مرتبہ یوں کہ :-

”اور ہم نے اُن کے پیچھے بھیجا عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرنے والے اپنے
قبل کی کتاب یعنی توریت کے“

بارہویں بار یوں کہ :-

”اور جنہوں نے کفر اختیار کیا، بنی اسرائیل میں سے، ان پر لعنت
ہوئی داؤد اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان سے“

تیرہویں آیت میں یوں کہ :-

”اور وہ وقت یاد میں رکھو، جب اللہ عیسیٰ بن مریم سے کہتے گا، میرا انعام اپنے اور اپنی والدہ کے اُپر یاد کرو“

چودھویں آیت میں حواریوں کی زبان سے کہ :-

اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا پروردگار اس کو جائز رکھتا ہے کہ ہم پر خوان آسمان سے اُتائے“

پندرھویں آیت میں یوں کہ :-

وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے، جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا کہ خدا کے علاوہ مجھے اور میری والدہ کو بھی عبودیت ملے“

سولہویں مرتبہ یوں کہ :-

اور ہم نے ہدایت دی تھی زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور ایسا کو، یہ سب صالحین میں سے تھے“

سترہویں آیت میں یوں کہ :-

”یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں“ اٹھارہویں بار یوں کہ :-

اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب ہم نے (تمام) پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور آپسے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی“ انیسویں مرتبہ یوں کہ :-

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے آپ کے پاس وحی کی ہے اور ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی یہی حکم دیا تھا“

عیسویں آیت میں یوں کہ :

”اور جب عیسیٰ اُٹھلے ہوئے نشان لے کر آتے تو انہوں نے فرمایا کہ ۔۔۔۔۔“

اکیسویں مرتبہ یوں کہ :-

”پھر ہم نے یکے بعد دیگرے اُن کے پیچھے اور رسول بھیجے اور اُن کے پیچھے

عیسیٰ ابن مریمؑ کو بھیجا“

بائیسویں مرتبہ یوں کہ :-

”اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیلؑ

میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں“

تیسویں باریوں کہ :-

”اے ایمان والو! اللہ کے مددگار ہو جاؤ، جب کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں

سے کہا کہ اللہ کے لئے کون مددگار ہے“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام لقب الیہ سلمہ نبوت بنی اسرائیل کے خاتم ہیں۔

عیسوی آپ ہی کی جانب منسوب ہے، مسیحی تقویم میں ۳ سال کی غلطی شروع سے

چلی آرہی ہے، اس لحاظ سے سمجھنا چاہیے کہ آپ کی ولادت ۲ ق م کی ہے۔

ملک شام کے علاقہ ارضِ گلیل میں ایک قصبہ ناصرہ نامی ہے، آبائی وطن وہی ہے۔

اور اسی نسبت سے آپ مسیح ناصری مشہور ہیں، لیکن آپ کی پیدائش بیت المقدس

کے ایک گوشہ میں ہوتی، خاندانِ یوسف بن یعقوب بن ماثان نامی ایک حکیم کا تھا

یہ یوسف لکڑی کا کاروبار کرتے تھے، اس لئے یوسف بنجار کے نام سے مشہور تھے، یہ

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کے شوہر تھے، پیدائش آپ کی ایک عجیب

و خارقِ عادت کے طور پر ہوتی، یعنی قبل اس کے کہ آپ کی والدہ اپنے شوہر کی خلوت

میں جائیں محض مس ملکوتی سے حاملہ ہو گئیں۔ اور اس پر برادری والے طرح طرح سے

مَطْعُون بھی کرتے رہے، شام اس زمانے میں رومی مملکت کا ایک نیم خود مختار صوبہ تھا اور ہر دو اس وقت والی شام تھا۔

کئی سال کی تبلیغ و دعوت کے بعد ۲۳ سال کی عمر میں اور غالباً ۲۹ء میں آپ پر رومی عدالت میں مقدمہ الزام بغاوت میں، یہود کی تحریک پر چلا اور انہیں کے شور و غوغا کی بناء پر آپ کو سزا بھی حاکم عدالت نے سولی کی دے دی، اب اس کے بعد مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ آپ سولی پر وفات پا کر اور مدفون ہو کر تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے، اور آسمان پر چلے گئے، لیکن جمہور اسلام کے عقیدہ کے مطابق آپ مصلوب ہونے سے بچ گئے اور جس طرح آپ کی ولادت خارق عادت ہوتی تھی، اسی طرح بطور خرق عادت آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے، سید احمد خان اور بعض اور حدیث العہد فرقے اس کے نہیں بلکہ آپ کی وفات طبعی کے قائل ہیں۔

آپ کی تعلیمات مسیحی عقیدہ کے مطابق اناجیل اربعہ میں محفوظ ہیں، ان میں سب سے زیادہ زور حلم و عفو، صلح و آشتی، صدقہ و خیرات پر ہے۔

انجیل مرقس ۶ : ۳ میں ذکر آپ کے چار بھائیوں یعقوب، یوسیس، یہودا اور شمعون کا نام لے کر آتا ہے اور اجمالی طور پر آپ کی بہنوں کا بھی۔

نیز انجیل - متی ۱۳ : ۵۶ میں

ع

(سُورَةُ الْحَجَر : ۴۷)

(الزَّكَا)

(سُورَةُ الصَّافَات : ۳۷) (سُورَةُ الذَّارِيَات : ۳۷)

①۲۴ غُلام

تینوں جگہ بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک فرزند کی دی گئی ہے پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں۔

جو بڑا عالم ہوگا۔ اور دوسری جگہ ہے کہ ہم نے انہیں بشارت دی کہ حلیم المزاج فرزند کی، تیسری جگہ بھی فرشتوں ہی کی زبانی ہے کہ (فرشتوں نے) انہیں بشارت دی ایک فرزند کی جو بڑا عالم ہوگا۔

پہلی اور تیسری جگہ مراد حضرت اسحقؑ ہیں اور دوسری جگہ حضرت اسمعیل

ف

(اپنے خادم) (سُورَةُ الْكَهْفِ : ۹۷ (دوبار)

۱۲۵ (ال) فَتَاهُ

پہلی جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر کے سلسلہ میں آتا ہے کہ جب موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں اسی طرح برابر چلتا رہوں گا تا آنکہ دو دریاؤں کے سنگم پہنچ جاؤں۔ دوسری جگہ اسی سیاق میں ہے کہ پھر جب دونوں آگے بڑھ گئے تو (موسیٰ) اپنے خادم سے بولے کہ ہمارا ناشتہ ٹولا۔ ہم آج کے سفر میں بہت تھک گئے ہیں۔

فتی کے لفظی معنی جوان کے ہیں اور مجازی معنی غلام یا خادم کے، مراد حضرت یوشع بن نون ہیں جو حضرت موسیٰ کے عزیز خاص و خادم خاص بھی تھے اور جو بعد کو غالباً نبوت سے خود بھی مشرف ہوئے، حسب روایت ایک سودس کی عمر میں وفات پائی۔ تورات میں آپ کا ذکر تفصیل سے ہے اور خود قرآن مجید میں بھی بغیر نام کی تصریح کے دو جگہ تذکرہ آیا ہے۔ ایک جگہ تو وہی سفر کے سلسلے میں اور دوسری جگہ فلسطین پر ارادۂ فوج کشی کے سلسلے میں۔

ملاحظہ ہو عنوان : رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ۔

(سُورَةُ الْكَهْفِ : ۲۷)

(چند) جوان

۱۲۶ فِتْيَةٌ

ذکریوں آیا ہے : یہ لوگ (چند) نوجوان تھے جو اپنے پروردگار

پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے انہیں ہدایت میں ترقی دی تھی۔

اشارہ اصحاب کہف کی جانب ہے۔ ڈی، سی، اس رومی (دقیانوسی) متوفی ۲۸۱ء کے زمانے کے یہ چند نوجوان تھے جنہوں نے مروج دین شرک کو چھوڑ کر دقت کے نئے دین توحید، یعنی حقیقی مسیحیت کو اختیار کیا تھا، اور طرح طرح کے ظلم و ستم برداشت کئے تھے، قرآن مجید میں اُن کا ذکر تفصیل سے آیا ہے، تعداد میں غالباً پانچ تھے اور اُن کے ساتھ اُن کا لگتا بھی تھا۔

ملاحظہ ہو عنوان : اَصْحَابِ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْعِ

(فرعون)

①۴۴ فِرْعَوْن

(سورة الاعراف : ع ۱۳ (دوبار) سورة الاعراف : ع ۱۴ (دوبار)
(سورة الاعراف : ع ۱۵) (سورة يونس : ع ۸ (۲ بار) (سورة يونس : ع ۹ (چار بار) (سورة هود : ع ۹)
(تین بار) (بنی اسرائیل : ع ۱۲ (دوبار) (سورة طه : ع ۱) (سورة طه : ع ۲) (سورة طه : ع ۳) (سورة طه : ع ۴)
(سورة الشعراء : ع ۱ (تین بار) (سورة الشعراء : ع ۲ (دوبار) (الشعراء : ع ۴) (سورة النمل : ع ۱)
(سورة القصص : ع ۴ (۵ بار) (سورة القصص : ع ۴ (دوبار) (سورة العنكبوت : ع ۱ (سورة المؤمن : ع ۳ (دوبار) (ص : ع ۱) (سورة المؤمن : ع ۴) (چار بار) (سورة المؤمن : ع ۵) (سورة الزخرف : ع ۵) (سورة الدخان : ع ۲) (سورة الدخان : ع ۳) (سورة ق : ع ۱ (۲ بار) (سورة ذاریات : ع ۲) (سورة التحريم : ع ۲) (سورة المزمل : ع ۱ (دوبار) (الفجر

کل نام اتنے موقعوں پر آیا ہے اور ان مفصل حوالوں کے بعد قرآن مجید میں ہر جگہ باسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید کے سائے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون مصر نہ صرف ظالم اور ستمگر تھا، بلکہ بد دینی میں ترقی کر کے دعویٰ الٰہیت و ربوبیت تک پہنچ گیا تھا اور مغرور و متکبر بھی تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کی پرورش ایک معجزانہ طریقے پر

محلّ شاہی ہی میں ہوئی تھی، اُن کے اور ان کے بھاتی حضرت ہارون علیہ السلام کی افہام و تفہیم، پند و مواعظ اس پر بے اثر رہی اور نہ وہ خدا سے واحد پر ایمان لایا اور نہ اپنے ظلم و سکرشی سے تائب ہوا۔ اُلٹا انہیں دونوں پیغمبرانِ برحق کی تکذیب و تضحیک کرتا رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خوارق کا طالب ہوا، اور جب آپ کی تائید میں معجزات ظاہر ہونے لگے تو ان کا بھی اس پر کچھ اثر نہ ہوا، ہر بڑے معجزہ کے ظہور کے وقت ہنگامی طور پر وہ خائف و مرغوب ہو جاتا اور بظاہر توبہ کرتا نظر آتا، لیکن، معاً بعد پھر اُس کی اگر عود کرا آتی اور انکار میں شدت اور بڑھ جاتی۔

اس نے اور اس کے ارکانِ دولت نے تشخیص یہ کی کہ یہ دونوں بھاتی سحر و نیز نجات کے ماہر ہیں، ان کا مقابلہ سلطنت کے ماہرینِ سحر سے کرا دیا جائے، چنانچہ بڑی دھوم دھام اور سلطانی پروپیگنڈا کی مدد سے اس نے یہ مقابلہ کرایا، ساحروں کو شکست فاش ہوئی، انہیں یہ یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سحر سے بڑتر و بالا تر کوئی روحانی قوت ہے، وہ ایمان لے آتے۔ فرعون نے انہیں بھی بڑی شقاوت کے ساتھ ہلاک کر ڈالا۔

آخر ایک شب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ہمراہ قوم اسرائیل کو لے کر فلسطین کے ارادہ سے مصر سے نکل کھڑے ہوتے، رات کے اندھیرے میں راستہ سے بھٹک کر سمندر کے کنارے جا پہنچے، پیچھے سے فرعون اور لشکرِ فرعون نے آلیا، معجزۂ خداوندی سے سمندر پایا ب ہو گیا، حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے پار ہو گئے۔ فرعونوں نے جب قدم بڑھاتے تو سمندر پھر سے مل گیا اور فرعون ڈوب گئے، خود فرعون جب غرق ہونے لگا، تو تائب و نادام ہوا، اب وقت توبہ گزر چکا تھا، حکم ہوا کہ نجات صرف جسم کو ملے گی اور اسے دنیا کی عبرت کے لئے باقی رکھا جائیگا۔ قرآنی بیانات کا لب لباب اتنا ہی تھا۔

تاریخ مصر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کسی بادشاہ کا شخصی نام نہیں بلکہ کئی صدیوں کی مدت تک شاہان مصر کا عمومی لقب رہا جیسے قیصر روم، کسراتے ایران سلطان ترکی، اور فرعون مصر کا ذکر یہ صیغہ جمع اسی طرح آتا ہے جیسے قباصرہ، اکاسرہ اور سلاطین کا۔ تو ریت کے بین الشطور سے ایسا معلوم ہوتا ہے اور شارحین و علمائے تو ریت کا مستحکم خیال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاصر ایک نہیں دو فرعون ہوتے ہیں، ایک کا نام غالباً رعیس ثانی تھا اور دوسرے کا نام غالباً نپتہا ثانی، ایک کے زمانے میں ظلم و ستم اسرائیلیوں پر ہوتے اور دوسرے کے عہد میں اسرائیلیوں کو مجبوراً مصر چھوڑنا پڑا، ناموں کی یہ تعیین محض ظن و تخمین سے ہے، مصر کے اوراق تاریخ میں کوئی بات صاف نہیں ملتی۔

قرآن مجید کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ حضرت موسیٰ کے معاصر اگر متعدد شاہان مصر بھی ثابت ہو جائیں تو فرعون کا عمومی لقب سب پر عادی ہوگا،

مشرکین مصر کا سب سے بڑا دیوتا سورج تھا اور یہ فرعون مصری عقیدہ میں اسی سورج دیوتا کے منظر یا اوتار ہوتے تھے، جیسے ابھی ہمارے زمانے میں شاہان جاپان منظر اللہ یا خدا کے مقدس اوتار ہوتے تھے، حضرت موسیٰ کے معاصر فرعون میں انانیت اور زیادہ بڑھ گئی تھی، اور اپنے اقتدار کو وہ عملاً خدائی اقتدار کا ہم پلہ سمجھنے لگے تھے۔ تاریخ کے صفحات رعیس ثانی اور میر نپتہا ثانی دونوں کی ستم رانیوں کی خونین داستان سے رنگین ہیں۔

مصر کے شہر تہیس (THEBES) میں ایک فرعون مغروق کی نعش محفوظ تھی، جو بعد کو قاہرہ کے عجائب خانہ میں منتقل ہو آئی، یہ نعش عجیب نہیں کہ اسی فرعون موسیٰ کی ہو۔

ق

①۲۸ قَارُون (قارون)
(سورة القصص: ۸۷) (۲ بار) (عنكبوت: ۴۷) (مؤمن: ۳۷)

نام چار جگہ آیا ہے، پہلی جگہ یوں کہ :
”قارون موسیٰؑ کی قوم کا آدمی تھا سو اس نے اُن کے مقابلہ میں زیادتی اختیار کی“

اور دوسری جگہ ہے کہ :
”جو لوگ دنیوی زندگی کے طلبگار تھے وہ بولے کہ کاش ہم کو بھی ویسا ہی ساز و سامان ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے“
تیسری جگہ ہے کہ :-

”قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہم نے ہلاک کر دیا) اور بالیقین موسیٰؑ ان کے پاس کھلے نشان لے کر آتے تھے“
اور چوتھی آیت میں ہے کہ :-

”اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنے احکام اور کھلی ہوتی دلیل دے کر فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو وہ لوگ بولے کہ یہ جادوگر ہے، اور بڑا جھوٹا ہے“

قارون جس کا نام توریت میں قرح آتما ہے، اسرائیلی تھا، قبلی یا فرعون کا ہم قوم نہ تھا، بلکہ توریت کے نسب نامہ کے مطابق، حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا چچیرا بھائی تھا، اپنی بے انداز دولت کے گھمنڈ میں آکر موسیٰؑ اور رب موسیٰؑ سب سے باغی ہو بیٹھا۔

توریت میں ہے کہ اس کو اصل حسد و عناد حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ سے
تھا اور اسرائیلیوں کی ایک ٹکڑی ڈھاتی سو آدمیوں کی اس کے ساتھ ہو گئی۔

(گنتی : ۱۶ : ۳۲)

آخر میں اپنے خزانہ کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے
کہ اس کا خزانہ اتنا بڑا تھا کہ اُس کے کلید برداروں ہی کا اس کو ایک مستقل عملہ
رکھنا پڑا تھا اور ہو سکتا ہے کہ کلید برداروں سے مراد خزانچی، نائب خزانچی، سیاہ
نویس، چپڑا سی وغیرہ سب ہی ہوں جیسا کہ آج کے بینکوں میں ہوتے ہیں (قرآن مجید
ہی میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قوم کے سامنے بڑے فخر و ناز سے نکلا، جس سے بہت
سے لوگ اس پر رشک بھی کرنے لگے اور جب لوگوں نے اُسے سمجھایا کہ اتنا اتر امت
بلکہ اپنی اس بے انداز دولت میں سے کچھ خدا کی راہ میں بھی نکال، تو اُس نے تمرد و
طُغیان کے ساتھ انکار کر دیا، پھر اس کے انجام سے بہتوں کو عبرت بھی حاصل ہوئی۔
(سورۃ القریش)

(قریش)

①۲۹ قریش

ذکریوں آیا ہے کہ :-

قریش کے لئے عہد دلانے کی خاطر، جاڑے اور گرمی میں ان کے سفر کے لئے
عہد دلانے کی خاطر، چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کرتے رہیں،
جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور انہیں خوف سے امن دیا۔

قریش شمالی اہل عرب کی نسل میں شریف ترین اور مشہور ترین قوم کا نام ہے۔
اس کے مورث اعلیٰ کا نام نضر بن کنانہ تھا، قریش کے لغظی معنی مجمع یا اجتماع کے
ہیں، جبے قصی بن کلاب نے انہیں مکہ میں اکٹھا کر دیا، اسی معنی کے لحاظ سے
اُن کا نام قریش پڑ گیا۔

قوم قریش متعدد قبیلوں پر شامل تھی، مشہور ترین قبیلے یہ دو تھے۔

- ۱۔ بنی ہاشم : جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت علی رضی، عباس رضی، حمزہ رضی، جعفر، ابوطالب، ابولہب وغیرہ ہوتے ہیں۔
- ۲۔ بنی امیہ : جس کے اکابر میں نام حضرت عثمان رضی، ابوسفیان رضی امیر معاویہ رضی کے لئے جاسکتے ہیں۔

نسبتاً کم مشہور پھر بھی اپنے زمانے میں اچھے خاصے متعارف و معروف، حسب ذیل قبیلے بھی اس قوم کے گڑے ہیں۔

(۱) بنی مخزوم (ابو جہل اور خالد بن ولید رضی کا قبیلہ)

(۲) بنی عدی (حضرت عمر رضی کا قبیلہ)

(۳) بنی تمیم (حضرت ابوبکر رضی صدیق کا قبیلہ)

(۴) بنی اسد، بنی سہم وغیرہ

جنگ جوتی و نبرد آزمائی تو سارے عرب میں مشترک تھی، اس سے قطع نظر قریش کا مخصوص شغل تجارت اور کاروبار تھا۔ تجارت معمولی دیکے کی نہ تھی۔ قریش تاجر بڑی دور، دور، اپنے ملک سے باہر نکل جاتے تھے اور ان کے تجارتی قافلے شمال، جنوب، مشرق، مغرب چاروں سمتوں میں شام، مین، عراق، حبشہ برابر آتے جاتے رہتے تھے

قریش، پاس عہد، ذوق سیاحتی اور تجارتی معاملات میں مہارت میں ملکوں ملکوں نام پاتے ہوتے تھے اور وقت کی تہذیب و تمدن کے لحاظ سے سارے عرب میں ایک سردارانہ حیثیت رکھتے ہوتے تھے

قریش محض خشکی کے تاجر نہ تھے۔ بحری تاجر بھی تھے، یہ اس وقت کی دنیا کے لئے ایک بڑی امتیازی چیز تھی، بحر ہند سے لے کر بحر احمر بلکہ بحر روم تک ان کی تجارت پھیلی ہوتی تھی۔

اور ریاستِ مکہ کی سرداری تو بہر حال قریش ہی کسی نہ کسی شاخ کے حصّہ میں رہتی۔

اکابر قریش مثلاً ہاشم جدِ نبیؐ کے قریبی ملکوں کے بادشاہوں سے تعلقات بڑھا کر اُن کا اعتماد اس درجہ حاصل کر لیا تھا کہ ان ملکوں سے مسافروں کے، یا تجارتی قافلوں کے گزرنے کے لئے پاسپورٹ یا پروانہ راہداری اُنہیں اکابر قریش کے دستخط سے جاری ہوتے تھے۔ اور اس طرح قریش کی اُونچی حیثیت ملکی ہی نہیں، بین الملکی طور پر بھی مسلم تھی۔

(ایک زبردست قوم)

(سُورَةُ الْمَائِدَةِ : رُكُوع ۴)

⑬ قَوْمًا جَبَارِينَ

بنی اسرائیل کی زبان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ترغیبِ جہاد کے موقع پر : وہ بولے کہ اے موسیٰ ! اس سرزمین پر تو بڑی زبردست قوم (آباد) ہے اور ہم تو وہاں ہرگز نہ جاتے گے، جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جاتے اور یہ ذکر اُس زمانے کا ہے، جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر ارضِ سیناء میں تھے، اور اُنہیں حکم یہ ملا تھا کہ اپنے وطنِ فلسطین یا کنعان پر قبضہ کرنے کے لئے جہاد و قتال کریں، قوم نے اُس سے انکار کیا اور عذریہ پیش کیا کہ وہاں جو قوم آباد ہے وہ بڑی زبردست، جنگ جو اور کتے ٹھٹھے والی ہے اور ہم اُن سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔

مراد قومِ عمالقہ سے ہے جس سے اسرائیلیوں سے مدت دراز تک جنگ جاری رہی، توریت میں ہے :-

”وہ لوگ جو وہاں بستے ہیں، زور آور ہیں اور اُن کے شہر بڑے مضبوط قلعوں میں ہیں، اور ہم نے بنی عناق کو وہاں بھی دیکھا اور اُس زمین

میں دھن کی طرف عمالیتی بستے ہیں ہمیں زور نہیں کہ ہم
اُن لوگوں پر چڑھیں کیونکہ وہ ہم سے زیادہ زور آور ہیں“

(گنتی : ۱۳ : ۲۸ : ۳۲)

قوم جس پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا۔

﴿۱۳۱﴾ قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

(مجادلہ : ۳۷) (ممتحنہ : ۲۷)

پہلی آیت میں ہے :-

”کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جو ایسے لوگوں سے دوستی
کرتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب نازل کیا ہے“

اور دوسری آیت میں ہے کہ :-

”اے ایمان والو! ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ نے غضب
نازل کیا ہے“

مراد دونوں جگہ مشرکین اور یہود ہیں بلکہ یہودی کی طرف اشارہ اور واضح معلوم
ہوتا ہے، اس لئے کہ اول تو انہیں کی غضوبیت کا ذکر قرآن مجید میں اور بھی جا بجا
ہے اور دوسری آیت میں معاً بعد یہ الفاظ بھی ہیں قَدْ يَكْفُرُونَ
الْآخِرَةَ یعنی آخرت کی طرف سے بے آس ہو گئے ہیں اور یہ صفت بھی یہودی
پر زیادہ منطبق ہوتی ہے، انہیں نے اپنے مذہبی نوشتوں سے یہاں تک کہ خود
توریت اور عہد عتیق کے دوسرے صحیفوں سے ذکرِ آخرت اس طرح نکال ڈالا
ہے کہ گویا ان کے دین کا کوئی تعلق ہی عالمِ آخرت سے نہیں اور ان کا مصلح نظر تمام تر
فلاحِ دنیوی ہی ہے۔

(وہ قوم جو پیشتر گمراہ ہو چکی ہے)

(مائدہ :)

﴿۱۳۲﴾ قَوْمًا قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ

لئے بھی تھی اور خانہ کعبہ ہی کی طرح اس کے لئے بھی ایک حرم قائم تھا، اس کے مجاور آل ابی العاص تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ رض صحابیوں کو بھیجا، جنہوں نے جا کر اس کی عمارت کو منہدم کیا۔ (المحبت)

(سورة لقمان : ۳۷) (دوبار)

(لقمان)

⑬ لُقْمَان

نام دو جگہ پاس ہی پاس آیا ہے، پہلی جگہ ہے کہ بے شک ہم نے لقمان کو داناتی عطا کی اور (یہ حکم) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو اور دوسری جگہ یہ کہ :-

"وہ وقت قابل ذکر ہے جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹا ! اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے" ان کا مقبول و برگزیدہ ہونا تو قرآن مجید سے ظاہر ہی ہو رہا ہے لیکن مسلک جمہور کے مطابق وہ نبی نہ تھے۔ والجمہور علی انہ کان حکیمًا لویکن نبیًا۔ (عکرمہ) صرف حضرت عکرمہ رض وغیرہ سے ان کی نبوت کی بابت قول منقول ہے۔ کلام جاہلیت میں ایک نہیں، تین شخصیتوں کا نام لقمان آتا ہے اور ان میں سے لقمان ثانی کا نام لقمان حکیم بھی مشہور ہے، عجب نہیں کہ قرآن مجید کا اشارہ انہیں کی جانب ہو، ان کے متعلق روایات تاریخی میں آتا ہے کہ یہ ایک آزاد شدہ غلام اور حضرت داود علیہ السلام کے ہم عصر تھے اور باشندے حبشہ یا سوڈان کے تھے۔ تاریخ یونان میں بھی ایک حکیم الیپ (۶۱۹ ق م تا ۵۶۲ ق م) کا آتا ہے، ان کے بعض حالات میں حضرت لقمان کے ساتھ مشابہت ہے۔

قرآن مجید نے صرف ان کا موعظہ ان کے فرزند کے نام دلچ کیا ہے جو اہم دینی، اخلاقی، معاشری ہدایتوں پر شامل ہے۔

①۳۵ لُوط، لُوطًا (لُوط)

(سُورَةُ الْاِنْعَام : رُكُوع ۱۰) (سُورَةُ الْاَعْرَاف : ع ۱۰)

(سُورَةُ هُود : ع ۸) (تین بار) (سُورَةُ هُود : ع ۹) (سُورَةُ الْحَجَر : ع ۲) (سُورَةُ

الْحَجَر : ع ۵) (سُورَةُ الْحَجَر : ع ۶) (سُورَةُ الْاَنْبِيَاء : ع ۵) (دو بار) (سُورَةُ الشُّعَرَاء

ع ۸) (تین بار) (سُورَةُ النَّمْلِ : ع ۴) (دو بار) (سُورَةُ عَنكَبُوت : ع ۳) (سُورَةُ عَنكَبُوت

ع ۴) (دو بار) (سُورَةُ صافات : ع ۴) (سُورَةُ صافات : ع ۴) (سُورَةُ صافات : ع ۴)

ع ۱) (سُورَةُ ق : ع ۱) (سُورَةُ الْقَمَر : ع ۲) (سُورَةُ التَّحْرِيم : ع ۲)

نام ۲۶ بار آیا ہے، پہلی آیت میں یوں کہ :-

اور ہم نے ہدایت دی تھی اسمعیل اور یسوع اور یونس اور لوط کو اور اُن

میں سے ہر ایک کو ہم نے دُنیا جہان والوں پر فضیلت دی تھی،

دوسری آیت میں یوں کہ :-

اور ہم نے لوط کو (بھی بھیجا) جب اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا اے ا

تم تو ایسا بے حیاتی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے اسے دُنیا جہان والوں

میں سے کسی نے نہیں کیا تھا،

تیسری جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیمؑ سے یوں کہ :-

”ڈیتے نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں“

چوتھی مرتبہ یوں کہ :-

پھر جب ابراہیمؑ سے خوف زائل ہو گیا اور اُن کو خوشخبری

مل گئی تو وہ لگے ہم سے قوم لوط کے بارے میں بحث کرنے،

پانچویں جگہ یوں کہ :-

اور جب ہمارے فرستادے لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ اُن کی وجہ سے

گڑھے“

چھٹی جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت لوطؑ سے یوں کہ :-
 ”ہم تو آپ کے پروردگار کے فرستادے ہیں، اُن کی رسائی آپ تک
 نہ ہو سکے گی“

ساتویں جگہ حضرت شعیبؑ کی زبان سے اپنی قوم سے یوں کہ :-
 ”اور قوم لوط تو تم سے کچھ بھی نہیں ہوئی ہے“
 آٹھویں جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیمؑ سے یوں کہ :-
 ”ہم مجرم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں یحییٰ خاندان لوط کے کہ انہیں
 ہم بچالیں گے“
 نویں باریوں کہ :-

”پھر جب وہ فرستادے لوط کے گھرانے میں آتے تو (اُن سے) کہا کہ
 دسویں مرتبہ یوں کہ :

”اُن کے قبل بھی قوم لوط اور اہل مدین بھی (اپنے
 پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں“

گیارہویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں یوں کہ :-
 ”ہم نے انہیں اور لوط کو ایسی سرزمین کی طرف پہنچ کر بچالیا جس کو
 ہم نے دُنیا جہاں والوں کے لئے باعثِ برکت بنا دیا تھا“
 بارہویں جگہ یوں کہ :-

”اور لوط (علیہ السلام) کو بھی ہم نے حکمت اور علم عطا کیا تھا“

تیرہویں اور چودھویں جگہ یوں کہ :-
 ”قوم لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ اُن کے بھائی لوط نے اُن سے کہا“

پندرہویں بار قوم لوط کی زبان سے یوں کہ :-
 "اے لوط ! اگر تم باز نہ آتے تو ضرور تم نکال دیتے جاؤ گے"
 سو لہویں مرتبہ یوں کہ :-
 "اور لوط کو بھی (ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا
 سترہویں جگہ قوم لوط کی زبان سے یوں کہ :-
 لوط والوں کو اپنی بستی سے نکال دو کہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بننے
 ہیں"
 اٹھارہویں مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں یوں کہ :-
 "پھر لوطؑ ان پر ایمان لاتے"
 انیسویں باریوں کہ :-
 اور لوط کو بھی (ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا) جب انھوں نے
 اپنی قوم والوں سے کہا :-
 بیسویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے فرشتوں سے یوں کہ :-
 (مگر) وہاں تو لوط بھی ہیں"
 اکیسویں مرتبہ یوں کہ :-
 "پھر جب وہ فرستادے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کے آنے
 سے کڑھے"
 بائیسویں باریوں کہ :-
 اور بے شک لوط بھی پیغمبروں میں ہوتے ہیں"
 تیسویں مرتبہ یوں کہ :-
 "اور ثمود اور قوم لوط اور اصحاب الایکہ نے بھی تکذیب کی تھی"

۱۱ تا ۱۹ باب ۱۹۔ البتہ محترفین توریت نے حسبِ عادت آپ کی جناب بھی بعض بڑی گندی باتیں منسوب کر دی ہیں۔

م

(۱۳۶) **مَاجُوج** (ما جوج) (سُورَةُ الْكَهْفِ: ع ۱۱) (الانبياء: ع ۷)

پہلی جگہ ذکر یوں ہے کہ:-

”ذوالقرنین جب اپنے ایک ہمہ میں دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ان کے بیچ میں جو قوم آباد تھی، اس نے ذوالقرنین سے کہا۔ یا جوج و ماجوج اس زمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں، تو کہتے تو ہم آپ کے لئے سرمایہ جمع کر دیں، جس سے ہمارے ان کے درمیان کوئی روک قائم کر دیں۔“

اور دوسری جگہ قربِ قیامت کے سیاق میں ہے کہ:-

”یہاں تک کہ یا جوج و ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں اور سچا وعدہ قریب آگئے۔“

یا جوج و ماجوج کا اشتقاق اہل لغت نے مادہ ج سے کیا ہے جس کے معنی آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے نمودج و تلاطم کے ہیں اور لکھا ہے کہ ان کے یہ نام ان کی شدتِ شورش کی بناء پر پڑے۔

یا جوج و ماجوج دونوں نام قرآن مجید میں دونوں جگہ ساتھ ہی آئے ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ دو منگولی قبیلے تھے۔ جو وسطِ ایشیا میں پہاڑی دروں کی آڑ میں آباد تھے اور موقعِ پا کر ملیخا کرتے ہوئے ترکوں کے درمیان گھس آتے تھے۔ عہدِ عتیق کے صحیفہ خرقی ایل کے باب ۳۸، ۳۹ میں یا جوج و ماجوج کا ذکر بار بار آیا ہے اور پیشگوئیاں بھی درج ہیں، لیکن کچھ تفصیلات بیان نہیں ہوئی

ہیں اور بائبل کے شارحین آج تک اُن کی تعین اور صحیح تعبیر میں مُذنب اور متردد ہیں اور اُن کی تحقیقات سے کچھ زیادہ روشنی قرآنی یا جوج و ماجوج پر نہیں پڑتی۔ ایک قول ہے کہ ان قبیلوں کی سکونت ایشیاء کوچک اور آرمینیا میں تھی اور ایک قول ہے کہ یہ وہی قومیں ہیں جو (SEYTHIANS) یا تورانی کہلاتی ہیں۔ قرآنی اشاروں سے بس اتنا نکلتا ہے کہ یہ کوئی شورش پسند، شورہ پشت پہاڑی قبیلے تھے جن کی آفتوں سے عاجز آکر پڑوس کی قوموں نے ذوالقرنین سے فریاد کی اور انہوں نے کوئی مستحکم دیوار روک کے لئے تعمیر کرا دی اور قرآن ہی میں یہ بھی ہے کہ قرب قیامت میں یہ بند توڑ دیا جائیگا۔

عہد جدید کے صحیفہ مکاشفہ یوحنا میں بھی یا جوج ماجوج کے قید سے چھوٹنے کی پیشگوئی درج ہے۔

اور جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا اور اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی۔ یعنی یا جوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا۔ اور وہ تمام زمین پر پھیل جائے گی“ (۲۰: ۸)

(ماروت) (سُورَةُ الْبَقَرَةِ : ۱۲ع)

⑫ مَادُوت | حضرت سلیمان ؑ کے سلسلہ میں آتا ہے کہ:-

کہ اُن کے زمانے کے شیاطین پیچھے لگ گئے اس علم کے بھی بابل میں دو فرشتوں ماروت و ماروت پر اتارا گیا تھا۔

روایات کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ماروت و ماروت نام کے دو فرشتے ملک بابل میں کسی مصلحت تکوینی سے پیکر انسانی میں بھیجے گئے تھے۔ اور انہیں علوم سحر، کہانت و نیز نجات میں ملکہ تھا، لوگ اُن کے پاس آکر بہلنے

بہانے اُن سے اس قسم کے خرافاتی علوم سیکھ لیتے تھے۔

(محمد) (سُورَةُ اَلْغَاثِ : ع ۱۵) (سُورَةُ احزاب : ع ۵) (سُورَةُ مُحَمَّدٍ : رُكُوع ۱) (سُورَةُ الْفَتْحِ : رُكُوع ۶)

③ مُحَمَّد

پہلی آیت میں ہے کہ :-

”محمدؐ تو بس ایک رسول ہی ہیں ان کے پیشتر بھی پیغمبر گزے ہیں“

دوسری آیت میں ہے کہ :-

”محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسولؐ اور

پیامبروں کے خاتم ہیں“

تیسری آیت میں ہے کہ :-

”جو لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کتے اور ایمان لائے ہیں اس پر

جو اُتارا گیا ہے محمدؐ پر، اللہ اُن سے اُن کی بُرائیاں دُور کر دے گا اور اُن

کی حالت سَنَوَار دے گا“

چوتھی آیت میں ہے کہ :-

”محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں“

اس نام کی صراحت کے ساتھ ذکر انہیں چار موقعوں پر آیا ہے باقی ایک

جگہ نام مبارک احمد آیا ہے۔ متعّد مقامات پر اشارتاً ذکر عبد کے ساتھ آیا ہے اور

کہیں التَّبٰی کہیں ”التَّبٰی الْاُمّتِی“ اور کہیں اور اُطر یقول سے کل ذکر بڑی کثرت

سے آیا ہے۔

مُراد ہر جگہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہاشمی قریشی ہیں، پیدائش مکہ

معظمہ میں اپریل ۱۵۰۰ھ میں وفات شریف، مدینہ منورہ میں ۱۲ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ

(۸ جون ۱۱۰۰ء کو، عرب کے متمدّن ترین قبیلہ اور شریف ترین خاندان میں پیدا

ہوتے، لڑکپن، نوجوانی، جوانی کا ہر دور انتہائی پاکیزگی و شرافت کے ساتھ گزارا۔ تجارت پیشہ قوم میں بحیثیت ایک کامیاب و متدین تاجر کے بھی شہرت حاصل کی، عبادت و یاد الہی میں شروع سے ممتاز رہے۔ تقویٰ کی ہر شاخ میں دوسروں کے لئے نمونہ ثابت ہوتے، ۴۰ سال کی عمر میں مرتبہ نبوت سے سرفراز ہوئے، مختلف مصلحتوں اور ضرورتوں سے متعدد عقد فرماتے، اولادیں بھی خاصی ہوتیں، جوان ہو کر صرف چار صاحبزادیاں زندہ رہیں۔ بعد نبوت ساری عمر و دعوت توحید، اور تبلیغی و اصلاحی مشاغل میں صرف کی اور جہاد کی ہمنہ جہتی کوششوں کے ساتھ قتال کی بھی ذمہ داری، اور بڑے بڑے معرکے کئے، اپنے بعد دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی بہترین کتاب کے علاوہ خود اپنے ملفوظات و معمولات کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اور اپنے مخلص پیروؤں کی ہزار ہا ہزار کی تعداد چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔

”محمدؐ“ کے لفظی معنی ہیں، ستودہ صفات، یعنی وہ جس کی مدح بار بار کی جاتی یا جو صفاتِ حسنہ کا جامع ہو، عرب میں یہ نام عام طور سے شائع نہ تھا، ایک عرب مؤرخ نے کل سات شخصیتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اس نام کی گنتی ہیں اور ایک شخص سے متعلق تو یہ لکھا ہے کہ اس کے والد نے یہی سن کر کہ اگلے پیمبر کا نام محمد ہوگا، اپنے لڑکے کا یہی نام رکھ دیا۔ قرآن مجید نے آپ کے کمالات اور کرامات کا ذکر بار بار کیا ہے۔ اور بڑا زور آپ کے عبدیت و رسولیت پر دیا ہے تاکہ عقیدہٴ اہلبیت، مظہریت وغیرہ کی جڑ ہمیشہ کے لئے کٹ جاتے، دنیا کی تاریخ میں یہی نہیں کہ کامیاب ترین شخصیت آپ کی ہوئی ہے بلکہ تاریخیت کے لحاظ سے بھی آپ کی شخصیت بے نظیر ہے جس تعداد میں اور جتنی جزئی تفصیل کے ساتھ حالاتِ زندگی آپ کے ملتے ہیں۔ مشاہیر

عالم میں کسی ایک شخص کے بھی نہیں ملتے۔

ملاحظہ ہو عنوان : احمد

(۱۳۹) مَرِيَم (سورة مريم : ۲ ع) (دوبار) (سورة آل عمران : ۵ ع) (مریم) (سورة النساء : ۲۲ ع) (سورة النساء : ۲۳ ع) (دو مرتبہ)

(سورة مريم : ۲ ع) (دوبار) (سورة التحريم : ۲ ع)

پہلی جگہ والدہ مریم کی زبان سے ہے کہ :-
میں نے اس (لڑکی) کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد
کو شیطان سے تیری پناہ میں (اے اللہ) دیتی ہوں۔
دوسری جگہ حضرت زکریاؑ کی زبان سے ہے کہ :-
”اے مریم ! تجھے یہ (کھانے پینے کی نعمتیں) کہاں سے مل جاتی ہیں۔“
تیسری اور چوتھی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ :-
اے مریم ! بے شک اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اے مریم ! اپنے
پروردگار کی اطاعت کرتی رہ اور سجدہ کرتی رہ اور رکوع کرتی رہ رکوع
کرنے والوں کے ساتھ۔

پانچویں جگہ پھر فرشتوں کی زبان سے ہے کہ :-
”اے مریم ! تم کو خوش خبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ
کی۔ کہ ان کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔“
چھٹی اور ساتویں جگہ صرف نام آیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم۔
آٹھویں جگہ حضرت عیسیٰؑ کے سلسلے میں ہے کہ :-
”وہ تو اللہ (تعالیٰ) کے ایک پیغمبر ہی ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ
نے پہنچا دیا تھا مریم تک۔“

نویں جگہ یہ ہے کہ :-
 " (اس) کتاب میں ذکر کیجیے مریم کا اور پھر ذکر دور تک چلا گیا ہے "
 دسویں جگہ یہود کی زبان سے ہے کہ :-
 "جب آپ اُن کے پاس اپنے بچہ عیسیٰؑ کو لے کر آتی ہیں کہ اے مریم!
 تمہنے تو یہ بڑے غضب کی حرکت کی ہے"
 گیارہویں جگہ یوں کہ :-

"اور اللہ (تعالیٰ) مریم بنت عمران کا (یہی) حال بیان کرتا ہے جس نے
 اپنے ناموس کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اُن میں اپنی رُوح پھونک دی
 اور اُنھوں نے تصدیق کی اپنے پروردگار کے پیاموں کی اور اس کی
 کتابوں کی اور وہ اطاعت کرنے والیوں میں تھیں ۔"

نام اتنے ہی موقعوں پر آیا ہے، باقی تذکرہ اور بھی متعدد طریقوں پر آیا ہے
 کبھی یہود کی زبان سے :- "اخت ہاؤن" کے تحت میں، کبھی حضرت عیسیٰؑ
 کی زبان سے اُمّی کے ماتحت اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب میں
 والد تک کے زیر عنوان

یہ مریم بنت عمران بن ماثان، بنی اسرائیل کے ایک شریف ترین گھرانے
 میں ہیکل سلیمانی کے خادموں کے خاندان میں پیدا ہوئیں، والدہ ماجدہ کا نام
 حنّہ تھا، اپنے والدین کے زمانہ ضعیفی کی اولاد تھیں۔ بڑی تمناؤں اور دعاؤں
 کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ زمانہ شاہ ہیسروڈس (متوفی ۵۹۸ ق م) فرماں روا نے
 یہودیہ کا تھا۔

رُشد : سعادت، صاحبیت کے آثار بچپن ہی سے نمایاں تھے، عصمت
 وعِفّت میں اپنی نظیر آپ تھیں، مسیحی روایتوں کے بموجب شادی قصبہ ناصرہ

کے یوسف بنجار کے ساتھ ہوتی، لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی، کہ آپ کے لطن سے ولادت اعجازی طور پر عیسیٰ مسیح (حسب اطلتے انجیل یسوع) کی ہو گئی، اس کے بعد اور بھی اولادیں آپ کے لطن سے ہوئیں۔ انجیل متی میں ذکر یسوع کے اور بھائیوں کا بھی آیا ہے۔ (۱۲ : ۴۶ : ۵۵ : ۱۳ وغیرہ)

اور بعض انجیلی روایتوں میں تصریح بھی چار بھائیوں اور بہنوں (بصیغہ جمع) کی ہے، مسیحی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی مصلوبی کے وقت آپ موجود تھیں، چنانچہ انجیل یوحنا میں ہے :-

اودیسوع کی صلیب کے پاس اس کی ماں اور اس کی بہن مریم کلہ
پاس کی بیوی اور مریم مگدینی کھڑی تھیں، یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد
کو جس سے محبت رکھتا تھا، پاس کھڑے ہو کر ماں سے کہا کہ اے عورت!
دیکھ اتیرا بیٹا یہ ہے، پھر شاگرد سے کہا کہ دیکھ تیری ماں یہ ہے اور اسی
وقت سے وہ شاگرد اسے اپنے گھر لے گیا (۱۹ : ۲۵ : ۲۷)

قرآن مجید نے واضح طور پر آپ کو دنیا کی بزرگ ترین خواتین میں سے بتایا ہے اور
آپ کی عصمت، پاکیزگی، برگزیدگی کی بڑا شہادت دی ہے۔
سال وفات مسیحی روایتوں کے مطابق ۳۸ء ہے۔

(یسوع) (سورة آل عمران : ع ۵) (سورة النساء : ع ۲۲)

(۱۲۰) (ال) مَسِيح (سورة النساء : ع ۲۲) (سورة المائدة : ع ۳) (تین بار)

(سورة المائدة : رکوع ۱۰) (تین بار) (سورة التوبة : ع ۵) (دو بار)

پہلی آیت میں ہے کہ :-

اے مریم! اللہ تمہیں خوش خبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ

کی، اُن کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہو گا۔

دوسری آیت میں یہود کی زبان سے کہ :-
 "ہم نے مارڈالا عیسیٰ ابن مریم کو جو مسیح اور اللہ کے پیغمبر تھے"
 تیسری جگہ یہ کہ :-

"مسیح عیسیٰ ابن مریم تو بس اللہ کے ایک پیغمبر ہی ہیں"
 چوتھی جگہ یوں کہ :-

"مسیح اس سے ہرگز عار نہ کریں گے کہ وہ اللہ کے ایک بندہ ہی ہیں"
 پانچویں اور چھٹی جگہ یہ کہ :-

"وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے، جنہوں نے کہا کہ خدا تو عین مسیح ابن مریم
 ہے آپ کہہ دیجیے کہ اچھا تو اللہ سے کون کچھ بھی بچا سکے گا، اگر وہ
 ہلاک کر دینا چاہے مسیح ابن مریم اور ان کی والدہ کو"
 ساتویں اور آٹھویں جگہ یوں کہ :-

"یقیناً وہ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ خدا ہی تو عیسیٰ ابن مریم ہے
 حالانکہ خود مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میرے پروردگار اور اپنے
 پروردگار کی عبادت کرو"

نویں مرتبہ یوں کہ :-

"یہ مسیح ابن مریم اور کچھ نہیں ہیں بجز ایک رسول کے"
 دسویں باریوں کہ :-

"نصرانیوں نے کہا کہ مسیح فرزند خدا ہیں"

گیارہویں باریوں سے متعلق کہ :-

"ان لوگوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے علاوہ خدا بنا
 رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی"

لفظ غالباً عبرانی سے مُعرب ہو کر آیا ہے، بہر صورت لقب خصوصی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اور مُراد اس سے مبارک ہے، مسیحی اور یہودی اصطلاح میں اس سے مُراد وہ مُنہی ہے جو نسل اسرائیل کو نجات دلانے کے لئے آنے والا تھا۔ (ملاحظہ ہو: عنوان: عیسیٰ)

(۱۴۱) (ال) منوَاة | (منَاة) (سُورَةُ النَجْم : رُكُوع ۱)
نام صرف ایک جگہ آیا ہے کہ:-

دوسری دیویوں کے ساتھ میں، کیا تم نے لات اور عُزْزٰی پر نظر کی ہے
اور تیسری (دیوی) منات پر بھی“

عرب کی مشہور ترین دیویوں میں اس کا بھی شمار تھا، یہ دیوی تقدیر و قسمت کی تھی، ہندوستان کی لکشمی دیوی سے ملتی ہوتی، اس کی مُورتی بجر احمر کے ساحل پر مدیمہ میں نصب تھی، بندر گاہ منبوع اور بندر گاہ رابغ کے درمیان، اس کے خاص پُجاری مدینہ کے قبیلے اوس اور خزرج تھے۔ اور یہ بھی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بنی آزد بھی۔ ان کے یاتریوں کا تلبیہ حسب ذیل تھا۔

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ - لَبَّيْكَ لَوْلَا اَنْ بَكَرًا دُونَكَ يَتَبَدَّلُ
النَّاسُ وَيَجِيرُونَكَ مَا زَالَ الْحَجُّ عَثَجَ يَأْتُونَكَ اَنَا عَلَى عَدَا
اَنَّهُمْ مِنْ دُونَكَ -

ارزقی کی اخبار مکہ میں ہے کہ یہ دیوی بنی آزد اور بنی غُصَّان کی تھی، وہ اس کا حج کرتے اور اس کی تعظیم بجالاتے تھے اور جب خانہ کعبہ کا طواف کر کے اور عرفات ہو کر منیٰ سے فراغت پا کر واپس آتے تھے۔ تو اپنے سر کے بال منٹا ہی کے پاس آکر اُترواتے تھے، اس کے ڈھانے کو سعد بن زید اشہلی روانہ ہوتے تھے اور انہیں نے یہ مہم سر کی، ابن ہشام میں اس خدمت کو ابو سفیان

کی جانب منسوب کیا ہے اور شک کے ساتھ حضرت علیؑ کی جانب۔

(موسیٰ)

①۴۲ مُوسٰی

(سورة البقرة : رکوع ۶ چار بار) (البقرة : ع ۷ (دوبار) البقرة : ع ۸ :

(البقرة : ع ۱۱) (دوبار البقرة : ع ۱۲) (البقرة : ع ۱۶) (البقرة : ع ۲۲) (سورة آل عمران : ع ۹)

(سورة النساء : ع ۲۲) دوبار (سورة النساء : ع ۲۳) (سورة المائدة : ع ۴) (تین بار) (سورة الانعام

ع ۱۱) (سورة الانعام : ع ۱۹) (سورة الاعراف : ع ۱۲) (دوبار) (سورة الاعراف : ع ۱۳) (تین بار)

(سورة الاعراف : ع ۱۵) (دوبار) (سورة الاعراف : ع ۱۶) (تین بار) (سورة الاعراف : ع ۱۷)

(پانچ بار) (سورة الاعراف : ع ۱۸) (دوبار) (سورة الاعراف : ع ۱۹) (دوبار) (سورة الاعراف :

ع ۲۰) (دوبار) (سورة یونس : ع ۸) (چار بار) (سورة یونس : ع ۹) (چار بار) (سورة هود : ع ۲) (سورة

هود : ع ۱۰) (سورة ابراهیم : ع ۱) (دوبار) (سورة ابراهیم : ع ۲) (سورة بنی اسرائیل : ع ۱) (سورة

بنی اسرائیل : ع ۱۱) (دوبار) (سورة الکہف : ع ۹) (دوبار) (سورة مريم : ع ۴) (سورة طه : ع ۱) (چار بار

سورة طه : ع ۲) (تین بار) (سورة طه : ع ۳) (پانچ بار) (سورة طه : ع ۴) (چار بار) (سورة طه : ع ۵)

(سورة الانبیاء : ع ۴) (سورة الحج : ع ۶) (سورة المؤمنون : ع ۳) (دوبار) (سورة الفرقان : ع ۴)

(سورة الشعراء : ع ۲) (سورة الشعراء : ع ۳) (تین بار) (سورة الشعراء : ع ۴) (چار بار) (سورة

النمل : ع ۱) (تین بار) (سورة القصص : ع ۱) (سورة القصص : ع ۲) (چار بار) (سورة القصص :

ع ۴) (چھ بار) (سورة القصص : ع ۵) (چار بار) (سورة القصص : ع ۸) (سورة العنکبوت : ع ۴)

(سورة الاحزاب : ع ۹) (سورة الصافات : ع ۴) (دوبار) (سورة المؤمنون : ع ۳) (تین بار) (سورة

المؤمن : ع ۴) (سورة المؤمن : ع ۶) (سورة الحج السجدة : ع ۶) (سورة الشوری : ع ۲) (سورة زخرف

ع ۵) (سورة الاحقاف : ع ۴) (سورة الذاریات : ع ۲) (سورة النجم : ع ۳) (سورة الصدف : ع ۱)

(سورة التازعات : ع ۱) (سورة الاعل : ع ۱)

نام نامی ۱۲۸ بار آیا ہے اور اس کثرت سے قرآن مجید میں ذکر کسی دوسرے

انسان کا نہیں آیا ہے۔

موسیٰ بن عمران نسل لاوہ بن یعقوب (اسرائیل) سے تھے اور سلسلہ اسرائیل کے مشہور ترین پیغمبر گزرے ہیں، توریت میں تصریح کے ساتھ سے کہ عمر ۱۲۰ سال کی پائی، پیدائش مصر میں ہوئی اور وفات دشت سینا کے علاقے موآب میں کوہ بنو پر۔

مورخین اور اثرین کا خیال ہے کہ آپ کا زمانہ پندرہویں اور سولہویں صدی قبل مسیح کا تھا، سرچارلس مارسٹن کے تخمینہ میں ولادت ۱۵۲۰ ق م میں ہوئی اور وفات ۱۴۲۰ ق م میں ایک دوسرا تخمینہ ۱۵۰۰ تا ۱۴۵۰ ق م کا بھی ہے۔

توریت میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام یوکید تھا، اور آپ کے ایک بھائی تھے حضرت ہارون علیہ السلام جو خود بھی پیغمبر ہوئے اور ایک بہن مریم نامی آپ کی ولادت کے وقت فرعون قاہر نے حکم دے رکھا تھا کہ حدود مصر میں کوئی اسرائیلی بچہ زندہ نہ چھوڑا جائے بلکہ پیدائش کے وقت ہی مار ڈالا جائے، آپ معجزانہ طور پر بچ گئے اور آپ کی والدہ ماجدہ نے اشارہ غیب پاکر صندوق میں لٹا کر اُسے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ نیل قصر شاہی کے نیچے سے گزرتا تھا، فرعون معہ ملکہ کے اتفاق سے اس وقت دریا کی سیر دیکھ رہا تھا، بہتا ہوا صندوق دیکھ کر بچہ کو نکال لیا، ملکہ کو بہت محبوب لگا اور فرعون سے پرورش کرنے کو مانگ لیا۔ اس پرورش و پرداخت شاہی محل میں ہونے لگی، جب آپ جوان ہوئے تو ایک روز سربراہ ایک مصری (قبلی) ایک اسرائیلی کو پیٹ رہا تھا، اس نے آپ سے فریاد کی۔ آپ نے مظلوم کی حمایت میں اس کے ایک مٹکا مار دیا، اور اتفاق سے وہ اس کے ایسا لگا کہ وہ وہیں ختم ہو گیا، دوسرے دن بات پھوٹی اور آپ کی تلاش شروع ہوئی، آپ مصر چھوڑ کر مدین پہنچے، اور یہاں حضرت

شعیب علیہ السلام کے ہاں اُن کا کاروبار دیکھنے پر ملازمت کر لی۔

اور یہیں اُن کی ایک صاحبزادی بی بی صفورہ کے ساتھ آپ کا عقد بھی ہو گیا، اُن کے بطن سے آپ کے دو صاحبزائے جیرسوم اور الیعزد نامی بھی ہوتے۔ کئی سال بعد آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو لے کر مصر واپس ہوتے اور راستہ میں ایک اندھیری رات میں آپ کو کوہِ طور پر روشنی نظر آتی، آگ کی تلاش میں آپ قریب گئے تو معلوم ہوا کہ تجبلی خداوندی ہے، وہیں آپ کو نبوت اور باری تعالیٰ سے ہمکلامی کی سرفرازی حاصل ہوتی، ساتھ ہی یہ حکم ملا کہ مصر جا کر فرعون کو دعوت تو حید و ایمان دو اور آپ کی درخواست پر حضرت ہارون علیہ السلام بھی اس خدمت میں آپ کے شریک قرار پاتے۔

آپ نے مصر پہنچ کر ہر طرح کی کوشش دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں کڑالی معجزات و خوارق بھی اِذنِ خداوندی سے طرح طرح کے دکھائے، فرعون اور اس کے درباریوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ فرعون اپنے کو سولج دیوتا کا اوتار اور اس لئے اپنے کو خود بھی معبود یا دیوتا سمجھ رہا تھا، اس کی سمجھ ہی میں خدا تے واحد کی دعوت اور اپنی عبدیت کسی طرح نہ آتی اور وہ اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہا۔ مُعجزات و خوارق دیکھ کر یہ سمجھا، کہ یہ سب سحر کی کرشمہ سازی ہے۔ بڑے بڑے ماہرینِ سحر کو بلا کر پیمبرؑ سے مقابلہ کرایا۔ ساحروں کو شکست فاش ہوئی اور مُوسٰی کی پیمبری پر ایمان لے آتے، فرعون اُلٹا اُن پر بھی برہم ہوا، اور اُنہیں سخت سزاؤں کے ساتھ ہلاک کر ڈالا۔ آخر میں عذابِ الہی کی گرفت ہوئی، ساہا سال کے بعد اشارہ خداوندی سے حضرت مُوسٰی علیہ السلام اپنی ساری قوم کو لے کر وطنِ اسرائیل ارضِ فلسطین کے ارادہ سے شبِ شب روانہ ہوئے، اور راستہ بھول کر بجائے خشکی خشکی نکل جانے کے بحرِ قلزم کی ایک شاخ کے سامنے آ گئے، فرعون کو

خبر ہوئی تو مع لشکر کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ پیغمبر نے حکم خداوندی سے سمندر میں قدم رکھ دیا تھا، اور سمندر معاً سمٹ کر اسرائیلیوں کے لئے پایا ب ہو گیا اور اسرائیلی دوسرے کنائے پر سلامتی کے ساتھ پہنچ گئے، لیکن جب یہ دیکھ کر فرعون نے بھی سمندر پار کرنا چاہا تو پانی کی سمٹی ہوئی دیواریں یکبارگی پھر مل گئیں، اور فرعون مع لشکر کے غرق ہو گیا۔

اب صحرائے سینا سامنے تھا کہ شمال کی سمت میں کچھ اور آگے بڑھ کر اپنے آبائی ملک فلسطین (کنعان) پر قبضہ کر لو جس پر اب عمالقہ قابض ہو گئے تھے اور اسرائیلی اس قوم کی حربی شوکت و حشمت سے مرعوب ہو چکے تھے، اپنے میں اُن سے مقابلہ کی سکت نہ پا کر ہمت چھوڑ بیٹھے۔ اس بُزدلی و پست ہمتی پر عتاب الہی نازل ہوا کہ اچھا اب ۴۰ سال تک اسی صحرا میں بھٹکتے پھرو گے۔ اسی درمیان میں ایک اہم واقعہ قارون (توریت کی زبان میں قرح) کی بغاوت کا پیش آیا، یہ آپ ہی کے خاندان کا ایک شخص تھا اور بہت بڑا مہاجن اور سرمایہ دار، اپنی دولت کے غرور میں اگر دین حق سے برگشتہ ہو بیٹھا۔

توریت میں ہے کہ اُسے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے حد تھا اور ڈھائی سو اشخاص کی ایک چھوٹی سی جماعت اس کی ہم نوا بن گئی، آخر اُسے عبرت ناک سزا سب کے سامنے یہ ملی کہ اُسے مع اس کے سارے خزانہ کے زمین دھنسا دیا گیا۔

قرآن مجید ہی نے حیات موسوی کے بعض اور واقعات بھی ذرا تفصیل سے بیان کئے ہیں، مثلاً ایک مقرب و مقبول بندہ سے جو اسرارِ کونیہ کے ماہر تھے۔ ملاقات اور ہمسری، قوم کو ایک مخصوص قسم و رنگ کی گاتے کے ذبیحہ کا حکم اور اس کی تعمیل میں قوم کا لیت و لعل و قوم کو صحرا میں غذا کا سامان قدرتی طور پر ملے

لے جانا اور اس سے اُکٹا کر قوم کی طرف سے طرح طرح کی زمینی پیداوار کی فراہم
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عارضی غیر حاضری کے زمانے میں ایک گمراہ شخص سامری
کے اغواء میں آکر قوم کی گٹھوسالہ پرستی وغیرہ اور ان میں سے اکثر واقعات کی تفصیل
توریت میں بھی مذکور ہے، ان سب کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ راقم السطور کی قصص
القرآن میں ملے گا۔

اسی زمانہ قیام میں حضرت کی طلبی کوہ طور پر مع چند بزرگان قوم کے ہوئی اور
نزولِ توریت کے سرفرازی ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت تاریخی اعتبار
سے دنیا کی چند مشہور ترین اور بزرگ ترین شخصیتوں میں سے ہے۔ یہود تو آپ کو اپنا
قبلہ ایمان سمجھتے ہی ہیں، عیسائی دنیا بھی آپ کی پیغمبرانہ عظمت و جلالت کی قائل
ہے اور قرآن مجید بار بار آپ کی ذات کو بطور ایک مثالی کردار کے پیش کیا ہے۔
(سورۃ البقرہ : ۱۲۷) (میکال)

نام یوں آیا ہے :-

③ میکال

”جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا
جبریل کا یا میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ بھی بالیقین مخالف ہے (ایسے)
کافروں کا“

میکائیل ایک فرشتہ مقرب کا نام ہے جن کا کام بندوں کو رزق پہنچانا
اور پانی برسانا ہے اور ان کا شمار اُن چار ملائکہ مقربین میں ہے جن میں سے ان کے
علاوہ جبریل، اسرافیل و عزرائیل ہیں۔

یہودی عقیدے میں یہ خدا کا مُقرب ترین و معظم ترین فرشتہ ہے، قوم اسرائیل
کا مستقل حامی و شفیع جو خدا سے ہمہ وقت اسرائیلیوں کے حق میں دعائے خیر
کرتا رہتا ہے۔ صحیفہ دانیال کی پیش گوئیاں میں ہے :-

۱۱ اس وقت میکائیل وہ بڑا سردار جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے، اُٹھے گا۔ (۱۲ : ۱۱)

اور اسی صحیفہ میں دو جگہ اور بھی نام اسی عظمت کے ساتھ آیا ہے :-

۱۲ اور دیکھ میکائیل جو سرداروں میں بڑا ہے میری مدد کو پہنچا۔ (۱۰ : ۱۲)

۱۳ اور کوئی نہیں ہے جو ان کے مقابلے میں میری کمک کرنے کے لئے

کمر باندھے گا مگر میکائیل جو تمہارا سردار ہے۔ (۱۰ : ۲۱)

مسیحیوں کے ہاں بھی اس کی عظمت مُسلم ہے۔ عہد جدید میں دو جگہ نام آیا ہے

(یہوواہ کا عام خط ۹ و مُکاشفہ : ۱۲ : ۷) اور دو جگہ بطور مقرب فرشتہ کے :-

عام یہودی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت بھی حضرت

میکائیل ہی کے واسطے سے نازل ہوئی تھی۔

ن

پیغمبر کی بیو (

۱۴۳) نِسَاء النَّبِیِّ

(سورة الاحزاب : ۴۷) (الاحزاب : ۴۷)

ذکر صرف دو جگہ آیا ہے :-

۱۵ اے نبی کی بیویو ! تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب

کرے گی، اسے دُہری سزا دی جائے گی :-

دوسری جگہ یہ کہ :-

۱۶ اے نبی کی بیویو ! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جب کہ تم تقویٰ

اختیار کرو :-

فقہاء و مفسرین نے ازواج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فضیلتِ خصوصی

پہلی ہی آیت سے نکالی ہے اور پھر دوسری آیت نے قرآن کی نص صریح کی مہر اُس پر لگادی۔

ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا اقہات المؤمنین متفقہ طور پر حیل تھیں۔

- ۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلدہؓ (متوفیہ ۱۲ھ)
- ۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہؓ (متوفیہ ۵۴ھ)
- ۳۔ حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ (متوفیہ ۵۸ھ)
- ۴۔ حضرت حفصہ بنت عمرؓ (متوفیہ ۴۵ھ)
- ۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہؓ (متوفیہ ۴۲ھ)
- ۶۔ حضرت اُم سلمہ بنت اُمیہؓ (متوفیہ ۶۳ھ)
- ۷۔ حضرت زینب بنت جحشؓ (متوفیہ ۴۳ھ)
- ۸۔ حضرت جویریہ بنت الحارثؓ (متوفیہ ۵۵ھ)
- ۹۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ (متوفیہ ۴۴ھ)
- ۱۰۔ حضرت صفیہ بنت حمیؓ (متوفیہ ۵۵ھ)
- ۱۱۔ حضرت میمونہ بنت الحارثؓ (متوفیہ ۵۱ھ)

بعض اور بی بی صاحبان کے نام بھی آئے ہیں مگر وہ روایتیں قطعی نہیں ہیں ان گیارہ میں سے دو بیویاں حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ (رضی اللہ عنہما) کا انتقال ان آیتوں کے نزول سے قبل ہو چکا تھا۔ اس وقت صرف نو ازواجِ مطہرات موجود تھیں۔

(نسر) (سورۃ نوح: ۲)

﴿نَسْرًا﴾ قوم نوح کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلے میں اس کا

نام آیا ہے، جب ان لوگوں نے کہا: اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا، اور نہ دُود کو اور

تیسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ میں کہ :-
 "اور نوحؑ کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں"
 چوتھی جگہ یوں کہ :-

"بالیقین ہم نے نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا"
 پانچویں آیت میں حضرت ہودؑ کی زبان سے کہ :-
 "وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تمہیں بعد قوم نوحؑ کے آباد کیا تھا"
 چھٹی جگہ یوں کہ

"کہ کیا انہیں خبر ان قوموں کی نہیں پہنچی جو اُن سے قبل ہو چکی ہیں"
 ساتویں جگہ یوں کہ :-

"آپ انہیں نوح علیہ السلام کا قصہ پڑھ کر سنائیے۔"
 آٹھویں جگہ یوں کہ :-

"بالیقین ہم نے نوحؑ کو بھیجا اُن کی قوم کی طرف"
 نویں جگہ یوں کہ :-

"اُن کی قوم والے) بولے کہ اے نوحؑ تم ہم سے بحث کر چکے تو اب
 تم وہ لے آؤ جس سے ہم کو دھکایا کرتے تھے"
 دسویں مرتبہ یوں کہ :-

"نوحؑ کی طرف وحی بھیجی گئی کہ اب تمہاری قوم میں سے اور کوئی ایمان
 نہیں لائے گا بجز اُن کے جو اب تک لاچکے"
 گیارہویں مرتبہ یوں کہ :-

"نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ کناہے پر تھا"
 بارہویں مرتبہ یوں کہ :-

”نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکارا،

تیرہویں جگہ یوں کہ :-

”اللہ نے فرمایا کہ اے نوح ! یہ تمھارے گھر والوں میں سے نہیں“

چودھویں بار یہ کہ :-

”ارشاد ہوا کہ اے نوح ! اُترو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں لے

کر اپنے اوپر بھی اور اپنی جماعتوں پر بھی جو تمھارے ساتھ ہیں“

پندرہویں بار حضرت شیثؑ کی زبان سے کہ :-

اے میری قوم میری ضد تمھارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر

وہ مُصِیبت آپڑے جو آپڑی تھی قوم نوح اور قوم ہود اور قوم صالح پر“

سولہویں مرتبہ یوں کہ :-

کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے قبل ہو چکے ہیں (مثلاً) قوم

نوح و عام و ثمود -

سترہویں مرتبہ یوں کہ :-

”اے ان لوگوں کی نسل جنہیں ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی میں سوار کیا تھا“

اٹھارہویں جگہ یوں کہ

”اور ہم نے کتنی ہی اُمتوں کو نوح کے بعد سے ہلاک کر ڈالا ہے“

انیسویں جگہ یوں کہ :-

اور بعض (پیغمبر) ان کی نسل سے تھے انہیں ہم نے نوحؑ کے

ہمراہ کشتی پر سوار کیا تھا“

بیسویں بار یہ کہ :-

اس سے قبل تکذیب کر چکے ہیں قوم نوح و عاد و ثمود والے“

اکیسویں آیت میں یہ کہ :-

”بے شک ہم نے نوحؑ کو بھیجا اُن کی قوم کی طرف ؑ

بائیسویں جگہ یہ کہ :-

”ہم نے قوم نوح کو بھی غرق کر دیا جب اُنھوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا

اور انہیں لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیا ؑ

تیسویں اور چوبیسویں باریہ کہ :-

”نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب اُن کے بھائی نوحؑ نے

اُن سے کہا کہ تم ڈرتے نہیں ؑ

پچیسویں باریہ کہ :-

”وہ لوگ بولے کہ اگر اے نوحؑ ! تم باز نہ آئے تو ضرور ہی سگسار کر دیتے

جاؤ گے ؑ

چھتیسویں مرتبہ یہ کہ :

”اور بالیقین ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ؑ

ستائیسویں جگہ یہ :-

”اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے (تمام) پیغمبروں سے

اُن کا عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور سے بھی ؑ

اٹھائیسویں مرتبہ یہ کہ :-

”اور ہم کو نوحؑ نے پکارا اور ہم بہترین فریاد سُننے والے ہیں ؑ

انیسویں باریہ کہ

”نوحؑ پر رحمت ہو عالم والوں کی ؑ

تیسویں جگہ یہ کہ :-

اور اس سے پہلے بھی جھٹلا چکے تھے قوم نوح اور عاد اور فرعون والے
جس کے کھونٹے گڑے ہوئے تھے۔“

اکیسویں جگہ یوں کہ :-

”اُن کے قبل قوم نوح بھی تکذیب کرتی تھی اور اُن کے بعد کے گروہ بھی“
بیسویں باریوں کہ :-

”مجھے تمہارے لئے (دوسری) اُمتوں کے سے عذاب کا اندیشہ
ہے۔۔۔۔۔ جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود اور اُن لوگوں کے بعد
والوں کا حال ہوا تھا“

تیسویں باریوں کہ :-

”اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مُقرر کیا ہے جس کا اس نے
نوح کو حکم دیا تھا۔ اور جس کی اس نے آپ کی طرف وحی کی ہے“
چونتیسویں مرتبہ یوں کہ :-

”ان کے قبل تکذیب کر چکے ہیں قوم نوح اور اصحابِ رَس اور۔۔۔۔۔“
پنیسویں باریوں کہ :-

”اور اُن سے قبل قوم نوح کا بھی یہی حال ہو چکا تھا، وہ بڑے نافرمان
لوگ تھے“

چھتیسویں باریوں کہ :-

”اور اس سے قوم نوح نے جھٹلایا سوا انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا“
سینتیسویں باریوں کہ :-

”ہم ہی نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور اُن کی نسل میں نبوت اور کتاب
رکھ دی“

اڑتیسویں جگہ یوں کہ :-

"ہم نے ہی نوحؑ کو بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ

انتالیسویں بار یوں کہ :-

"نوحؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میری

نافرمانی کی؟

چالیسویں جگہ یوں کہ :-

نوحؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! زمین پر اب کوئی کافر نہ چھوڑیو؟

حضرت نوح بن ملک کا شمار دنیا کے قدیم ترین انبیاء میں ہے، حسب روایت

توریت حضرت آدمؑ سے دسویں پشت میں تھے۔ وطن ملک عراق، عمر ۹۵۰ سال

کی پائی۔ زمانہ شارحین توریت کے نطق و تخمین کے مطابق از ۲۴۸۰ تا ۱۹۹۸ ق م

ایک دو سکراندانے کے مطابق از ۲۸۰ تا ۱۹۹۸ ق م توریت کے صحیفہ پیش

میں آپ کا مفصل ذکر باب ۵ سے باب ۹ تک موجود ہے، لیکن اس میں

توریت کے حسب دستور مناقب کے ساتھ ساتھ مثالب بھی ہیں۔

شرک کا زور آپ کے زمانے میں پوری طرح سے ہو چکا تھا اور اہم ترین بُت

یہ پانتخ تھے :-

وَدّ : یہ دیوتا قوت مردانہ اور محبت و عشق کا تھا اور اس کی مُورت

ایک قوی و توانا مرد کی شکل میں تھی۔

سواع : حسن و محبوبی کی دیوی تھی، اس کی مُورت ایک حسین عورت

کی شکل میں تھی۔

یغوث : یہ دیوتا جسمانی قوت و شہ زوری کا تھا اور اس کی مُورتی

شیر یا بیل کی شکل کی ہوتی تھی۔

یعوق : یہ دیوتا بھاگ دوڑا اور تیر روی کا تھا اور اس کی مورتی گھوڑے کی شکل میں تھی۔

نسر : یہ دیوتا دُور بینی اور حدتِ نظر کا تھا، اس کی مورتی شکاری پرندہ، باز یا عقاب کی شکل کی ہوتی تھی۔

آپ نے عمرِ آجکل کے معیار سے نہایت طویل پائی لیکن ۹۵۰ سال کی عمر اس وقت کے معیار سے کچھ ایسی غیر معمولی نہیں کہی جاسکتی، آپ کے والد کی عمر (حسب روایت توریت) ۷۷۷ سال کی ہوئی تھی اور جدِ امجد کی ۹۶۹ سال کی، آپ کے زمانے میں بلکہ آپ ہی کی بددُعاء سے وہ طوفانِ عظیم آیا، جس سے ساری ساری نسلِ انسانی ڈوب گئی (اور وہ اس وقت سمٹی سمٹائی) ہوئی کل دو ابہ دجلہ و فرات میں آباد تھی، بجز آپ کے صاحبِ ایمان عزیزوں اور رفیقوں کے۔ دوبارہ نسلِ آدم زمین پر آپ ہی کے واسطے سے چلی۔

و

(سورۃ نوح : ۲ ع)

(وڈ)

﴿وَذَا﴾

نام قوم کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلہ میں آیا ہے۔ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا، نہ وِد کو نہ سواع کو، نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔ یہ دیوتا قوتِ مردانہ اور عشق و محبت کا تھا، اس کی مورت ایک قومی ہیکلِ مرد کی شکل میں تھی، اس کے جاتریوں کا تبلیہ، تبلیہ، حج کی طرح یہ تھا، لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ معذرةً اليكَ اس کی پوجا شمالی عرب میں بھی جاری تھی اور اہل عرب اس سے خوب مانوس ہو گئے، اس کا استھان عرب میں دومۃُ الجندل میں تھا۔

ملاحظہ ہوں، عنوانات : یغوث، یعوق، سواع، نسر

۵

(ہاروت) (سُورَةُ الْبَقَرَةِ : ع ۱۲)

④ ہاروت

حضرت سلیمانؑ کے زمانے کے شیاطین کے لئے آیا ہے کہ وہ پیچھے لگ گئے اس علم کے جو ملک بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتار اگیا تھا۔

ملاحظہ ہو عنوان : ماروت ۔

ہارون

④ ہارون

(سُورَةُ النَّاسِ : ع ۲۳) (سُورَةُ الْأَنْعَامِ : ع ۱۰) (سُورَةُ الْأَعْرَافِ :

ع ۱۲) (سُورَةُ الْأَعْرَافِ : ع ۱۷) (سُورَةُ يُوسُفَ : ع ۱۸) (سُورَةُ مَرْيَمَ : ع ۴) (سُورَةُ طهَ : ع ۴) (سُورَةُ طهَ : ع ۳) (تین بار) (سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ : ع ۴) (سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ : ع ۲) (سُورَةُ الْفُرْقَانِ : ع ۴) (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ : ع ۲) (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ : ع ۳) (سُورَةُ الْقَصَصِ : ع ۴) (سُورَةُ الْقَصَصِ : ع ۴) (دوبار) ذکر مبارک اٹھارہ بار آیا ہے، پہلی آیت میں دو کلمہ پیمبروں پر عطف کر کے یوں آیا ہے کہ :-

”ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر“

دوسری آیت میں بھی دوسرے انبیاء کے سلسلے میں یوں کہ :-

”اور نوحؑ کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں اور اُن کی نسل

میں سے اور موسیٰ اور ہارون کو“

اور تیسری جگہ ساحرانِ فرعون کی زبان سے یوں کہ :-

”ہم ایمان لے آتے پروردگارِ عالم پر، وہی پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون کا“

چوتھی مرتبہ یوں کہ :-

”اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری جانشینی کرنا،
پانچویں جگہ یوں کہ :-

”پھر ہم نے اُن کے بعد موسیٰؑ و ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا فرعون
اور اُس کے سرداروں کے پاس“

چھٹی جگہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے ذکر میں یوں کہ :-

”اور ہم نے اپنی رحمت سے انہیں اُن کے بھائی ہارون کو نبی کی حیثیت
سے عطا کیا“

ساتویں جگہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے یوں کہ :-

”اور میرے گھروالوں میں سے میرا ایک معاون کر دیجئے (یعنی) ہارون
کو کہ میرے بھائی ہیں“

آٹھویں باریوں کہ :-

”پھر ساجر سجدہ میں گر گئے اور بولے کہ ہم تو ایمان لے آتے ہارون اور
موسیٰؑ (علیہما السلام) کے پروردگار پر“

نویں مرتبہ یوں کہ :-

”اُن لوگوں سے ہارونؑ نے قبل ہی کہا تھا کہ اے میری قوم والو! تم اس
کے سبب سے گمراہی میں پھنس گئے ہو“

دسویں مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے کہ :-

”اے ہارونؑ! تمہیں اس سے کون سا امر مانع ہوا کہ تم میرے پاس چلے
آتے، جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ بھٹک گئے ہیں“

گیارہویں مرتبہ یوں کہ :-

”اور بالیقین ہم عطا کر چکے ہیں، موسیٰؑ اور ہارون کو ایک چیز فیصلہ کی او“

روشنی کی اور نصیحت کی پرہیزگاروں کے لئے۔

بارہویں مرتبہ یوں کہ :-

”پھر ہم نے بھیجا موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کو اپنے احکام اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ“

تیرہویں جگہ حضرت موسیٰؑ کے سلسلے میں یوں کہ :-

”اور ہم نے اُن کے ساتھ اُن کے بھائی ہارون کو ان کا مُعین بنادیا“

چودھویں بار حضرت موسیٰؑ کی زبان سے کہ :-

”اے میرے پروردگار! مجھے اسی کا اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں،

سو تو ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دے“

پندرہویں مرتبہ ساحران فرعونؑ کی زبان سے کہ :-

”ہم ایمان لے آتے پروردگارِ عالم پر موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر“

سولہویں جگہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے کہ :-

”اور میرے بھائی ہارون کہ وہ مجھ سے زیادہ خوش بیان ہیں، انہیں بھی

میرے ساتھ رسالت میں دیجئے مددگار بنا کر“

سترہویں آیت میں یوں کہ :-

”اور ہم نے موسیٰؑ و ہارونؑ پر بھی احسان کیا“

اٹھارہویں مرتبہ یوں کہ :-

”کہ سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر“

(یہ حضرت ہارون بن عمران حضرت موسیٰؑ کے بھائی تھے۔ عمر میں آپ سے

تین سال بڑے تھے) ۱۰۳ سال کی عمر میں بمقام ایدوم وفات پائی، زوجہ محترمہ کانام

الشبع تھا، اور ان سے آپ کے چار فرزند تولد ہوئے، خوش بیانی میں آپ

حضرت موسیٰؑ سے بڑھے ہوئے تھے اور انہیں کی درخواست پر آپ کو پیغمبری بھی عطا ہوئی تھی، تاکہ فرعون کے دربار میں تبلیغی تقریریں پوری فصاحت کے ساتھ کر سکیں، توریت مروجہ میں آپ پر بے دھڑک الزام گنو سالہ پرستی کا لگا دیا گیا ہے، قرآن مجید نے اس اہتمام سے آپ کی پوری صفاتی پیش کی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نزولِ توریت کے وقت کوہ طور پر طلب گئے تھے، تو ان کی غیبت میں ان کی قائم مقامی آپ ہی نے فرمائی تھی، تقویٰ اور تدقین میں آپ کو مثالی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا۔

(ہامان) (سُورَةُ الْقَصَصِ : ۱۷) (دوبار)

①۵۰ **ہامان** (سُورَةُ عَنكَبُوتِ : ۲۷) (سُورَةُ الْمُؤْمِنِ : ۴۷)

نام چار بار آیا ہے، پہلی جگہ یوں کہ :-
 "اور ہم کو یہ منظور ہوا کہ فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو ان میں سے وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ بچنا چاہتے تھے"
 دوسری بار یوں کہ :-
 "بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر میں بڑے خطا کار تھے"
 تیسری آیت میں یوں کہ :-

"اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا)"
 چوتھی مرتبہ یوں کہ :-

"فرعون نے کہا کہ اے ہامان! میرے لئے بلند عمارت بنوا، کہ میں اس سے آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچوں"

چاروں جگہ ہامان کا ذکر فرعون ہی کے سلسلے میں آتا ہے اور جس طرح فرعون کسی فرد کا شخصی نام نہیں بلکہ ایک خاندان کے فرماں رواؤں کا عمومی

لقب تھا۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ ہامان بھی کوئی اُدنچا سرکاری لقب تھا، تاریخ سے تو اتنا بہر حال ثابت ہے کہ مصر کے ایک بہت بڑے دیوتا کا نام آمن تھا۔ اور اس کے بڑے پجاری کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہوتے تھے عجب نہیں ہے کہ وہی سرکاری لقب عربی تلفظ میں آکر ہامان بن گیا ہو۔

(سُورَةُ الْأَعْرَافِ : رُكُوع ۸)

(هُود)

①۵۱ هُود

○ هُودًا (سورة هود : ع ۵) (چار بار) (سورة هود : ع ۸) (سورة الشعراء : ع ۷)

پہلی جگہ ہے کہ :-

”اور ہم نے عاد کی طرف سے اُن کے بھائی ہودؑ کو بھیجا“
دوسری جگہ بھی بالکل یہی مضمون ہے، تیسری جگہ قوم کی زبان سے ہے :-
”اے ہودؑ! تم ہمارے پاس کوئی سند لے کر تو آتے نہیں ہو“
چوتھی جگہ یوں کہ :-

”جب ہمارا حکم عذاب آ پہنچا تو ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لاتے تھے، اپنی رحمت سے بچا لیا“
پانچویں باریوں کہ :-

”خوب سن لو! کہ عاد قوم ہودؑ کو دُوری نصیب ہوتی“
چھٹی مرتبہ حضرت شعیبؑ کی زبان سے اپنی قوم کو مخاطب کر کے ہے کہ :-
”کہیں تم پر بھی مصیبت آ پڑے جیسی مصیبت آ پڑی تھی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر“
ساتویں باریہ کہ :-

”اُن سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں“
حضرت ہودؑ سامی نسل کے قدیم ترین پیغمبروں میں سے ہوتے ہیں۔

جنوبی عرب میں آج بھی قبر بنی ہود کے نام سے ایک مقام مرجع خلافت و زیارت گاہ ہے۔ فرنگی سیاحوں نے بھی اس کا ذکر بار بار کیا ہے

آپ کی قوم جنوبی عرب میں آباد تھی، اس کے حدود مشرق میں خلیج فارس کے شمال تک وسیع تھے اور مغرب میں بحرِ قلزم کے جنوب تک، گویا آج کے یمن، عمان وغیرہ سب پر شامل۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ توریت کے صحیفہ پیدائش میں آپ ہی کا نام عبر (HABER) کر کے آیا ہے۔

ی

①۵۲ یا جوج : (یا جوج) (سُورَةُ الْكَهْف : ع ۱۱) (الانبیاء : ع ۷)
(ما خطہ ہو : عنوان : ما جوج)

①۵۳ یحییٰ : (یحییٰ) (سورہ ال عمران : ع ۴) (سُورَةُ الْاِنْعَام : ع ۱۵)
(سورہ مریم : ع ۱) (دوبار) (سُورَةُ الْاِنْبِیَاء : ع ۶)

پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ :-

”اے زکریا! اللہ آپ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی جو کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور مقتدا اور بڑے ضبط نفس کرنے والے“

دوسری جگہ دوسرے انبیاء کرام پر عطف کر کے ہے کہ :

”ہم نے ہدایت دی (زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام)

کو، یہ سب صالحین میں سے تھے“

تیسری جگہ حضرت زکریا کو خطاب کر کے ہے کہ :-

”ہم تم کو بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے یحییٰ نامے کی“

چوتھی مرتبہ خود انہیں سے خطاب ہے کہ:-

"لے یحییٰ! مضبوط پکڑو کتاب کو"

پانچویں جگہ حضرت زکریاؑ کے سلسلہ میں ہے کہ:-

"سو ہم نے اُن کی پکار سُن لی اور ہم نے اُنہیں کو یحییٰ عطا کیا"

یہ یحییٰ بن زکریا، جن کا نام عہدِ جدید میں یوحنا آیا ہے، اسرائیلی انبیاء میں بجز حضرت عیسیٰؑ کے، سب سے آخری نبی ہوتے ہیں، یہود آپ کی نبوت کے شدید منکر ہیں اور قرآن مجید نے آپ کی نبوت کا اثبات انہیں کے مقابلہ میں کیا ہے۔
آپ کی والدہ بی بی الیشبع حضرت مریمؑ کی بہن ہوتی تھیں اور اس طرح آپ حضرت عیسیٰؑ کے خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اور اُن سے صرف چھ مہینے قبل دنیا میں تشریف لائے، توحید کے ساتھ ساتھ آپ کی خصوصی دعوت زہد و اتقاء کی تھی، اپنی زندگی بھی انتہائی سادگی بلکہ تنگدستی کے ساتھ گزاری۔ والی شام ہیشروڈلیس نے شادی اپنی بھانجی کے ساتھ کر لی تھی، جو یہودی شریعت میں جائز نہ تھی، آپ نے اس پر ٹوکا، اس سے اس کو آپ کے ساتھ دشمنی پیدا ہو گئی، پہلے اُس نے آپ کو قید خانہ میں ڈالا اور پھر اس نے ایک جشنِ مسرت کے موقع پر اس نئی بیوی کے اشارہ سے اس نے آپ کا سر قلم کرنے کا حکم دے دیا، اور آپ ۳۰ سالہ میں شہید ہو گئے۔

مسیحی صحیفوں میں آپ کو حضرت عیسیٰؑ کے نقیب و مناد کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، آپ کی دعوت و تبلیغ کا میدان یہودیہ کا کیا بان اور وادی یزین تھی۔ انجیل متی میں ہے کہ آپ کا لباس اُونٹ کے بالوں کا رہتا تھا اور غذا جنگل کا شہد اور ٹڈیاں، اور ایک چمڑے کا ٹپکا باندھے رہتے تھے، آپ کی درویشانہ عظمت اور صالحانہ مرتبہ کو اکابر یہود (مثلاً مٹتخ جوزلفیس) نے بھی تسلیم کیا ہے۔

(یعقوب)

①۵۳ یَعْقُوب

(سُورَةُ الْبَقَرَةِ : ع ۱۶) (چار بار) (سُورَةُ اٰلِ عِمْرَانَ : ع ۹) (سُورَةُ

النِّسَاءِ : ع ۲۳) (سُورَةُ الْاِنْعَامِ : ع ۱۰) (سُورَةُ هُودٍ : ع ۷) (سُورَةُ يُوسُفَ : ع ۵) (سُورَةُ يُوسُفَ

۹۷) (سُورَةُ مَرْيَمَ : ع ۳) (سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ : ع ۵) (سُورَةُ التَّكْوِيْنِ : ع ۲) (سُورَةُ ص : ع ۴)

نام نامی چودہ بار آیا ہے، پہلی باریوں کہ :-

"ابراہیم اس کی (یعنی توحید کی) ہدایت کر گئے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب بھی اپنے بیٹوں کو۔ دوسری جگہ یوں کہ : بھلا کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کو موت آپہنچی، تیسری بار دوسرے پیغمبروں پر عطف ہو کر یوں کہ : کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) پر۔ چوتھی آیت میں یوں کہ : کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) یہودی یا نصرانی تھے۔ پانچویں جگہ یوں کہ : آپ کہہ دیجیے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو ہمارے اوپر اتارا گیا اور اس پر جو ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) پر اتارا گیا۔ چھٹی باریوں کہ : ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب)۔۔۔۔۔ پر ساتویں آیت میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر کے یوں کہ : ہم نے انہیں اسحق اور یعقوب عطا کئے۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی۔ آٹھویں بار۔ حضرت سارہؑ کا ذکر کر کے یوں کہ : ہم نے انہیں بشارت دی اسحق کی اور اسحق کے آگے یعقوب کی۔ نویں جگہ حضرت یوسفؑ کی زبان سے کہ : میں نے تو اپنے بزرگوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کے دین کی پیروی کر رکھی ہے۔ دسویں مرتبہ : فرزند ان یعقوب کے قافلہ مصر کے سلسلے میں کہ : جب وہ داخل ہوئے جس طرح اُن کے باپ نے اُنہیں حکم دیا تھا تو وہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے کچھ بھی

کام نہ آسکا اور وہ تو ایک ارمان تھا، یعقوب کے دل میں جو انہوں نے پورا کر لیا۔
 گیا رہیں جبکہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر کے کہ : ہم نے انہیں اسحق اور یعقوب کو
 عطا کیا۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا۔ بارہویں جبکہ حضرت ابراہیمؑ کے سلسلے میں
 ہے کہ : ہم نے انہیں عطا کیا اسحق کو اور یعقوب کو بطور پوتے۔ اور ہم نے ہر ایک
 کو صالح بنایا۔ تیرہویں جبکہ بھی حضرت ابراہیمؑ ہی کے سلسلے میں ہے کہ : ہم نے
 انہیں اسحق اور یعقوب کو عطا کیا۔ چودھویں مرتبہ یوں کہ : یاد کیجئے ! ہمارے بندوں
 ابراہیمؑ اور اسحق اور یعقوب کو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔

یعقوب بن اسحق بن ابراہیمؑ خود ہی نبی نہیں بلکہ نبی زادے اور ایک نبی
 کے پوتے بھی تھے۔ زمانہ تخمیناً ۳ تا ۸۵۳ ق م۔ عمر حسب روایت تورات
 ۱۲۷ سال کی پائی۔ دوسرا نام اسرائیل ہے اور قوم بنی اسرائیل آپ ہی کی جناب
 منسوب ہے، چار عقد فرماتے، بنی یسہا، اور بنی راحیل سے۔ بارہ فرزند چھوڑے
 جن سے بہت نسل چلی، مولد فلسطین یا کنعان۔ غالباً ۱۸ ق م میں اپنے صاحبزادہ
 حضرت یوسفؑ کے پاس مصر تشریف لے گئے اور یہیں وفات پائی۔
 ملاحظہ ہوں عنوانات : اہل یعقوب و اسرائیل۔

(یعوق) (سورہ نوح : رکوع ۲)

⑤ **یَعُوق** نام قوم نوح کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلہ میں
 آیا ہے : اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ وڈ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث
 اور یعوق اور نہ نسر کو۔

یہ دوڑ بھاگ اور تیز رفتاری کا دیوتا تھا، اس کی مورتی گھوڑے کی شکل میں ہوتی
 تھی، اس کی پوجا یمن بھی پائی گئی ہے۔

اس کے پجاریوں کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

بغض الينا الشرّ وحبب الينا الخير ولا تبطلنا فتناً شرّاً ولا تتدحنا بشار

ملاحظہ ہوں عنوانات : سواع : نسر : ودّ : یغوث

(یغوث) (سورۃ نوح : ۲۷)

①۵۶ یغوث

نام نوح کی قوم والوں کی زبان سے اس سلسلے میں آیا ہے ، اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو ، اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

قوم نوح کے پانچ اہم ترین دیوتاؤں میں ہے۔ جن کی پرستش نزولِ قرآن کے وقت بھی عرب و اطرافِ عرب میں جاری تھی۔ یہ دیوتا قوتِ جسمانی و شہِ نزوی کا تھا۔ اس کی مورتنی شیر یا بیل کی شکل میں ہوتی تھی ، اس کی پوجا کارواجِ جنوب عرب و یمن میں تھا ، عبد یغوث نام کارواجِ عرب کے شمال و مشرق میں بھی تھا۔ اس کے جاتریوں کا تلبیہ تھا ۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَبَّيْكَ اجْتَنِبْنَا لَدَيْكَ فَتَنَ عِبَادِكَ قَدْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ

ملاحظہ ہوں عنوانات : سواع ، نسر ، ودّ ، یسوق۔

(یوسف)

①۵۷ یوسف

(الانعام : ۱) (یوسف : ۱) (یوسف : ۲۷) (پانچ دفعہ)

(یوسف : ۳) (دوبار) (یوسف : ۶) (یوسف : ۷) (دوبار) (یوسف : ۸) (یوسف : ۹)

(تین بار) (یوسف : ۱۰) (سات بار) (یوسف : ۱۱) (دوبار) (النوم : ۴)

پہلی جگہ نام صرف دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف ہو کر آیا ہے :-

”اور نسلِ نوح میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور

مُوسٰی.....“

دوسری جگہ یوں کہ :-

”کہ جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میں نے گیارہ
تارے اور سُوج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا“
تیسری باریہ کہ :-

”یقیناً یوسفؑ اور اُن کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں موجود ہیں
سوچنے والوں کے لئے“

چوتھی باریہ تیلے بھائیوں کی زبان سے یوں کہ :-
”یوسفؑ اور اُن کا حقیقی بھائی ہمارے باپ کو ہم سے کہیں زیادہ
پیالے ہیں“

پانچویں مرتبہ یوں کہ :-
”وہ بولے یوسفؑ کو ہلاک کر ڈالو یا ڈال آؤ جا کر کسی سرزمین پر“
چھٹی جگہ یوں کہ :-

”ان میں سے ایک بولنے والا بول اُٹھا کہ یوسفؑ کو ہلاک نہ کرو بلکہ انہیں
ایک اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو“
ساتویں مرتبہ یوں کہ :-

”وہ بولے کہ اے ہمارے باپ! آپ کو یہ کیا ہے کہ آپ یوسفؑ
کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے“
آٹھویں جگہ یوں کہ :-

”ہم نے یوسفؑ (علیہ السلام) کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا،
تو بھیڑیا انہیں کھا گیا“
نویں باریہ کہ :-

”اور ہم نے اس طرح یوسفؑ کو اس سرزمین میں خوب تمکین دی،

کہ ہم انہیں خوابوں کی تعبیر کی تعلیم دی“

دسویں جگہ یوں کہ :-

”اے یوسفؑ! تم اسے جانے دو اور اے عورت تو اپنے قصور پر معذرت کر
گیا رہویں مرتبہ ایک سرکاری اہل کار کی زبان سے :-

”اے یوسفؑ! اے صدقِ مجسم! ہم کو حکم تو بتایتے اس خواب کا“
بارہویں جگہ یوں کہ :-

”اور اس طرح ہم نے یوسفؑ کو ملک میں یا اختیار بنا دیا کہ ملک بھر
میں جہاں چاہیں رہیں سہیں“

تیرہویں مرتبہ یوں کہ :-

”اور یوسفؑ کے بھائی بھی آتے پھر اُن کے پاس پہنچے“
چودھویں جگہ یوں کہ :-

”اور یہ لوگ جب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے اپنے (حقیقی)
بھائی کو اپنے پاس جگہ دی“
پندرہویں بار یوں کہ :-

”اور اس طرح کی تدبیر ہم نے یوسفؑ کی خاطر کر دی“
سولہویں بار یہ کہ :-

”بس یوسفؑ نے اُسے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اُسے اُن پر
ظاہر نہ ہونے دیا“

سترہویں بار سب سے بڑے بھائی کی زبان سے دو سکر بھائیوں کو مخاطب
کر کے یوں کہ :-

”اور اس کے قبل تو یوسفؑ کے بارے میں تم تقصیر کر ہی چکے ہو“

اٹھا رہیں جبکہ حضرت یعقوبؑ کے ذکر میں کہ :
 ”کہنے لگے کہ ہاتے یوسفؑ، اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں
 سفید پڑ گئیں“

انیسویں جبکہ برادرانِ یوسفؑ کی زبان سے :-
 ”تم تو واللہ یوسفؑ ہی کی یاد میں سدا لگے رہو گے“
 بیسویں مرتبہ حضرت یعقوبؑ کی زبان سے کہ :
 ”اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو“
 اکیسویں جبکہ خود حضرت یوسفؑ عزیزِ مصر کی زبان سے اپنے بھائیوں کو مخاطب
 کر کے ہے کہ :-

”تمہیں وہ بھی یاد ہے جو تم نے یوسفؑ اور ان کے بھائی سے بڑاؤ کیا تھا“
 باقیسویں بار بھائیوں کی زبان سے ہے کہ : تو کیا تم یوسفؑ ہی ہو“
 تیسویں مرتبہ خود حضرت یوسفؑ کی زبان سے ہے کہ :-
 ”(ہاں) میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ ہے میرا بھائی“
 چوبیسویں مرتبہ خود حضرت یعقوبؑ کی زبان سے اپنے لڑکوں کو مخاطب کر کے کہ :
 ”اگر تم مجھے بالکل سٹھیا یا ہو انہ سمجھو تو مجھے تو یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے“
 پچیسویں بار یوں کہ :-

”جب (سب) یوسفؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو
 اپنے پاس جگہ دی“

چھیترسویں جبکہ ایک مصری مرد مؤمن کی زبان سے :
 ”اور تمہارے پاس یوسفؑ بھی اس کے اس کے قبل کھلے ہوئے دلائل
 لے کر آچکے ہیں لیکن تم شک ہی میں پڑے رہے“

یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیمؑ! جن کے خاندان میں تین پشتوں سے
پیمبری چلی آرہی تھی، خود بھی پیمبر تھے، وطن و مسکن ارضِ فلسطین میں وادیِ جبرون
تھا جسے اب تحلیل بھی کہتے ہیں اور مدفن بھی یہی ہے، یروشلم سے اٹھارہ میل جنوب
مغرب میں، عُمر بقول اغلب از سالہ تا سالہ ۸۰۰

والدہ ماجدہ حضرت یعقوب کی محبوب ترین بیوی حضرت راحیل تھیں، خود
بھی حسین و خوب رو اور اپنے والد ماجد کی نظر میں محبوب ترین تھے، آثارِ رشد بچپن ہی
سے نمایاں تھے، آگے چل کر سچائی اور پاک دامنی میں اپنی نظیر آپ نکلے، عزیزِ مصر
کی بی بی آپ پر ترنچی اور بے طرح ترنچی - اس پر بھی آپ نے اپنے نفس کو ہر
طرح سے قابو میں رکھا۔

سو تیلے بھاتیوں کے ہاتھوں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں، کنوئیں میں پھینکے
گئے، جان کے لالے پڑ گئے، کڑی سے کڑی آزمائشوں اور عزیزِ مصر کی غلامی کی منزل
سے گزرتے ہوئے وزارتِ مملکتِ مصر بلکہ تختِ شاہی تک پہنچے، علومِ نبویہ الہیہ
کے علاوہ تدبیرِ سلطنت میں بھی ملکہ رکھتے تھے اور قحط و خشک سالی کے انتظام
میں نام دُور دُور پایا۔

قرآن مجید میں ایک پوری اور بڑی سورت آپ کے نام سے موسوم آپ
ہی کے سبق آموز حالات و واقعات کے لئے وقف ہے۔

(یونس) (سورة النساء، ع ۲۳) (سورة الانعام، ع ۱۰)

(سورة یونس، ع ۱۰) (سورة الصافات، ع ۵)

①۵۸ یونس

پہلی جگہ صرف نام دو سکرا نبیاء کرام پر عطف ہو کر آیا ہے کہ :-

”ہم نے وحی بھیجی ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحقؑ اور یعقوبؑ اور

اولادِ یعقوبؑ اور علیؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ پر“

دوسری جگہ بھی کچھ اسی طرح کہ :-

(ہم نے ہدایت دی تھی) اسمعیل اور یونس اور لوطؑ کو :-

تیسری جگہ یوں کہ :-

کوئی بستی ایمان نہ لاتی کہ اس کو اس کا ایمان نفع پہنچانا بجز قوم یونس کے :-

اور چوتھی بار یوں کہ :-

”بے شک یونس پیغمبروں میں سے تھے“

یہ یونس بن متی اللہ کے ان پیغمبروں میں تھے جن کی نبوت کے قائل اہل کتاب بھی ہیں، عہدِ عتیق میں آپ کا نام جونا (JONAH) آیا ہے اور ایک متقل صحیفہ یوناہ کے نام سے ہے۔ آپ کا زمانہ تخمینہ طور پر آٹھویں صدی قبل مسیح کے وسط کا سمجھا جاتا ہے۔ آپ معاصر اسرائیلی بادشاہ یدبعام کے تھے۔ اور اُس کا عہد ۷۸۰ء سے ۷۴۰ء ق م تک رہا۔

آپ موجودہ شہر موصل کے متصل نینوا کے باشندہ تھے جو اسیریا (اشوریہ) کی پُر قوت سلطنت کا پایہ تخت تھا، اس وقت اس کا رقبہ اٹھارہ سو ایکڑ تھا اور آبادی حسب روایت عہدِ عتیق - ایک لاکھ بیس ہزار سے اوپر (یوناہ : ۴ : ۱۱) زمانہ محال کے تخمینے اُسے ایک لاکھ چوبتر ہزار تک پہنچاتے ہیں۔ قرآن مجید نے کج حالِ بلاغت اِسے ایک لاکھ سے زائد بیان کیا ہے۔

قبل اجازتِ خداوندی، آمدِ عذاب کے ابتدائی آثار دیکھ، اپنے مستقر سے روانہ ہو گئے، اس پر تنبیہ ہوئی، سفر دریائی تھا۔ آپ کشتی سے دریا میں ڈال دیے گئے اور کوئی عظیم الجثہ مچھلی شارک کی قسم کی آپ کو زندہ نکل گئی، خدا خدا کر کے اس سے نجات ہوئی، قرآن مجید میں جا بجا قصہ کی تفصیلات مذکور ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : ذوالنون، صاحبِ الحوت